UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226630

UNIVERSAL
LIBRARY

THE BOOK WAS DRENCHED



بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

خاتم الاخلاق

ترجمہ اردو

اخلاق جلالی

مطبع نامی منشی نولکشور لطبع مزین مقبول جہان ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیلیٹل پیج کے تین صفحے جو سادہ ہین انمین بعض کتب اخلاق و تصوف اردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب اخلاق و تصوف اردو

تہذیب النفوس — از سید قمر الدین حسین متخلص بسخن —

اوقات عزیزی — از سید غلام حیدر خانصاحب

بستان تہذیب — جسمین دس باب ہین اور ہر باب مین حکایات نصائح اور اندرز کے باندازِ اخلاق و تہذیب آموزی ہر قسم مین مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ متخلص بہ رئیس والی ریاست محمد گڈھ رہتوڑہ

ذخیرہ سعادت — بھاشا بلاس کی ٹیک کی دو فصل کی اول و آخر کا ترجمہ ہے تہذیب اخلاق مین از لالہ لال جی —

بحر الحقیقت — اصلاح نفس از حسن

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت از مولوی فخر الدین احمد —

مذاق العارفین — ترجمہ اردو احیاء العلوم عربی از مولوی محمد احسن صاحب —

نجات المومنین — ذکر کرامات حضرت شاہ نجابت اللہ مولفہ حافظ سراج الدین —

باغ ارم — ترجمہ مثنوی مولوی روم — از مولوی شاہ مستعان —

تہذیب الاخلاق — از مولوی نجم الحق —

پیراہن یوسفی مجتبی — ترجمہ اردو نظم دفتر اول و دوم و سوم مثنوی مولانا روم از مولوی یوسف علی شاہ ملقب بہ بانکے میان چشتی نظامی

ایضاً — ترجمہ اردو نظم دفتر چہارم و پنجم و ششم —

رسالہ خلاصہ تصانیف امام محمد غزالی — از مولوی احمد علی رئیس قصبہ منصور کاغذ سفید چکنا

تحفہ سروری — از مفتی غلام سرور لاہوری —

کنز الاسرار — ترجمہ نظم اردو مثنوی شاہ بوعلی قلندر از مولوی غلام حیدر گوپاموی —

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

خاتمۃ الاخلاق

ترجمہ اردو

اخلاق جلالی

مطبع نامی منشی نولکشور لطبع مزین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس کریم کارساز کو سزاوار ہی کہ جسنے جواہر اخلاق حمیدہ کو اپنے دریاے کرم سی غواصان بحر کمال کو بخشا اور یاقوت خصائل پسندیدہ کی تیئں اپنے خزانہ احسان سی طالبان مخزن فضائل کو عنایت فرمایا وہ ایسا حکیم ہی کہ اپنے فضل سے بیت المقدس حکمت کو شیاطین جہلا سے محفوظ رکھا سبحان اللہ کیا عادل ہی کہ غایت انصاف سے تحرگاہ عدالت کو عدوان تظلم سے بچایا اور ثنا ایسے پاک بے نیاز کی ہی کہ جسنے دامن عفت کے تیئں لوث شرو بدکاری سے پاک رکھا اور جنود شجاعت سے عساکر جنین کو مقہور کیا میری زبان کو کیا طاقت ہی جو اوسکی فضیلت حکمت کو بیان کرے اور اس دہان کی وہ لسان کہان کہ اوسکی شرافت عدالت کا نام لیوے بالفرض اگر ناطقہ بشری دیوے عفت سے ہزار ہزار بار منھ دھووی پھر وہ منہ کہان سے لاوی کہ اوسکے دریاے سخاوت سی لب تر کرے اور شجاعت انسانی کو کیا امکان جو اوسکی ثنا کے میدان میں اقدام کرے **ابیات** کیا تاب محکو اور مری اس زبان کو ؛ حمد و ثنا مین اوسکی کرین ملکے گفتگو ؛ اک حرف اوسکی وصل کا ہرگز نہو سکی ؛ گر ہو زبان میری بدلنمین ہر ایک مو ؛ صورت کا انفصال ہیولی سی ہو تو ہو ؛ لیکن کسی سے وصف کا اوسکے بیان نہو ؛ ہزار ہزار شکر اوس کارساز حقیقی کا جسنے اس عالم کون و فساد سے بندوبست جزوی کو تدابیر منزل سے محکم اور ممالک ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے

منتظم کیا اور بہت بہت آرزو خالق بے نیاز سے ہی کہ اوسنے اپنے خواص مخلوقات کو زیور
تہذیب لاخلاق سے مہذب اور عوام موجودات کی تئین اونکی تبعیت سی مادب کیا پس ہمین لازم ہی کہ
مقابل اس نعمت عظمی کے سجدے شکر کے بجالاوین اور ہمیشہ اپنی اوقات کو درستی اخلاق مین صرف
رکھین تاکہ ظلمات رذیلہ سے نجات پاکر حسن اعمال کی صراط مستقیم پر جو موجب وصول مکان مقصود
کا ہی آوین لیکن بیچان اس راہ کی بے ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہوسکتی پھر اوسمین چلنا بغیر
روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین علی الخصوص تجلی انوار سے مشکوۃ ایوان رسالت کے اور پرتو
نورانی سی چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنیوالے راہ اسلام کے بتا فی ہارے معنی کنت کنزاً
مخفیاً کے مضمون فخلقت خلقاً کے باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم خاتم الانبیا
شافع الوری نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **بیت** جو اس راہ سے
بھٹکے پھر وہ کبھی ؛ نہ پہونچیگا منزل کو اسی متقی ؛ بحق رسول و بنی فاطمہ ؛ خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ
مدح بڑی صاحب ام اقبالہ کی بعد اسکے بنا کلام کی اُس امیر کبیر کی مدح ہی ہی کہ شمع
عدالت سی جسکے شبستان عالم کی روشن ہوئی اور خارستان تظلم کا گلشن اوسکی سیاست کی
دہشت سی درد پاسبان ہورہا اور قزاق نگہبان فتنہ ایکبارگی جہان سے مرگیا اور امن و امان
عالم امکان مین جی اوٹھا ظلم اوسکے زمانے مین مجبور ہی اور عدل اوسکی دور مین مسرور مخالف
اوسکی دولت کے مقہور ہین محب اوسکے اقبال کے مشکور جس جگہ اوسکے نشان ایالت کے بلند
ہووین فتح و ظفر اوپر آسر گرد ہین بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہے کہ غنیم اوسے دیکھتے ہی اجل کی کونہ مین
چھپے اور جہان اوسکی نقارے ریاست کی بجین حکومت وہانکی سامنے آحاضر ہوے بلکہ وہ عین
حکومت ہی کہ عدو کی نظر پڑتے ہی داغ غلامی کا اپنی پیشانی پر کھینچے یہ باتین فقط دعوی نہین
بلکہ سب پر ہویدا ہی اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمانروا دکن کا باوجود اس
جاہ و ثروت کے بڑ آسکا اور مرہٹون نے ساتھ اس حشمت کے ناچار ہوکر صلح اختیار کی باقی
اور امراے ہند نے بھی اوسکی اطاعت کو قبول کیا ہان یہ دولت خدا داد ہے اور اقبال
روز افزون کسکا مقدور ہی جو دعوی مقابلہ کا کرے اور کسکو تاب ہی جو اسپر غالب ہووے
مثنوی کسینے اگر اوس سے دعوی کیا ؛ پھر آخر کو خود وہ پشیمان ہوا ؛ بلی اسکے کہنے کی کیا

احتیاج ؛ خدا جسکو چاہے اوسیکا ہی راج ؛ بدرگاہ حق جو کہ مقبول ہی ؛ سبھی سنے اوسکی معقول ؛
خدا نے اوسے اسلیے سروری ؛ ہی بخشی کہ عالم کو ہو بہتری ؛ یہ سچ ہی کہ اقلیم ہندوستان ؛ ہوئی
اوسکے اقبال سے بوستان ؛ جہان تک تھا اس ملک کا انتظام ؛ بقانون محکم کیا سب تمام ؛ جو
سرکش تھے اوسکی ہوی سب غلام ؛ رعایا ہین سب وسے راضی تمام ؛ ثناخوان ہین اوسکی صغیر و کبیر
ہی ممنون احسان امیر و فقیر ؛ پناہ اوسکے دولت کی جسنے ہی لی ؛ وہین ہوگیا دم مین سب سے غنی ؛
کسی پر کرے جو کرم سے نظر ؛ غلامی کرے اوسکی آسیم وزر ؛ شاید کہ وہ جوہر اول ہی کہ واسطے انتظام خرد ی
دکلی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اوسنے نزول فرمایا یا کہ وہ رب النوع ہی کہ اوس مبدء حقیقی نے
بنی نوع انسان کی پرورش کے لیے بھیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کو تسلط ہو تو رفاہیت خلائق کی کیون
نہو اور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیے نہ پھولین اور خاص و عام کی خوشوقتی کے درخت کس واسطے
نہ پھلین بیت خدا اوسکو سرسبز رکھے مدام ؛ بامن اوسکے سایہ مین سب خاص و عام ؛ دہلی امیر
الکبیر ملجا الغربا ملاذ الفقرا دار و مدار العلما بابہ باب الفضلا الذی بیدہ مقالید انتظام الوری و بکفہ
مفاتیح رتق و فتق البرایا حامی الرعایا دافع البلایا الامیر ابن الامیر الذی لقبہ بالفارسیۃ زبدۂ
نوئینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر ظلہ
ابدا ابدا بیت تنت تجھے ہر صبح دولت ہو جیو ؛ شام غم دشمن کی قسمت ہو جیو ؛ صاحب
مدرس تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ دام اقبالہ کی دعامین حق سبحانہ تعالی ذات
مجمعہ صفات مدرس صاحب عالیجناب کی ہمیشہ اپنے سایۂ فضل مین رکھہ کے حاجت روے ارباب
احتیاج کرے اور اوسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل فضائل ہے معاد اہل فضائل کا کرکے
صدمۂ آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال اوسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ
رہے آفتاب دولت اوسکا ہموارہ مشرق حشمت سے طالع ہووے اور مہتاب سعادت کا علی الدوام
مطلع جلالت سے ساطع تاکہ قران السعدین ہوا کرے مشتری بخت اوسکا زہرۂ اقبال سے قرین
رہے جبتک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکھائی دے دشمن اوسکا محاق غم مین گرفتار
ہووے تا زمان تقاطع دوائر افلاک کے ایادی اوسکے مخالفون کے مقطوع ہوون جبتک
محیط اعظم محدد عالم رہے بداندیش اوسکا محاط زندان آفت کا ہووے صاحب الامنش معدن سنگ

دانش **جامع الاخلاق** نادرالآفاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت والا رتبت
امین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسۂ ادیب کامل محیط فضائل خدا یگانی کپتان
جمس مونٹ صاحب س تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ کے ہین دام اقبالہ ابیات فلک پر تارے
خورشید اور ماہ ؛ رہے تابندہ اوسکا اختر جاہ ؛ رہین جب تک کہ انجم ہین درخشان ؛ احبا اوسکے
خوش اور اعدا پریشان ؛ رہے اقبال یہ اوسکا تحکم ؛ غلامی آکرین غرد تنعم ؛ می گلفام عشرت کا جو لے
نام ؛ تو ہو وین اوسکے مہر و ماہ سے جام ؛ بیان اوسکی مروت کا کرون کیا ؛ وہ اک دریا ہی شیرینی
کا بہتا ؛ کھلین عشرت کے گل اوسکے چمن مین ؛ رہے نت عیش اوسکی انجمن مین ؛ الٰہی آسمان جبتک ہے
قائم ؛ رہے ذات اوسکی دنیا بیچ دائم ؛ مجھے کیا تاب ہے جو اوسکی ثنا کرون اور اوسکی مدح مین دم بھرون
بہت جو کرون اوسکی مین ثنا مین کلام ؛ ہے یقینًا ہنوز ہونہ تمام کتاب کے ترجمے اور مصنف
کے احوال کا بیان یہ دولتخواہ سرکار فیض آثار کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ
مترجم تفریق ہندی مدرسے کا ہے جب اس بندے نے نسخہ ہدایت الاسلام کی جلد اول سے فراغت
کی اور صاحب ممدوح کی خدمت مین اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان تختے
مین کر اگرچہ یہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سے آخر تک تمام مسائل حکمی اور
تدقیقات علمی سے مشحون ہے اور ترجمہ کرنا اوسکا مستلزم تجرید مادۂ جسمانی اور اسقاط قوائے انسانی
کا ہے لیکن بمقتضائے نمکخواری کے صورت انکار کی مناسب نہ دیکھی اور افضال حقیقی پر توکل کرکے اسمین
اقدام کیا لیکن اوسکے خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علٰحدہ کہکر ضمیمہ اس ترجمہ کا کرکے حکمت عملی کی
تقسیم سے شروع کیا اور حتی المقدور اوسکے تسہیل کرنمین کوتاہی نہین کی مگر اون اصطلاحون کا
جنکا ترجمہ اس زبان مین ممکن نہین انشاء اللہ تعالیٰ بعد اتمام کے اون اصطلاحونکی تفسیر اشارون
وکنایے سے کرکے جدی ایک فرہنگ مختصر تتمتًا مقدار دو تین جزو کے آخر کتاب مین ملحق کیجائیگی
جس کسیکو کسی لفظ مین شبہہ ہو تو اوس فرہنگ مین دیکھ لیوے اور جابجا کمی وزیادتی کرکے ترجمہ لفظی
چھوڑ سہل ہونیکے لیے مطلب بیان کردیا ہے پر ترتیب ترجمہ کی باعتبار ابواب فصول کے مطابق
اصل کتاب کے باقی رہے نام اسکا **جامع الاخلاق** رکھا لیکن اون بزرگونسے جو مذاق علمی رکھتے ہین یہ
عرض کرتا ہون کہ جسوقت اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضائے الانسان مشتق من النسیان کے اگر کہین سہو یا خط

دیکھین تو مہربانی سے اوسکی اصلاح پر سعی کرین اور زبان طعن کی اس قلیل البضاعت کے اوپر کھولین فرد
وہ کونسا بشر ہی کہ جس سے خطا نہو؛ بالفرض اگر کمال مین وہ بوعلی بھی ہی ؛ توکلت علی اللہ و ہو حسبی
ونعم الوکیل تقسیم جبکہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت ہی احوال نفس ناطقۂ
انسانی کے جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا بُرے افعال اوس سے ہوسکین تا اس علم کے سبب بُری
صفتونسے چھوٹ کر اچھی خصلتونکی آرایش سے آراستہ ہووے اور جس کمال کیطرف وہ متوجہ ہی اوسے
حاصل ہووے افعال دو قسم کے ہین ایک وہ ہی جو ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اوسے علم اخلاق و ذہنگ
کہتے ہین دوسرے وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہی کہ علاقہ
اون لوگونسے رکھے جو ایک حویلی مین ایک ساتھہ گذران کرتے ہین اوسکو علم کدخدائی اور
بندوبست خانہ داری کہتے ہین دوسرے وہ کہ تعلق رکھے اون آدمیونسے جو ایک شہر یا ایک ملک
مین رہتے ہین اس علم کا نام ملکداری اور سیاست مدنی ہی پس بالضرور مقاصد اس کتاب کے
کہ موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہی تین قسمون کے درمیان منحصر ہوے ہر گاہ کہ طریقے
تردین کے مقتضی اسکے ہین کہ مقدمے کو جو مشتمل ہی تھوڑیسی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود سے علاقہ
رکھین اور شروع کرنیوالے کی آنکھین اونسے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنیکے لیے اوسکی
اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجیے اسواسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہے
مقدمے سے پیچ بیان کرنے اون باتون کے اور تین لامع پر ان تینون مقصدون کے مقرر ہوئی
اور ابواب فصول کی تعبیر لمع اور مانند اوسکے سے کیگئی لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہی اور ہم اسکے سوا
کسیکی عبادت نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر اوسے مطلع حق سبحانہ تعالے فرمایا ہی کہ نہین آسمانون
اور زمین کو اور اونکو جو اون دونونکے درمیان ہین بطریق بازی کے پیدا نہین کیا اور فرمایا ہی کہ کیا تم گمان
کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے یہ خلاصہ تقریر اور یہ ترجمہ بدون تصرف
کلی ہی اون نون نیر قدسی کے پرتو سے منظر تحقیق کے دیکھنے والونکو یہ معنی نظر آتے ہین کہ عالم کون و فساد
کے ذرون اور جہان امکان کی حقیقتونکو جنھین شہرستان عدم سے لاکر کرسی وجود پر جلوہ دیا اور ایک
آیت کے گلگلونسے جسکے معنی یہ ہین کہ رنگ خدا کا ہی اور کون شخص خدا سے رنگ مین بہتر ہی آراستہ
کرکے منصہ ظہور مین لایا بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہی ہر شے کو اسکی پیدایش عطا کی

پھر ہدایت کی ہر ایک کی ایک نہایت اور ایک مصلحت ہی جو اوسکی نتیجے کے برابر ہی اگرچہ فعل خو
جواد مطلق اور فعال برحق کا معلل بالغرض نہین ہے پر حکمت اور مصلحت اور نہایت نتیجے سے
خالی بھی نہین چنانچہ یہ دونون مقدمے علم الہی مین یقینی دلیلون اور روشن حجتون سے ثابت ہوے
ہین اور انسانکے پیدا کرنیکی غرض جو خلاصہ امکان اور عین عیان اور خاصہ جہان کا ہی خلافت
الٰہی ہی چنانچہ معنی آیہ کریمہ کے بیشبہہ مین زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا اور مضمون اوس آیت کا جسکے معنی
یہ ہین وہ خدا ایسا ہی جسنے تمکو زمین پر خلیفہ کیا خبر اوسے دیتے ہین اور اوس آیت کی درمیان جسکے معنی
یہ ہین کہ تحقیق مینے امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑونکے نزدیک ظاہر کیا اونھونے اوسکے
اوٹھانے سے انکار کیا اور اوس سے ڈرے پر اوٹھایا اوسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم
کرنیوالا اور بڑا نادان تھا اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیرون مین
مذکور ہے تو اول صورت پر فرشتے اور جن انسان کے ساتھہ عقل مین شریک ہین اور ثانی وجہ پر
تکلیف شرعی مین جن اور آدمی برابر ہین پس امانت کا اوٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہین حالانکہ
آیت کی روش سے تخصیص انسانکی مفہوم ہوتی ہی جیساکہ یہ ظاہر ہی پس اولی یہ ہی کہ تعبیر اوسکی خدا
کی نیابت سے کیجیے کیونکہ اس بار عظیم کے اوٹھانیسے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی
نہین بلیت ہستی کا اپنی بوجھہ نہ مین گرا اوٹھا سکون ؛ یہ بار عشق سے مجھے انکار ہی نہین فقر
آسمان بار امانت کو اوٹھا جب نہ سکا ؛ قرعہ تنہا م سے پھینکا ہی بنی آدم کے ؛ رتبہ خلافت مین انسان
کا مستحق ہونا اسلیے ہی کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی صفت کے قابل اس طور سے ہی کہ خدا کے
ہر ایک قسم کے وصف کا جو اس عالم کے بندوبست کا مدار ہی مظہر ہو سکتا ہی اور عالم صورت و معنی کا
انتظام کر سکتا کیونکہ فرشتونکو اگرچہ قوت روحانی اور اوسکے لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اوسکی لذات
عقلی سے بسبب پیدایش کے حاصل ہین پر آلات جسمانی اور اسباب بدنی سے جو مدار تحمل خلافت کے ہین بالکل
بے نصیب ہین اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے روسے نفوس ناطقہ ہین لیکن کمالات اونکی
خطری اور بدن اونکی کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہین اور ایک ہی مقام اور ایک ہی مرتبے
کے سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہونچ سکتے اور نقص اور کمال کی صفت سے بھی عاری
ہین اور احوال اونکے ایک ہی طور کے سوا نہین اور عالم علوی و سفلی کی سب حقیقتونکا احاطہ بھی نہین کر سکتے

بخلاف پیدایش انسانی کے کیونکہ وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا شاکر ہے پہلے ابتداء وجود مین
مرتبہ جمادی سے مرتبہ نباتی سے مرتبہ حیوانی کو پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہونچا پھر جب لباس
اعتدال مزاجی اور حلیۂ تعدیل قوائے جسمانی اور نفسانی سے آراستہ پاوے تو بدن اور روح کی جہت
سے اجرام فلکی کے ساتھہ مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا اونسے چھوٹ جانے
کے برابر ہے پھر بسبب اس تصفیۂ وجدانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینہ دل مین صورت حال و ماضی
و استقبال کی مشاہدہ کرے یہ مرتبہ یا اس لیے ہے کہ وہ عالم مثال سے جو اساطین حکما کی نزدیک
حکمت بیانی و عیانی سے ثابت ہے آگاہ ہو جاتا ہے یا اسواسطے ہے کہ یہ تو صورت قدسی کا نفس
ناطقی کی شمع روشن سے اوسکے چراغ خیال مین آتا ہے پھر تمثیل اوسکی بطور صورت جسمانی کے
جیسے آئینہ کے درمیان عکس نظر آتا ہے چنانچہ بعضے حکیمون کی راے اس طرف گئی ہے مشاہدہ
کرتا ہے اور جب اس مرتبے سے ترقی کرکے نفی ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کی پانون
سے معراج تقدس پر جاوے اور مشاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب مقرب فرشتون کے
زمرے بلکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل ہوے ساتھہ اوسکے مقصور ایک مقام مین بھی نہ رہے
بلکہ جہان چاہے وہان بارادتاے الہیات ہوا ہے دل مراقبل ہر ایک صورت کے بنین
ہے فرق یہان دیر اور حرم کے بیچ ؛ قبول مینے کیا جیسے عشق کا مذہب ؛ خدائی مینے یہان دیکھی
ہے صنم کے بیچ ؛ اور اوسی سبب سے اہل سنت و جماعت کے اماموں نے جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین
اسپر اتفاق کیا ہے کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہین بیت ہو آدمی جو کبھی تو ملک
سے درگذرے ؛ کہ سجدہ گہ ہے فرشتون کی آدم خاکی ؛ لیکن عوام بشر اور عوام فرشتونکے
درمیان اختلاف کیا بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کی مشہور کتابون مین
مذکور ہے اور بعضے برعکس اوسکے کہتے ہین پر خواص فرشتونکے افضل ہونے مین عوام آدمی سے کچھہ
شک نہین اور حضرت مرتضی علی رضی اللہ تعالی عنہ جو مدینہ علم کے دروازے ہین اور دروازہ
انکا یقین کے طلب کرنیوالونکا مرجع ہے منقول ہے کہ اللہ تعالے نے فرشتونکو عقل بدون خواہش
اور غضب کے دی ہے اور حیوانونکو خواہش اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی اور انسان کو
دونون بخشے پس اگر انسان اپنی حرص اور غضب کو تابع عقل کے کرکے کمال عقلی کے مرتبے کو پہونچی تو

اسکا فرشتونکی مرتبہ سے برتر ہوے کیونکہ انسان باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش
اختیاری سے مرتبہ کمال کو پہونچا بخلاف فرشتونکے اسلیے کہ مرتبہ کمال مین اُنکا کوئی مزاحم نہین
بلکہ اسمین کچھ اُنکا اختیار نہین اور جو عقل کو مغلوب ہوا و حرص و غضب کا کرے تو چارپایون کے
مرتبے سے بھی اوتر جاے اسواسطے کہ وے بسبب کم عقلی کے فرمانبردار شہوت اور غضب کے
ہوسکتے ہین بنابراسکے تحصیل کمال سے معذور ہین بخلاف آدمی کے قطعہ آدمی زادہ طرفہ معجون ہے
ہوا و ہیولائے ملک و حیوان سے ۔ گر کسے خواہش او سکی اس سے گھٹے ۔ جو کرے میل وسکی اوس سے بڑھے ۔ فرشتون
پر انسانکو ترجیح دینے مین حکیم سے جو خلاف کہ منقول ہے اوسکے اوٹھانے اور فریقین کی باتونکی تطبیق
دینے کے لیے صاحب اصطلاحات یعنے شیخ عبدالرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہے کہ شرافت غیرہی کمال
کی کیونکہ سلسلہ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی بحسب قرب مرتبے کے ہے اس مبدا حقیقی کے ساتھ
اور مطابق غلبہ روحانی اور صفاے قلبی کے جو لازم اوسکے ہے اور کمال بسبب جامعیت کے ہے
پس فرشتے اگرچہ بنابر قلت اسباب و کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان
جامعیت و احاطہ کمال کی جہت اونسے افضل ہے اور دونون فریقونکی باتونکو اگر ایک ہی تقریر
پر قیاس کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاے اور نزاع درمیان سے اوٹھے لیکن توفیق اوسکی
اللہ تعالے ہی سے ہے تنویر انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہے ایک حکمت بالغہ
جو عبارت ہے کمال علمی سے دوسرے قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال عملی سے ہے لیکن یہ بات اس
صورت مین بنتی ہے کہ حکمت کی تعبیر اس طور سے کرین کہ وہ فقط علم ہے احوال موجودات کا اور
عمل کو اسکی حقیقت سے خارج رکھین لیکن اُس صورت پر جو تعریف اوسکی کرین کہ وہ عبارت ہے
نفس ناطقہ کے بہونچنے سے اوس کمال کو جو علم و عمل کی دونون جانب مین اوسے ممکن ہے
تو احتیاج دوسری قید کی نہین اسلیے کہ اسی صورت مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہے
اور یہی تفسیر بہتر ہے کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہے اسواسطے کہ اصل لغت کے رو سے حکمت
کے معنی سیج بولنا اور اچھا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جسکے معنے یہ ہین کہ جس شخص کو حکمت
عطا کیجاے تو بے شبہہ اوسے بہت بہتری دیجاے اس معنے سے مناسبت رکھتی ہے
اور تفسیر اول پر مانند اوس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق بے شبہہ تو ہے علیم حکیم

ہی الفاظ مترادف کے عطف کی قسم سے ہے اور شک نہین کہ قیاس کرنا اوسکا تمام تر تجربہ سے اولی ہے اور حکیمون نے حکمت کی تعریف مین جو کہا ہی کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرنی ہی سو تفسیر ثانی ہی کیونکہ بدون اخلاق الٰہی کے تشبیہ تام نہین ہوتی اور یہ بات ثابت ہی کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجۂ کمال کو نہین پہونچتا چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہی کہ علم بدون عمل کے وبال ہی اور عمل بدون علم کے ضلال اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی پناہ مانگی اور فرمایا ہی یا پروردگار مین اس علم سے تیری پناہ لیتا ہون جو نفع نہ بخشے پر مراد اس علم سے جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہی صرف یاد کرنا اون باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہووے جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہی اونکو علما کہتے ہین یا تصفیہ باطنی اور استکمال کی رو سے حاصل ہووے چنانچہ یہ راہ اہل تفکر کی ہے اونکو عرفا اور اولیا کہتے ہین پر حقیقت کی رو سے دونون طریق حکیم ہین لیکن طریق ثانی جبکہ محض بخشایش ربانی سے درجۂ کمال کو پہونچا اور مکتسب سے اوسکے کہ سیکھا یا سیکھے اور اپنے علم مین سے سبق پڑھا اور اوس راہ مین شک کے کانٹے اور گمراہی وہم کے کمتر ہین اور یہ راہ نبیونکی وراثت کی طرف کہ وہی لوگ برگزیدے خلائق کے ہین بہت ہی نزدیک ہی اسلیے وہی سب سے اشرف اور اعلے ہین غرض دے دونون راہین مقام مقصود مین پہونچانے کو اچھی ہین اوسکی طرف ہمکی بازگشت ہی پر محققون کے نزدیک اون دونون طریقون کے بیچ کچھ اختلاف نہین ہی چنانچہ منقول ہی کہ شیخ عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدے کے برگزیدے عین الانسان کے شیخ ابوسعید بن ابوالخیر کو متاخرین حکیمون کے امام شیخ ابوعلی بن سینا سے قدس اللہ تعالے روحہما اتفاق ہمصحبتی کا ہوا بعد انقضاے مجلس ایک نے کہا جو وہ جانتا ہی سو مین دیکھتا ہون دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہی سو مین جانتا ہون حکیمون مین سے کسی نے اس طریق کا انکار نہین کیا بلکہ اوسکو ثابت کیا ہے چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہے یہ مشہور باتین مرتبۂ مقصود کے لیے زینے کی مثال ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اوسے حاصل کرے چاہیے کہ اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے اور افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ مجھے ہزار مسئلے ایسے حاصل ہوے کہ اونپر کوئی دلیل نہین ہے اور شیخ بوعلی اشارات کے مقامات العارفین مین فرماتے ہین جو چاہے کہ اوسنین پہچانے پس چاہیے کہ درجہ بدرجہ

ترقی کرے یہانتک کہ صاحب مشاہدے سے ہووے نہ اہل مشافہے سے اور نہایت کے پہونچنے والونمین سے ہووے نہ فقط خبر کے سننے والونمین سے اور حکیم شیخ شہاب الدین مقتول جو قدیم حکیمونکی رسومات کے زندہ کرنیوالون مین تلویحات مین نقل کرتے ہین کہ مینے جلسہ لطیفی مین جسے اس فریق کی اصطلاح مین غایبت کہتے ہین ارسطو کو دیکھا اور ادراک کی تحقیق مین جو حکمت کے مشکل مسئلون مین سے ہی کئی باتین اوس سے مینے پوچھین اوسنے اپنے استاد افلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اوسکے کمال کی کرنے لگا تو مینے پوچھا کہ متاخرین حکیمون مین کوئی اوسکے برابر تھا کہا کہ نہین بلکہ ستر ہزار متکلمون مین سے ایک متکلم بھی نہین پھر اہل اسلام کے بعضے حکیمونکی پوچھی پر کسیکی طرف اوسنے التفات نکیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدے کا جیسے جنید بغدادی و ابو یزید بسطامی و سہل بن عبد اللہ تستری ہین مذکور ہوا کہا اوسنے کہ وے بے شبہہ حکیم ہین لیکن اس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطر ہین کیونکہ وسوسے اور فریب و خیال فاسد طلب کے بیابان کے چلنے والے کو حیران و سرگردان رکھتے ہین اور بڑا فساد یہ ہی کہ تھوڑی نمایش سے جسطرح میدانون مین سراب نظر آتا اور پیاسا اوسکو پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب وسکے نزدیک آیا تو کچھہ نپایا طلب کی راہ سے رہ جاتے ہین پھر جب اونکو اصل حقیقت پر تنبیہ ہوتی ہی تو حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چیز اونکے ہاتھہ نہین لگتی بیت

اس دشت مین بس دور لب آب ہی طالب ۔ ہشیار کہ غول بیابانکا نہ بہکاے ۔ میدان کے طی کرنیوالے بہت ہین پر منزل تہ پہونچنے ہارے تھوڑے اور اس راہ کے دکھانیوالے جو عبارت مرشد کامل سے ہے کم ہوتی ہین اور ہونے سے بھی پہچان اونکی محال یا مشکل ہی کیونکہ کمالات انسانی کو سوا صاحب کمال کے نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہریکے کون جانتا ہے بیت ہدہد و سیمرغ کے قصے سے واقف کون ہی ۔ ہان مگر جو اون پرندون کی سمجھتا ہی کلام ۔ اور اکثر آدمی تصویر ملمع پر بھول جاتے ہین اسلیے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین بیت خرمہرے کو مقابل یاقوت وہی کرین ۔ سنگ سے چاہین کہ سونا خرید لین ۔ اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مبتدی فریب کھا کر اپنے نقد عمر کو کسی ناقص کے خدمت مین اوسے کامل جانکر رائیگان کرتے ہین ناداں گمراہونے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہین اسواسطے اکثر علما آدمیونکو نظر و فکر کے طریقے کی تر

دستے ہین حالانکہ تصفیہ باطنی کے طریقے مین بھی احتیاج اوسکی ہی کیونکہ سالک اگر علم سے
بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کے
برخلاف سے خالی نہین رہتا اور نہ چاہیے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے بڑھجاے
یا بڑھجاے یہانتک کہ اوسکے مزاج مین خلل لازم آوے استعداد اوسکی باطل ہووے اسیواسطے جن دانا انسان
کے ہدایت کرنیوالے علیہ و آلہ افضل التحیۃ و السلام فرماتے ہین کہ خدا تعالے جاہل کو اپنا دوست نہین
کرتا اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ میری نیت کو دو آدمیون نے توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق نے
تبصرہ جبکہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الٰہی ہی اور تحقیق اوسکی علم و
عمل پر موقوف ہی پس جو علم کہ وسیلہ اوسکا ہوسکتا ہے وہ اور سب علمون کی نسبت سے نہایت
مقصود ہوگا سو حکمت عملی ہے کہ اوسے طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اوسکی پہچان سے اعتدال
خلقی پر جو صحت بدنی کے برابر ہے قادر ہوسکتا اور اوسکی سب بری خصلتون سے چھوٹتا ہی جیسے
صحت بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہی اور تفصیل کلام کی اس مقام مین اسطور
سے ہی کہ شرافت ہر ایک علم کی اوسکے موضوع یا اوسکی غرض منفعت کی شرافت یا اوسکی دلیل کی
استواری سے ہی اور یہ علم ان تینون اعتبار سے اشرف ہی کیونکہ موضوع اسکا نفس ناطقہ انسانی ہی
اس وسے کہ اچھے یا برے کام اوسکے ارادے سے اوس سے ہوین اور نفس انسانی کی شرافت سابق
تقریرونکی فحواسے معلوم ہوئی ہی اور غرض اوسی کمال انسانی کا ہی اور دلیل اوس منفعت کی زیادہ تر اس
سے ہی کہ نفس انسانی جو چارپائے اور درندونکے مرتبے بلکہ اوس سے بھی فروتر ہے اس علم کے وسیلے
سے فرشتے سے بھی رتبہ عالی کو پہونچتا ہی اسیواسطے بعضے بزرگون نے اوسکو اکسیر اعظم کہا کیونکہ
انسان جو سب سے ناقص ہی اس علم کے سبب اس مرتبہ کو پہونچتا ہے جو سب موجودات امکانی سے
اشرف ہے اسیواسطے اون قدیم حکیمون نے جنھون نے پرتو حکمت کا نبوت کی روشن شمع سے لیا تھا
فضیلت کے طلب کرنیوالون کو پہلے علم اخلاق کے پڑھنے کے لیے پھر علم منطق کے بعد اسکے
علم ریاضی اور علم طبیعی کے زان بعد علم الٰہی کے واسطے ارشاد فرمایا پر حکیم بوعلی سینا نے ریاضی
کو منطق پر مقدم رکھا ہی اور یہ راہ مطلب کی طرف بہت نزدیک ہے کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی سے
نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا ہے اور قوت استقامت اور استقلال کی اوسکو حاصل ہوتی ہے

اور تکلف و تحقیق و تعسف و تدقیق کے درمیان تفرقہ کرنا شعار اوسکا ہوتا ہی اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہین اون صفتونکے برعکس موسوم ہوتے ہین بلکہ شور و شغب اور جنگ و جدل ہی کو کمال جانتے اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیال کرتے ہین اور اسی سبب فلاسفون نے اپنے دروازے پر لکھدیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آوے غرض سب حکیمونکے نزدیک علم تہذیب الاخلاق کا تمام علمونپر مقدم ہی اور بقراط حکیم نے کہا ہے جو بدن کے اخلاط فاسدہ خالی نہین جتنا تو اوسے کھانیکو دیوی اوتنی ہی اوسکی بیماری بڑھاوے یہ اشارہ اوسکی طرف ہے کہ جو شخص بدخلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اوسکا علم حکمت کو سبب اوسکی زیادہ فساد کا ہوتا ہے اسیواسطے اوسکے مزاج مین غرور اور تکبر آتا ہی اور بھلے آدمیونکی ایذا اور بڑے فاضلون سے لڑنے کو تیار ہوتا ہی تحقیق اسکی یہ ہے کہ اکثر طالب العلم جو جنگ و جدل و حیلہ حوالے سے باز نہین رہتے سبب اسکا یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ پر جسکے معنے یہ ہین کہ تم اپنے گھرون مین اونکے دروازے سے آؤ عمل نہین کرتے اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے اور اونھون نے فقط سنا کہ حکمت تقلید کی قید سے چھوڑاتی اور پایہ تحقیق کو پہونچاتی ہی پر اوسکے معنی کو نہ سمجھکر اپنے خیال باطل سے کہتے ہین کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے قوانین سے باز رکھتی اور دو ہوا و حرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہوکر شرع کی رسومات سے جو راہ خلاص کے چلنے والونکے ہتھیار ہین بے نصیب ہوکر منھ کھلے چارپایون کی مثال آب و دانہ کیطرف دوڑتے ہین اور درندون کے مانند اپنے ہمسر ذنکی ایذا کے لیے اور سلف کے بزرگون کے اوپر طعن کرنے کو جنکی شکرگزاری طلب کرنیوالونپر واجب ہی دانت پیستے اور منھ کھولتے ہین اور اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اون لوگون کے جنھین شیطانون نے دنیا مین گمراہ کیا ہے حیران رہتے دیکھے بگڑے سے نہ ادھر کے ہین اور نہ ادھر کے اور اسیکا ثمرہ ہی کہ حکمت جو چشمہ رحمانی اور چشمہ زندگانی ہے اور قرآن و حدیث کے اکثر موضع مین بھی اوسکی تعریف ہی اون لوگونکی بدخوئی سے مصرع بدنام کنندہ نیکنام کے ؛ مجمل طعن کے ہوئی حق تعالے ہمین اور سب مسلمانونکو اونکے بہتان اور اونکے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے نگاہ رکھے اور ہر بات کی کمک خدا ہی سے ہے **کشف غطا** یعنے شک کا پردہ اوٹھانا شاید کہ پردہ شبہے کا

طلبگارونکی چشم بینا کو جملہ ارشادکی اون دوشیزۂ عروسون اور پاکیزہ دلہنونکی دید کا مانع ہو اور اسلیے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہے کی کیجیے پھر اوسکی اوٹھانیکی سعی تقریر شبہے کی اس طور سے ہے کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہوے کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھین لیکن ظہور اوسکا پردۂ خفا مین مستور ہے اور پیغمبر کی اوس حدیث سے جسکے معنے یہ ہین کہ جب سنو تم کہ پہاڑ اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانیو اگر سنو کہ مرد اپنی خو سے باز رہا تو باور نہ کیجیو کیونکہ جس چیز کے ساتھ وہ پیدا ہوا ہی جلد اوسکی طرف رجوع کریگا صریح معلوم ہوتا ہی کہ اخلاق زوال پذیر نہین اور قوانین حکمت سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کے ہے اور مزاج متبدل نہین ہوتا اگر کوئی اس بات سے انکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کے بیچ چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہی کہ اوسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہی کہ اوسکے جانے سے مزاج شخصی اوسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اوسکا بغیر اوسکے محال اب اوس خو کے دور کرنیکا قصد کرنا سراسر عبث ہے مصرع کہ دھونے سے رنگی نہوے سفید ؛ اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کان کے برابر ہے جو ایام جاہلیت مین اچھے ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب تجھین ہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہے اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھ اوسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ لعل یا یاقوت کے درجے کو پہونچا دی یا لوہے کو صیقل کرکے سونے اور روپے کے مرتبہ مین لاوے اور یہ خیال محال ہے بیت جام جم کا جوہر طینت ہی اور ہے کان سے ؛ تو توقع کوزہ گر کے گل سے کیون رکھتا ہی بس ؛ یہی تقریر شبہے کی تفصیل کی روسے ہے اوسکے اوٹھانے کے لیے تمہید ایک مقدمہ کی ضرور ہی وہ یہ ہی کہ خلق نام ہی ایک ملکے کا جو نفس انسانی مین ہی کہ بسبب اوسکے صدور فعل کا اوس سے بطریق سہل بغیر فکر و اندیشہ کے ہوتا ہی اور ملکہ نام ہی ایک کیفیت اسخ کا جو نفس انسانی مین ہے پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اوسکو حال کہتے ہین اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ اور خلق جو نفس انسانی مین پیدا ہوتا ہی اوسکا سبب دو چیزین ہین پہلی

طبیعت چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش مین اسوجہ پر ہی کہ استعداد کیفیت خاص کی آہمین زیادہ ہوتا کہ ادنی سبب سے اس کیفیت سی وہ تکلیف ہووے جیسا مزاج شخصی غضب کا گرم وخشک اور شہوت کا گرم وتر ونسیان کا سرد وتر اور بلادت کا سرد وخشک ہی تفصیل اسکی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہے دوسری عادت وہ اس طور سے ہی کہ کوئی شخص ابتدا مین اپنے اختیار کے ساتھ ایک فعل کے بار بار کرنے سے خوگر ایسا ہوا ہے کہ وہ کام بغیر فکر واندیشے کے بآسانی اوس سے ظاہر ہوتا ہی اب وہ فعل گویا بطریق خو کے ہوگیا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبیعی ہین یعنے طبیعت کی خواہش سے اور قابل زوال کے نہین چنانچہ شہہ کی تقریر مین مذکور ہوا اور ایک گروہ اسپر ہی کہ بعض خلق طبیعت کی اقتضا سے ہے وہ قابل زوال کے نہین اور بعض بطور عادت کے اور قابل زوال کے ہی اور ایک فریق یہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اوسکے مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی مین تضاد کی دونون جانب کو قبول کرتا ہی جسکو اپنی مزاج کے موافق پاتا ہی اوسے بآسانی قبول کرتا ہی اور جسکو مخالف اوسکو بدشواری اور ایک جماعت اوسکی قائل ہی کہ آدمی اصل فطرت سی بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا وحرص اور شہوت پرستی اور بُرے کا مونسی بدخو اور شریر ہوتا ہی یہ قدیم حکیمون سے ایک گروہ برخلاف اسکے ہی اور یہ کہتا ہے کہ انسان اپنی سرشت مین طبیعت کے گردے سے پیدا ہی اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہے تاریکی سے ملا پس اوسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہی لیکن بسبب تعلیم وتادیب کے اچھا ہوتا ہے اگر تاریکی اوسکی روشنی پر غالب نہو اور جالینوس یہ کہتا ہی کہ بعضے آدمی پیدایش مین نیک ہین اور بعضے بد اور بعضے دونونکے قابل اور وہ اپنے مذہب کے ثابت کرنیکے لیے یہ دلیل لاتا ہی کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت اونمین عارضی ہوتی تو وہ یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے اول صورت پر اونکی طبیعت مین ایک ایسی استعداد پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت مین نیک ہووین اور یہ خلاف مفروض ہی اور اگر اونمین استعداد نیکی اور بدی دونونکی ہوتی اور قوت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا ہے اور دوسری صورت پر بھی یعنے اگر شرارت غیر سے سیکھین تو بھی خلاف لازم آتا ہے کیونکہ وہ اس غیر اعتبارت اصل طبیعت مین اپنی شریر تھا کہ اورون نے اوس سے سیکھا اور اوس کے

باطل کرنیکے لیے کہ سب آدمی اصل پیدایش سے شریر ہین انھین دلیلونکو لاتا ہی پھر اون دونون وجہ کو باطل کرکے یہ کہتا ہی کہ مین اپنی آنکھونسے دیکھتا ہون کہ طبیعت جسنے آدمی کی نیکی کو چاہتی ہی اور وہ اوس سے کبھی باز نہین رہتا وہی لوگ تھوڑے ہین اور بعضونکی طبیعت بدی کو وہی ہر گز نیکی کی خواہش نہین رکھتے اور وہی بہت ہین باقی متوسط ہین کہ وہی نیکونکی صحبت سے نیک ہوتے ہین اور بدونکی صحبت سے بد یہ دلیل جالینوس کی وہ ہی کہ اخلاق ناصری مین منقول ہوئی ہی لیکن جو انادون کے نزدیک ضعف اس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ بحسب قوانین حکمی کے نوع انسانی کے افراد کے لیے زمان ابتدا کا نہین پس اس صورت مین ممکن ہی کہ شرارت اوسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بسبب اوسکی غیر کے اسیطرح سے غیر متناہی زمان اسطور سے کہ انتہا اس عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو اگر کوئی کہے یہ موجب تسلسل کا ہی اور وہ باطل تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اس طور کا تسلسل مضایقہ نہین کیونکہ یہ تسلسل اسباب مین ہی اور وہ حکما کے نزدیک درست ہی اور دوسری وجہ کے لیے بھی یہی تقریر کافی ہی کیونکہ جائز ہے کہ عروض خیر کا بسبب غیر کے ہو کے غیر متناہی زمان مین لیکن بوعلی نے اپنے شفا کے بیچ یہ کہا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ طوفان کے سبب جو بڑی مدتون مین ہوتین یا فلک البروج اور فلک اطلس کے دونون منطقی کے ملجانے یا قریب ملجانیکے اگر ہوتین یا اوج حضیض کے بدلجانے یا کسی اور سبب سے اکثر موضع زمین سے ایسے کہ وہان آبادی ہو سکتی اور جاندار جانور وہان رہ سکتے ہین اور روے مکان دائرہ معدل النہار سے قریب ہین ایک اندازہ بھر چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب جاتی ہے اس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک جو ڈوبا ہوا اور یا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن وہان آبادی ہو نہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنی بسبب اوسکے کہ وہ دائرہ معدل النہار سے دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہی اسلیے سب جاندار اور گھاس پھوس ضائع ہو جاتے ہین پھر خود بخود پیدا ہوتے اور جنینے سے نہین اور انواع کے ازخود پیدا نہ ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلیے کہ اونمین سے بہتونکو دیکھا ہی کہ ازخود پیدا ہوی اور جنینے سے بھی مثلاً بیشتر آدمی کے بال سی سانپ پیدا ہوے اور بچھو کچی اینٹ اور مینڈک پانی سے اور بعض روح یعنی خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایکمدت دراز تک کوئی اینمین سے پیدا نہووے تو اوس سے لازم نہین آتا ہے کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف رہے کہ برسون تک ہوا کرے لیکن اولے یہ ہے کہ عالم کے درمیان سب چیزین

برسونکے بعد پیدا ہوتی ہین جسکو قیاست عظمی کہتے ہین بلکہ جسوقت پیدایش ہر ایک شی کی حرکت ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہی اور جتنے ارادے ضروری نہین تو بالضرور اوسکے قابل ہوا چاہیے کہ وے خود بخود بھی پیدا ہوتی ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص کی خلقت کا رہنا کچھ ضرور نہیں ورنہ کسی شخص سے اوسکے بعد پھر کہا ہی کہ ہر ایک پیشے اور صنعتون نہین اگر کوئی تامل کرے تو اوس سے معلوم ہوگا کہ سب حادث ہین یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سے حاصل ہوے ہین دلیل اوسکی یہ ہے کہ وے روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہین اور انکا حادث ہونا اسپر دلالت کرتا ہی کہ انسان کا بھی بعد ٹوٹنے سلسلہ توالد کے کوئی نہ کوئی ہوا ہی کیونکہ اکثر ان صنعتون کے ایسے ہین کہ بغیر اختصاص بشر کے ساتھہ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی کے جو طور متعارف سے باہر ہے نہین سکتین پس ہر آئینہ جس شخص نے اونکو اختراع کیا ہوگا وہ اپنی ذات مین اونسے بے نیاز ہوگا تاکہ دوسرونکے واسطے اختراع کرے یہانتک کہ شیخ کی بات ہے اور اسی پر بنا ہی جالینوس کے مذہب کی لیکن اسمین بھی بہت سی باتین ہین اور مناقشے کو دخل جانا چاہیے جالینوس کے مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہے کہ خلاصہ تقریر شیخ کا تا ہی زمان کی ہی جو موجب ہی انتہاے عروض خیر یا شر کا کسی ایک خیر یا شر پر بالذات تک پر حکما متاخرین نے یہ اختیار کیا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اوسکے برخلاف تقریر اول کی یہ ہے کہ ہر ایک خلق قابل تغیر کے ہے اور جو قابل تغیر ہی وہ طبیعی نہین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اس طور سے ہے کہ مین آنکھون سے دیکھتا ہون کہ آدمی شریر کی صحبت سے شرارت سیکھتے ہین اور نیکونکی مجلس سے نیکی چنانچہ لڑکون کے خصوصًا انکے احوال سے کہ جنھین غلام کرکے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجاتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ تادیب اونکو اثر کرتی اور وے موافق استعداد کے خواہ آسانی یا دشواری نیکخوئی اختیار کرتے ہین اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتی تو آدمیونمین امتیاز اور فکر کی استعداد بیفائدہ ہوتی اور فائدے سیاست و تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتی حکیم ارسطاطالیس نے بھی کہا ہی بڑے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہین پر بیان اوسکا کہ جو قابل زوال کے ہی وہ طبیعی نہین ہوتا ظاہر ہی کیونکہ پانی کی خاصیت اتی نیچے کیطرف جاتا ہی ہر چند اوسی باندھے بندر کھیے پھر جسوقت ٹوٹ جائیگا تو وہ نہین وہ اوسکیطرف رجوع کریگا ایسی ہی آگ کی خاصیت اتی اوپر

کیطرف مثلاً کسیطرح سے سند نہین ہوتی اس بات کی بدیہی ہونیکے سبب مثالین تنبیہ کے لیے مذکور ہوئین اور اخلاق ناصری مین بھی اسیطور سے بیان ہی لیکن جو مشاق علم نظری کا ہی سو جانتا ہی کہ یہ دلیل بھی اقناعی ہی کیونکہ اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہی کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعض اخلاق قابل زوال کے ہی ویسے ہی معلوم ہوتا ہی جو بعض خلق بعضے شخص سے اصلا نہین چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے خیال مثلاً حدس یعنی جلدی سے مطلب کا دلمین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور انکی مثالونسے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے آدمی ہرچند اونکی سعی کرتے ہین پر کچھ فائدہ نہین کرتی چنانچہ یہ حالت اسوقت کے اکثر طالب العلمون مین پائی جاتی ہی پھر صرف اس دلیل کے رد سے کیونکہ یہ بات کہی جاے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خوئین چھوٹنے والی ہین غرض استقرار تام یعنے مطلوب کی ہر فرد کے احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا اور استقرار ناقص بھی یقین کا فائدہ نہین دیتا کیونکہ جائز ہے کہ کوئی فرد برخلاف اوسکے ہو وی جیسے مینے تقریر کی دلیل مین ثابت کیا پھر ہدایت کا دعوی بیفائدہ ہی اور جو کوئی کہے کہ ان مثالونکا ذکر کرنا تنبیہ کے لیے ہی سو ممنوع لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا اور سیاست و تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم آوے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے نہو اوسکی تشبیہ مین یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اس بات کے جھوٹ ہونمین کچھ شک نہین حاصل کلام یہ ہے کہ اشرار سیاست تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطا طالیس نے کہا ہے اگرچہ یہ حکم علی الاطلاق نہین لیکن بار بار کے سزا دینے سے ٹک اثر اونمین پیدا ہوتا ہے گو اوس سے بد ذاتیان اونکی بالکل نہین جاتین پر کچھ کم ہوتی ہین یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اس علم کی منفعت کا بیان اس دعوی کا محتاج نہین جو کہیے اگر تمام خو چھوٹ سکے بلکہ کچھ اونمین گھٹ جانا کافی ہی جیسے علم طب کے منفعت بالفرض اگر مانیے کہ بعضی خو نہین چھوٹتی ہی وہ نہایت کم ہی اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین اونمین بھی اس علم کا قاعدہ شر کے گھٹ جانیکے طریق سے ہی پس کسی طرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیمار مین دوا اثر نکرے تو اوس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین اگر کوئی کہے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی اوسکی بدخوئی چھوڑانیکے مقابل ہے اور جانبے کہ کوئی خو ایسی ہو کہ وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی پس چاہیے کہ وہ تکلیف شرعی سے باز رہے تو جواب اوسکا

نہی اگرچہ اوسکے بجا لیکا یقین نہین ہی پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہے کہ وہ اوسکے چھوڑنیکی
کوشش کری چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے کلام مین اوسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی
تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہے شخص کے لیے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہی ان بحثون سے
معلوم ہوتا ہی کہ اونکی باتون کی بنا اس فن مین مسامحت پر ہے انشاء اللہ تعالی نے اوسکی بعد
اوسکے اچھی تفصیل کے ساتھہ اون مسامحات کے ارتکاب کرنیکے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا
پہلا لامع درستی اخلاق مین اسمین دس لمعہ ہین **پہلا لمعہ** اچھی خصلتونکی تعداد مین حکمت طبیعی
کی بحثون سے علم نفس کی بحث مین مقرر ہوا ہے کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین ایک قوت
ادراکی جسکے سبب ہر ایک شے کو جان سکے دوسری قوت تحریکی جسکے سبب سے ہر ایک طرحکا کاروبار
کر سکے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین پہلا عقل نظری وہ سبب ہے صور علمیہ کے قبول کرنیکا مجردات
سے دوسرا عقل عملی جسکے سبب سے ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار مین مشغول کرتا ہی یہ شعبہ یعنی عقل
عملی باعتبار علاقہ رکھنے اوسکے قوت غضبی اور شہوی کے ساتھہ سبب ہوتا ہے فعل کا جیسے مارنا کھانا
پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا اور باعتبار اسکے کہ وہم وخیال اوسے استعمال کرتے ہین سبب
ہوتا ہی جزوی فکرون اور جزوی پیشونکا اور باعتبار نسبت کرنے اسکے عقل نظری کے ساتھہ سبب
ہوتا ہی اوس فکر کلی کا جو سبب کا مونے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اوسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ
کہنا برا ہی اور مانند اوسکی پر قوت تحریکی کے دو شعبے مین سے ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بری
چیزونکے دفع کرنیکا بطریق غلبے کے دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہے اچھی چیزونکے لینے کا لیکن قوت غضبی
کو چاہیے کہ بدنکی سب قوتون پر غالب رہے اسطور سے کہ ہرگز کسی سے کم زور نہو بلکہ سب اسکی حکم کے تابع
اور اوس سے مغلوب ہین اور یہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اوسکو بخوبی انجام دیا کرے
تاکہ آپس کی موافقت اور اسکی حکومت سے آفرینش انسان کی پادشاہت کا بندوبست اچھی طرحسے
انجام پاوے اور کسیوجہ سے اس انتظام مین خلل کا دخل نہووے اگر اسی طرحسے ہر ایک قوۃ اپنے
کام مین جس طور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ
قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل ہووے اور عقل عملی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہے اسی قوت کا
عدالت پیدا ہووے اور قوت غضبی کی درستی سے شجاعت اور قوت شہوی کی صفائی سے

پارسائی اسی کا نام کمال قوت عملی ہی اس تقریر کی رو سے اور دوسرے طریق سے لوگون کہا ہی
کہ نفس انسانی مین جدی جدی تین قوتین ہین کہ بسبب اونکے علیحدہ علیحدہ کام اس سے ظاہر
ہوتے ہین بسبب اوسکے جسوقت ایک اونمین سے دوسرے پر غالب ہووے وہ دوسری
مغلوب یا معدوم ہوجاتی ہی اونمین سے ایک قوت ناطقہ ہے اوسکو نفس ملکی و نفس مطمینہ کہتے ہین
وہ سبب ہی فکر و تمیز کا اور موجب اوس شوق کا ہے کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجیے
دوسری قوت غضبی اوسکو نفس سبعی یعنے بھیڑیان اور نفس لوامہ یعنے ملامت کرنیوالا کہتے ہین
وہ سبب ہی غضب اور دلیری کا اور پر خطر کامون پر اقدام کرنیکا اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے
اور دشمن پر غالب ہونیکے شوق کا تیسری قوت شہوی اوسکو نفس بہیمی یعنے چارپایا خو اور نفس امارہ
یعنے فرمایش کرنے والا کہتے ہین وہ موجب ہی شہوت اور طلب روزگار کا اور شوق اوسکا اچھے
اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا پس درجے فضیلت کے باعتبار اونھین قوتون کے ہین
کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر ہین اور اوسے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اس وجہ سے
اوسکو علم حاصل ہوتا ہی اور یہ تبعیت اوسکی حکمت عملی اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سبب برابر ہین
اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوت عاقلہ اوسکے حصے مین اسے دیوی صبر کرے تو نفس ناطقہ
کو اسے فضیلت حکم کی حاصل ہووے اور یہ تبعیت اوسکی شجاعت اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق
رہین اور وہ قوہ عاقلہ کے مطیع ہوکر اسپر قناعت کرے جو بموجب عقل کی حشمت اوسکی ہی تو اوس سے
فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور یہ تبعیت اوسکی سخاوت جسوقت یہ تینون فضیلتین نفس
انسانی مین پیدا ہووین اور وے آپس مین ایک دوسرے سے ملکر ایک ہوجاوین تب ایک
حالت ایسی انمین پیدا ہوتی ہے کہ کوئی اون مین سے پہچانا نہ جاکے نام اوسکا تشابہ ہے
یہی کمال اور تمامی ہے فضیلتون کی اسیکا نام فضیلت عدالت ہے یہ تقریر اخلاق ناصری
کی ہی اور پہلی تقریر اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہین کہ تقریر اول کی رو سے
عدالت ایک قوت بسیط ہے یعنے مرکب نہین اور تقریر ثانی رو سے احتمال بساطت و ترکیب
دونون کا ہے لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہی کیونکہ ظاہر عبادت کا یہ ہے کہ عدالت
جو عبارت ہی اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہے اگرچہ وہ جدی جدی چارون عنصر

باہم ملنے سے ہوا ہی لیکن حکمت کی دلیلون سے ثابت ہوا ہی کہ مزاج ایک کیفیت بسیطہ کا نام ہی
غرض اس مقام مین انکی باتون سے مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہی یا اور مقامون سے
صریحًا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مرکب ہی تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت خاص کمال قوت عملی کا
نام ہے اور ثانی تقریر سے مفہوم ہوتا ہی کہ اختصاص وسیع نہین کہتی ہے بلکہ قوت نظری سے بھی مگر
جب کہ ہین کہ ہر ایک قوت کو اوسکے کام مین متعین کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت عملی
سے رکھتا ہی پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وے تینون قوتین عدالت کے جزہین یا منزل مین
جز کے جیسے چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کے جزہین اور اوہی مین بمنزلہ کیفیت عناصر مین کے دونون
استعمال ہین لیکن حکیمون نے اسکی بساطت اختیار کی ہے اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وے تینون
قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کے ہین جزہین کیونکہ کمال قوت عملی کا وہ ہی کہ ہر ایک
قوت اوسکے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سے ہے برابر ہو اور ظاہر ہی
کہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے مقام مین متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری کرنے ہین
موافق تدبیر و مصلحت کے اعتدال کے بغیر قوت عملی کیا اونمین سے کوئی سزاوار نہین ہو سکتی تفصیل
کلام کی اس مقام مین اس طور سے ہے کہ جب کہ تینون قوتین نفس انسانی مین پیدا ہوین تو بیشبہہ
عقل عملی کو بدن کی سب قوتون پر برتری حاصل ہوئی یہان تک کہ سب قوتین اوسکے تابع اور
فرمانبردار رہین اور وہ کسی سے مغلوب نہ ہووے چنانچہ مقدمہ مین اوسکی طرف اشارہ ہوا ہی پس
اگر اس قوت کا نام عدالت رکھین تو بسیط ہوتی ہے چنانچہ امام حجۃ الاسلام کے کلام سے
بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ احیاے علوم مین اونے عدالت کی تعریف مین یہ کہا ہی کہ نفس
انسانی مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہے کہ سبب اوسکے نفس انسانی غضب و
شہوت کو سیاست کرتا ہے اور وہ قوتون کو موافق حکمت کے اٹھاتی اور ضبط کرتی ہی
اپنی خواہش کے مطابق نہ دبستون مین اسکی سیر کیا معلوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسیط ہی اور ملکہ
اون تینون کا اور وے اوسکے لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہے اور جانا چاہیے کہ یہ قوت
ایک وجہ سے مطلقا رئیس ہے اور دوسری قوتین مثال خادم کی کیونکہ ہر ایک قوت کو چاہیے
اپنے کام مین بحسب مصلحت کے کہ کس وقت مین اور کس کس طرح سے مامور کرنا اگرچہ وہ

وہ قوت نظری بھی ہوا وسی قوت سے تعلق رکھتا ہے پس یہ قوت رئیس اونکی ہوئی اور دوسری وجہ سے رئیس مطلق قوت نظری ہی اور قوتین اوسکی خادم ہین کیونکہ ہر ایک شے کی حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اس قوت کا ہی تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتون پر حاکم رہے اور وے محکوم تا بہ کمال نفس انسانی کو اس انتظام سے حاصل ہو اور اگر عین اونھین تینون قوتون کو عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہی لیکن اس صورت پر فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نرہی اسلیے کہ مجموعہ سب قسمون کا دوسری قسم نہین ہے جیسے وہ مشہور ہے اعتبار کرنے سے قید وحدت کے قسم کے درمیان اور ذیل صفتون کو اوسکے مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اوسکے تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اس صورت پر اوسکے اور اوسکے اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اوسکے بعینہ اونکے مقابل کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بسبب اوسکے نوع حقیقی ان تینون قوتون سے بنے ظاہر نہین اسواسطے شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق مین کہا ہے کہ عدالت مرکب اونھین تینون قوتون سے ہے پر اوسکی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہے بلکہ فقط اونھین تینون قوتون کی انواع اور اونکے مقابل پر اختصار فرمایا اور وہ جو دوسرون نے عدالت کی انواع مین مذکور کیا ہے اکثر کو اونمین سے حکمت کے تحت مین درج فرمایا ہے یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس فن کی کتابون مین مذکور ہے کہ عدالت عین ہے ان تینون قوتون کی اور اوسکے واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کیے ہین وہ محل تامل کا ہے واللہ اعلم بحقائق الامور اور یہان لوگون نے ایک اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کیطرف تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمین کین اونمین سے ایک علم اخلاق ہے کہ مشتمل اوپر فضایل چارگانہ کے اونمین سے ایک حکمت بھی ہے پس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی اور یہ درست نہین کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حکمت اپنا جزو آپ ہی ہو جو کہ یہ محال ہے جواب اس اعتراض کا اس طور سے ہے کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہے وہ علم ہے احوال موجودات کا ہرگاہ وہ بھی موجودات سے ہے تو اس علم مین اوسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اس سے

لازم نہین آتا کہ وہ حکمت کا جزو ہو جاے کیونکہ اجزا اوسکے مسایل اوسکے ہین بلکہ اگر لازم آیا تو یہ آیا کہ حکمت موضوع ہے اپنے کسی مسئلہ کی جو جزو اوسکا ہی اسکا کچھ مضایقہ نہین بلکہ نظیر اوسکی علم الٰہی مین بھی موجود ہے کیونکہ بحث اس مین موجودات سے ہے اور علم بھی موجودات مین سے ہے پھر یہ ہو سکتا ہی کہ وہ خود اپنے کسی مسئلہ کا جزو ہو اس سے لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جزو آپ ہو وے اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے یا اون قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہین جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہین اور تصدیقات یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ مشہور ہین نہ اوس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہین موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہی ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسائل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہین اس کے وے بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے اور یہ بات یہان لازم نہین آتی ہے یہ جواب وہ ہے کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہے اور معترض کو گونگا جانتا چاہی کہ یہ خلاصہ ہے اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اوسکی جابجا منتشر واقع ہوئی اس لیے ناظر اسکا دفعتہ مین پڑتا ہے پر جو شخص کہ طریقہ علم سے خبردار ہے اوسے مقدمات دلیل کو بمطلوب پر انطباق کرنا اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین دوسرون نے جواب اسکا اس طور سے دیا ہے کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی ہے مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اختلال تقسیم سے دفع ہوتی ہے لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ عدالت جامع نہو سب فضیلتون کی حالانکہ برخلاف اوسکی تصریح کے ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ حکماؤن نے بنا کلام کی عقل عملی پر ضعیف و سست جانی اور اس فن کے طلبگار کو اوسکے سب مقصدون کی تحقیق کے لیے تکلیف نہین فرمائی بلکہ جس اندازے کرسی نشینی عمل کی ہووے اور طلب کرنے والا اوسکا بڑی صفتون سے بخاتا ہے اوسی پر اکتفا کیا اسلیے کہ اونھون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اس فن کیطرف راہ دکھانی ہے پھر اگر اوسکو تحقیق کے لیے تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور فوت مقصود کا ہوتا کیونکہ تحقیق اونکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہے اور مبتدی کو اصلا اونمین دخل نہین بعضے محققون نے بھی اوسکی تصریح کی ہے اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق تعلیمی مین اوسکیطرف اشارہ فرمایا اور شفا کی بعضی جگہ مین مذکور کیا ہے کہ کمال عقل عملی یہ ہے کہ اچھی چیزون اور بری چیزون

سے اچھے کام کو بُرے کام سے پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہان کے ہووے
لیکن تحقیق اوس برہان کی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہے واللہ اعلم بالصواب دوسرا
لمعہ اون فضیلتون کی تعریف مین کہا ہے کہ حکمت عبارت ہی احوال موجودات کے علم سی
مطابق طاقت بشری کے اور اون موجودات کے احوال باوجود اونکے انسان کی قدرت اختیار
مین ہون تو جو علم اونسے علاقہ رکھے وہ حکمت نظری ہی اور جو اوسکی قدرت واختیار کے تحت مین
ہون تو جو علم متعلق اوسکا ہووے حکمت عملی ہے اور شجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعدار نفس
ناطقی کا ہوکر اوسی خوف وخطر کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی لغزش کو اوسمین دخل نہ دیوے
اور موافق عقلی کے اچھے کام پر اقدام کرے عفت وہ ہے کہ قوت شہوت تابع نفس ناطقی کے رہے تاکہ
تصرف اوسکا اچھی تدبیرون سے انتظام پاوے اس طور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرح کی
خواہشونکی قید سے چھوٹکر خدمت آزادی سے مخلع ہووے جیسے غلام اپنے غلام ہونکا تو ہنوز نہ ہو
جہان تیرا غلام اور تو ہو شاہ جہان ۳ پس جامع الصفہ ہی کہ وہ قوتین باہم متفق ہوکر قوت ممیزہ کی
فرمانبرداری کرین تاکہ صاحب فضیلت ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین
نہ پڑے اور علامت داد و دہش لینے دینے کی اوس مین پیدا ہو جاوے یہان تک تحقیق ہی عدالت کی اور
حکیمون نے کہا ہے کہ جب تک اون فضیلتون سے ہر ایک کا فائدہ دوسرے کو نہ پہونچے تو صاحب
فضیلت ہرگز لائق مدح کے نہووے اسی واسطے بہت خرچ کرنے والے کو جب تک اوس سے کچھ
اور ونکو نہ ہووے سخی نہین کہتے ہین بلکہ منفاق یعنے بہت خرچ کرنے والا اسی طور سے صاحب
غضب کو شجاع نہین کہا ہے تاکہ غیور یعنے غیرت والا اور دانا کو بینا کہینگے نہ حکیم پر جبکہ اثر اوسکا
غیر کو پہونچے کاتب صاحب فضیلت اوس غیر کے خوف ورجا کا موجب ہوویگا اور اوسکی ریاست اور
اوسکی دونون مین خوشنودی کرنے کی اوس پر اوسکی مدح وثنا واجب ہو جائیگی کیونکہ ہر چند کوئی ہر ایک قسم
کے کمال مین حاذق ہووے اگر وہ اوس سے توقع نفع کی اور خوف نقصان کا نہ ہووے
اوسکی مدح کسی پر واجب نہووے اور جس وقت اون دونون سے ایک پائی
جاوے اوسکی طبع اوسکے خوف سے ہر ایک شخص اوسکی خوبیون کا ذکر اور اوسکی خوشامد
کرنے پر راغب ہو جاوے تعلیم المعلمون بیرون مضمون کی ہر ایک قسم کے تحت مین بہت

بہت سے انواع ہین اونمین سے جو مشہور ہے وہی مذکور ہوگی حکمت کی نوعون مین سے مشہور
سات نوع ہین ذکا سرعت فہم صفائی ذہن سہولت تعلم حسن تعقل تحفظ تذکر پہ ذکا وہ
قوت ہے کہ بسبب اوسکے قیاس کے مقدمون سے نتیجون کو بآسانی نکال سکے لیکن یہ موقوف ہے اون
مقدمونکی مشاقی پر جو منتج ہین سرعت فہم نام ہے اوس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اونکے
لوازم کیطرف انتقال ذہن کا ہو وے بلا توقف پر اون دونون مین یہ فرق ہے کہ پہلے سرعت
حرکات فکری مین ہوتی ہے اور دوسرے اوسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اونکے لوازم
کیطرف انتقال کرنا یا قضیات سے اونکے عکوس مستویہ یا عکس نقیض کیطرف صفائی ذہن اوس ملکہ
استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب اوسکے بغیر رنج وتعب کے استخراج مطالب کر سکے سہولت تعلم نام ہے
اوس استعداد کا جسکی سبب توجہ کلی مطلوب کیطرف کیجیے تاکہ بخاطر جمعی آسانی سے اوسکو حاصل
کرے حسن تعقل وہ ہے کہ بحث ومناظرے مین مطلب کے توضیح کرنے کے لیے حد لائق کو نگاہ رکھے
تا بسبب غفلت کے کچھہ دسیر واجب ہو جاے اور نہ کسی شے کو استعمال کرے تذکر بے تکلیف یاد کرنا
اون چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے تحفظ اوس ملکہ کا نام ہے کہ جس سے معقولات یا
محسوسات کی صور تونکو ضبط کرے اور شجاعت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین اون مین سے
مشہور گیارہ ہین کبر نفس نجدت علو ہمت ثبات حلم سکون شہامت تحمل تواضع حمیت رقت
پر کبر نفس وہ چیز ہے کہ نفس انسانی بڑی ورنا معقول چیزون کیطرف التفات نکرے اور مشکل وآسانی
سے کچھہ پروا نہ رکھے بلکہ خوشامد یا بدآمد اور توانگری یا فقیری سے خوش یا مغموم نہ ہووے اور
احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال کو اپنی طرف راہ نہ دے یہ قوت شریف ایسی ہے
کہ سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اوسکے پایے کو نہین پہونچ ہے اسی واسطے اہل تصوف
کے مشایخون نے فرمایا ہے آخر جو چیز نکل آتی ہے راستازون کے سرون سے وہ محبت جاہ
وحشم کی ہے اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہے جسکے نزدیک خوشامد و بدآمد برابر نہین نجدت
استحکام نفس انسانی کا ہے ثابت قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی بڑی مشکل پڑے یا سخت بلا
سامنے آوے تو ہرگز اوس سے نہ ڈرے اور اوس وقت حرکت بیجا اوس سے صادر نہووے
علو ہمت وہ چیز ہے کہ اچھی چیزون کے طلب کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے مین اس

جہان کے نفع و نقصان پر نگاہ نہ کرے کہ اوسکے پانے سے خوش ہووے اور نہ پانے سے بیزار ہووے یہان تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ اس میدان کے سالکون مین سے بعضے نے کہا ہے قطعہ وہ نہین ہون جو عدم سے مین ڈرون ؛ مرنے جینے سے سدا مین خوش رہون ؛ جان رب نے اک مجھے دی عاریت ؛ جب وہ پھر مانگے دہین آگے دھرون ؛ بیت یہ جان عاریت کہ جو حافظ کو دوست نے سونپی ؛ پر ایکدن اوسے دیکھون مین دون دہین اوسکو ؛ ثبات قوت مقابلہ کی ہے پریشانیون اور سختیون کے ساتھہ تا بسبب یاد کے اوس مین کچھہ تاثیر نہ کرسکین اور اونکے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل دہین نہووے حلم عبارت ہے بردباری سے کہ بسبب اوسکے صاحب حلم جلد بلکہ کبھی مغلوب غضب کا نہووے سکون وہ ہے کہ حرمت اور دین و مذہب کے لیے یا جاہ و حشمت کے واسطے لڑائی و جھگڑے مین جو در کار ہووے اوسمین سستی نکرے شہامت وہ شوق ہے نفس انسانی کا بڑے کامون کے حاصل کرنے کے لیے تا کہ اوس سے نیکنامی اور بڑا اجر پاوے تحمل اوس قوت کا نام ہے جسکے سبب آلات بدنی یعنی ہاتھ پانون وغیرہ کو اچھی فضیلتون اور نیک خصلتون کے تحصیل کرنیکے لیے استعمال کرین تواضع وہ چیز ہے کہ اپنے تئین اون لوگون پر جو پائین مرتبے مین ہین زیادہ نجانے اور اوس قوت کے حاصل کرنیکی اصل یاد رکھنا اس باتکا ہے کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص و احتیاج کی علامتون اور عجز و ناچاری کی صفتون مین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کے جسے مضمون آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین آدمیو تم اپنے اوس پروردگار سے ڈرو جسنے تمھین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہے اور مفہوم اوسکا کہ تمھین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا مگر برابر شخص واحد کے تصریح کرتا اور اوسکی چہرۂ حقیقت سے پردۂ خفا کو اوٹھا دیتا ہے حمیت وہ ہے کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نکرے اور اوسکے لیے جان و مال سے سعی کرنی لازم جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے غیور ہے اور مومن غیرت کے سبب کامون کو حرام کیا اور فرمایا ہے عرم نے کہ بے شبہہ نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہے اور مین نیک آدمی سے صاحب غیرت ہون اور تحقیق اللہ تعالے مجھسے غیور ہے رقت وہ ایک ملکہ ہے جس سے اپنے ہمجنسونکی پریشانی کے دیکھنے سے نرم دل ہوجاے اور وہ سبب ہے شفقت و

مہربانی کرنے کا یہ صفت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین پہلے حیا وہ
اپنے تئین بُرے کامون سے بچا رکھنا تاکہ لوگون مین متہم اور بدنام نہ ہووے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ حیا ہر وجہ سے بہتر ہے دوسری فق وہ کسی پر احسان کرنا کسی کام مین بطریق تبرع کے
تیسرے حسن بدی وہ عبارت ہی انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنیکے واسطے
چوتھے سالمت وہ صلح و آمیزش کرنا اوسوقت مین ہی کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان
فساد واقع ہو پانچوین دعت وہ اپنے تئین تھامنا ہے وقت غلبۂ شہوت کے چھٹے صبر وہ ہوا و حرص
کے ساتھ لڑنا ہی اسلیے کہ بُرے کام اوسی سے صادر ہون حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہی جو اپنے پروردگار کی
عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین ہوا و حرص سے بچایا پس شبہہ بہشت اوسکا مکان ہی بعضون نے
صبر کی دو قسمین کی ہین ایک مقصود ہے صبر کرنا دوسرے مکروہ پر لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے
علاقہ رکھتی ہے صبر کے زیور پیغمبری اور جوانمردی کے گلے کی زیب و زینت ہین چنانچہ پیغمبر علیہ السلام
نے جو مکارم اخلاق کے بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہین فرمایا تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم
پیغمبرون نے صبر کیا ہے یعنے حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھ جو اوس
پاک درگاہ کے مقرب تھے راو سکی دوستی و اخلاص کے خلعت فاخرہ سے مخلع ہین موافقت کرے تاکہ دونون
جہانکی خوشوقتی کے دروازے اوسکے آگے کھل جائین اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی
دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہی کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہے اور دوسری حدیث مین بھی ہے
کہ فتح صبر کے ساتھ ہے اور صحیفہ صفرا مین جو پارس کے حکیمون نے ہیکلون اور عبادتخانون
مین لٹکا دیا تھا یہ لکھا تھا کہ جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہے ایسی ہی ظفر خواہ
مخواہ طالب ہے صبر کی ساتوین قناعت وہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی
اور جسقدر کہ درکار و ضرور ہووے اوسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کے اون چیزون پر نہ جمع مال کی
آرزو سے جو شرع کی رو سے نشان بخل کی ہی اور عقل کی رو سے بدبخلاف پہلی صورت کے کیونکہ
وہ سبکے نزدیک بہتر ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام کے کلام مین واقع ہی کہ قناعت وہ ایسی دولت ہے
جو نہین خرچ ہوتی آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہے نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے تئین
بچانا حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام نے جو خاتم ہین مجموعۂ خوش خلقی کے فرمایا ہے کہ جلدی کرنی

شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کیطرف سے ہے اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی شریعت مین جلدی کی بھی مبالغہ اس طور سے ہے کہ امام ماوردی نے جو بڑے محتہدون
مین سے ہین تصریح کی ہے کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونیکا خوف ہووے تو باوجود اوسکے
راہ چلنے مین شتابی نکرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف نہ ہووے نوین ورع
وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہے اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالے نے کہا ہے کہ خدا
کے دوست پرہیزگار ہی ہین دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہی ہر ایک کام کا موافق
لیاقت اور مرتبے اور مطابق اپنی قوت کے گیارھوین حریت یعنی آزادی وہ عبارت ہی اچھے
پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اوسے بڑے بڑے مطرقون مین صرف کرنا لیکن بڑے کام
اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہے بارھوین سخاوت وہ نام ہے اوس ملکے کا جو بسبب
اوسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آوے اس طور سے کہ جسکو جتنا درکار ہوا اوسکو اتنا
دے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہے کہ خدا تعالے نے دین اسلام
کو اپنے لیے قبول کیا اور سخاوت وخوشخوئی کے برابر کوئی شے دین کو رونق نہین دیتی
ہے پس خدا تعالے نے اپنے دین کو اون دونون سے مزین کیا اور دوسری حدیث مین
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکون کے ترازو مین تولینگے وہ خوش خلقی اور
سخاوت ہے اور جب خدا تعالے نے ایمان کو پیدا کیا کہا اوسنے یا الٰہی مجکو قوی کر حقتعالے
نے اوسکو خوشخوئی اور سخاوت سے قوی کیا اور جس وقت کفر کو پیدا کیا اوسنے کہا یا ربالہٰا
میرے تئین زور آور کر خدا تعالے نے اوسکو بدخلقی اور بخیلی سے زور دیا امام غزالی رح نے
روایت کی ہے کہ کفار نبی مرمین سے ایک گروہ کو اسیر کرکے حضرت رسالت پناہ کے پاس لائے
حضرت نے فرمایا اون مین سے ایک کی جان بخشی کردی باقی سب کو مار ڈالو اوس وقت امیرالمومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اور دین بھی ایک اور گناہ اون سبھون کا برابر
اس مین کیا حکمت ہے جو ایک اون مین سے نجات پاوے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے
تئین جبرئیل نے خبر دی کہ سبکو مار ڈالو اور اوسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہی اور سخاوت اوسکی
ہمارے نزدیک مقبول ہوئی اور اخبار مین واقع ہی کہ اللہ تعالے نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی کہ

سامری کو مت مارا اسلیے کہ وہ سخی ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ بہشت سخی لوگونکا گھر ہے اور سخاوت کی تحت مین بہت سی نوعین ہین تفصیل اسکی بڑی کتابونمین ہی جاننا چاہیے کہ بیشتر شجاعت کو سخاوت لازم ہوتی ہے کیونکہ جب کوئی بڑی مشکلون کے اوٹھانے اور خوف وخطر کے مکانونمین جو احتمال ہلاکی کا ہی ٹھہرنیکی پروانہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہے تو ہر آئینہ اوسکے نزدیک مال و اموال کچھ چیز نہین اور برعکس اوسکے بہت کم ہے کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اونمین شجاعت کی بو بھی نہین پائی جاتی اور جنس عدالت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین صداقت الفت وفا شفقت صلہ رحم مکافات حسن شرکت حسن قضا تودد تسلیم توکل عبادت لیکن صداقت عبارت ہی سچی دوستی سے اور علامت اسکی یہ کہ ازروے شریعت وعقل کے واسطہ دوئی کا درمیان سے اوٹھا دیوین اور دو تن نہایت اتحاد سے ایک ہوجاوین اسطور سے کہ جو اپنے اوپر پسند نکرے وہ اپنے دوست کے اوپر بھی پسند نکرے اور جس چیز کو اپنے لیے چاہے اوسکو اپنے دوست کے لیے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہوسکتا جب تک نچاہے اپنے دوست کے لیے جو چاہے اپنے واسطے اور الفت وہ ہی کہ سبکی رہے اور عقیدے اونکے ایک دوسرے کی کمک مین برابر رہین اور سب ایک ہوکر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین اور وفا وہ چیز ہے کہ موافقت واتفاق کی راہ سے سر مو تجاوز نکرے پر بعضون نے تعبیر اسکی اس طور سے کی ہے کہ جس سے جو وعدہ کرے اوسکو اپنے اقرار کے موافق بجالاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اوسکو بخوبی ادا کرے اور شفقت عبارت ہی مہربانی اور رحمدلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اوس سے چھڑانے کے لیے کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہے کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا اوس آفتاب حقیقی کا پرتو ہے اور اوسی تجلی کی چمک اور سب ذی حیات اوسکے چشمۂ فیض سے اور اوسکے خوان نعمت سے شاداب ہین خصوصاً انسان کہ سررشتہ اتحاد کا اونکے درمیان از بسکہ استوار ہے مثنوی ہین آپس مین جون عضو آدم کی نسل ؛ کہ خلقت مین ہی ایک ہی اونکی اصل ؛ کسی عضو کو درد پہونچے اگر بیمارت کرے دوسرے مین اثر ؛ مصیبت سے اورونکی بنیم ہو جو ؛ تو پھر آدمی نام تیرا نہو ؛ غرض اس مقام مین بہت سی باتین ہین چنانچہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی کہ کسی نے ایک

چارپائی کو سونٹا مارا پر چوٹ اوسکی اوسکے بدن مین لگی مترجم کی عبارت حیف ہی کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہوا اور جہان قرابت نوعی کے ساتھ اتحاد فطری متحقق ہی کچھہ بھی نہو تعجب ہے کہ اسنے کیا کیا تھا کہ اس درجے کو پہونچا اور اوسنے کیا نہ کیا کہ اوس سے محروم رہا **بیت** چھوڑ دے اے بے مروت اپنی خود بینی کو تو ؛ پھر یہ ظلمت تیری آنکھون مین سراسر نور ہے ؛ اگرچہ لازا سکا لوگو لنے جو رسمی گفتگو کے تہ خانی مین بند ہین اور نظر انکی اشیا کی کنہ کو نہین پہونچتی اسلیے شاہد مطلوب کے جمال سے محروم رہکر رسمی کتابون مین ظاہرا جو لکھا ہے اوسی پر اکتفا کر کے ان مصنفونکی بات سے رہ جاتی پوشیدہ رہیگا لیکن اون دانائون پر جنکی آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور اونکے انصاف کے دہن غبار کجروی سے پاک ظاہر ہے کہ وہم امور خلقی مین بہت تاثیر کرنیوالا ہی اسیواسطے ترشی کے خیال سے منھ مین پانی بھر آتا ہے اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنیکا ہوتا ہی اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے پھرے تو اسکا گمان بھی نہین ہوتا یقین ہی کہ اس تقریر کے بعد جو یہان محال دکھائی دے عقل اوسے کبھی انکار نکرے لیکن یہ تقریر یہان بطور تنزل کے مذکور ہوئی **بیت** اس سے بالاتر زبان کچھہ اور ہی ؛ عشق کے غم کا بیان کچھہ اور ہے **بیت** شمع تجلی کو بصر چاہیے ؛ دیدۂ قلبی سے نظر چاہیے ؛ اور صلۂ رحم وہ چیز ہے کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو پہونچے تو اقربا کو اوسکے شریک کرے اور جسمین انکی تہری ہووے اوسکی سعی یہ قرابت ظاہری ہی پر قرابت باطنی کے لیے بھی کہ جو نسبت روح کے ساتھ رکھتی ہے اور اوسکو قرابت الٰہی کہتے ہین اسیطرح سے رعایت حق کی واجب ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ چنانچہ امیر المومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک قرابت گوشت اور لہو کی ہے دوسری جان و دل کی اور اونکے درمیان بڑا فرق ہی **مصرع** آب و گل سے جان و دل تک بیان بہت ہی فرق ہے ؛ اور مکافات وہ چیز ہے کہ جس قدر فائدہ اپنے تئین غیر سے پہونچا ہے اوتنا ہی یا اس سے زیادہ اوسکے بدلے اسے پہونچا دے اور جو کچھہ ایذا اوس سے اپنے تئین پہونچی ہو تو اوس سے کم بدلا کرے اور حسن شرکت وہ ہی کہ آپس مین کاروبار اس طور سے اختیار کرے جو شریکون کے دل نہ پھر جائین بسبب امکان اور بشرط محافظت کے عدالت کے طور پر اور حسن قضا وہ ہے کہ لوگون کے حق کو ادا کرے اور اپنے تئین ذلت و ملامت سے بچا رکھے اور تودد

اپنے ہمسرون کے ساتھ دوستی کرنی ہی اور فاضلون سے اچھی بات اور اونکے ساتھ داد و دہش
کرنی اور ادن چیزونکو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کے ہین اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کے احکام اور
قوانین شرعی اور طریقہ پیغمبری اور اونکے امثال پر جو شریعت کے امامون اور طریقت کے مشایخون
سے مرسوم ہین راضی رہے اور انکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وہی اسکی طبیعت کے موافق نہون
حضرت بلیغ العزت نے کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا اور فرمایا ہے کہ قسم تیرے رب
کی کہ نہین مومن ہوسکتے ہین جب تک تجھے اپنے درمیان حکم نکرین پھر جو تو حکم کرے اوسے اپنے
دلون مین کچھہ حرج نہ سمجھین اور اوسکو درستی نیت سے تسلیم کرین اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسان
کے قدرت و اختیار مین نہو اور اندیشے کا بھی کچھہ اوسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اوسکی جلدی
اور دیری نچاہیے اور اوس کارساز حقیقی پر بھروسا کرکے بیجا خیالون کو چھوڑ دے بیت خدا
کے حکم پہ راضی ہوا اور خوشدل رہ ؛ کہ میرے اور نہ ترے اختیار مین کچھہ ہے ؛ اور حضرت پیغمبر
خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہ دعا پڑھے وہ کریم
روزی بخش اپنے خزانہ بے انتہا سے دروازے روزی اور فراغت کے اوسکے آگے کھولے

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا
قَدَّرْتَ لِيْ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

خدا کے نام سے جو بہت بخشش کرنے والا اور نعمت دینے ہارا ہے مین اپنے واسطے اور اپنے
دین اور اپنے مال کے لیے خدا کے نام سے پناہ لیتا ہون یا پروردگار تو اپنے حکم پر میرے
تئین راضی رکھہ اور نیک کر اوس چیز کو جو میرے لیے مقدر کیا یہانتک کہ جسے تو دیری سے
بخشے اوسکی جلدی مین نہ چاہون اور جسکو تو جلد عنایت فرماوے اوسکی دیری نہ طلب کرون
بیشک تو ہر شے پر توانا ہے بینا لوگون سے پوشیدہ نہین کہ مضمون اس دعا کا توکل اور رضا
کی طلب ہے مطابق خواہش الٰہی کے اور لازم ہے کہ اپنی خواہش کو حق تعالے کی خواہش کے ساتھہ
موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا و ہوس کے وسوسون سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور رہایت
خاطر جمعی حق تعالے کیطرف سے اوسکے دلمین حاصل ہو یہانتک کہ ہونی نہونی اوسکے ارادے سے بھی
تعلق پکڑے عبادت وہ چیز ہے کہ اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم جسنے اوسے نیستی کے ویرانہ سے لاکر

ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقہ استحقاق کے نہایت مہربانی سے بیشمار نعمتین اپنے خزانۂ الطاف سے عنایت فرمائین اپنے اوپر واجب کرے اور فرشتون اور نبیونکی تابعداری اور صحابہ اور اونکی تابعین اور اولیاؤنکی متابعت اور اون داناؤنکی جو علم الٰہی سے آگاہ ہین لازم جانے اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پارسائی اختیار کرنی گناہونسے باز رہنا کہ وہ سبب ہین کمال کے شعار اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیلاً شرع سے معلوم ہوتی ہین اور جب اشیا کی بحث حکمت مین اس طور سے ہوئی کہ یہانتک پارسائی عقل کی ہو اور احکام شرعی کو بھی تفصیلاً جاننا عقل کے احاطہ سے باہر ہے پر دو باتین جو وہان عقل سے معلوم ہوتی ہین سو بطور مجمل کے ہین کیونکہ وسیلہ شرع نبوت کے شریعت کے گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی اور عقل اکیلی وہان بھٹکتی پھرتی ہے پس فقہ کی باتین اجمال کی رو سے حکمت عملی مین داخل ہین اور تفصیل کی نظر سے خارج یہ بیان ہے انواع فضیلت کا پر بعضے کے ساتھ بعضے کے ملنے سے بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہین حکیمونے کہا ہے کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہین اور دو شخصونکے مزاج ایک طور کے نہین ویسے اخلاق بھی گوناگون ہین یہان تک کہ خصلت دو شخصونکی ایک وش پر نہین ہے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیونکی شکل وصورت طرح بطرح ہونیکا سبب باوجود کہ اس قدر تفاوت اور حیوانون مین نہین یہ ہے کہ اونکی عقل کے گوناگون ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتین کہ وہ تابع مزاج کے ہوسکین نفس انسانی مین پیدا ہوتی ہین کہ اونمین سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ غصہ کی حالت کچھ ہے اور خوشی کی صورت کچھ اور ایسے ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل بخلاف اور حیوانونکے کیونکہ اونمین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہے اسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہے اور شکلین اونکی ملتی ہوئی ہین حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ یہ سب اختلاف کیفیت کے مزاج متبدل ہوتا ہے اور بسبب اوسکے اخلاق متغائر ہوتے ہین یہانتک کہ دو شخصونکے مزاج ایک ہی نہین ہوتے اور خصلتین بھی ایک نہین تنویر اون بحثون کے درمیان اس مقدمے کی رو سے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ یعنی ضعف اور سستی ہے اونمین سے بعض یہ ہے کہ ذکا اور سرعت فہمی اور اونکی امثال کہ جنس حکمت کی انواع ہین داخل کیا حالانکہ اونھون نے حکمت کی جو سابق تفسیر کی ہے بموجب اوسکے دو قسمین سبب ہوتی ہین

حکمت کا ہان اگر تفسیر حکمت کی اس طور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہے جسکے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہے تو دو قسمین اوسکی انواع سے ہوسکتی ہین یہ تعین یہ ہے کہ جنھون نے کہا ہے کہ قوت نطقی کی روش اگر برابر رہے تو اوسی روش علم کی حاصل ہوتی ہے اور یہ تبعیت اسکی حکمت بنا اسکی اس تفسیر پر ہے غرض اس فن کے مسامحون کے لیے عذر کی تمہید ہوئی **چوتھا لمعہ** جب اون فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ مقابل انکے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اون فضیلتونکی جنس سے نہین بلکہ اونسے مشابہ بھی نہین اسلیے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین پس لازم ہے کہ فضایل اور رزایل کے درمیان کیا فرق ہے اوسکا بیان اور وجہ تشبہ کو ظاہر کیجیے اس طور سے کہ اصل جواہر یوت کے شبہ سے پہچانی جاے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکۂ فضانی کے خواہش رکھنے ہارے دغا مین نہ پڑین اور دغاباز ہیر پھیر کرنیوالونکے فریب مین آکر ٹھیکریون کو موتیونکی قیمت سے نہ لین لیکن اون فضیلتونکے مین بعضے لوگ ایسے ہین کہ وے علمی باتون کو یاد کرتے ہین پھر انکی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھ کر تقریر اس طور سے بتاتے ہین کہ اکثر آدمی جو سرمۂ بینائی اور انوار دانائی سے بے نصیب ہین اون تقریرون کو سنکر بہت ہی خوش ہو تعجب مین آتے ہین اور اونکی دانائی کی گواہی دیتے ہین حالانکہ اونھین کسی بات کا یقین حاصل نہین اور ان دلیلون کے صفحہ حروف راستی سے عاطل ہین ان لوگونکو علما اور دانا ونسے بول چال مین تشبیہ دینے ویسی ہے جیسی طوطی اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکون کو بوڑھون کے ساتھ بلبت لکڑی کا سانپ مانا کہ ہو وہ بشکل مار:: دشمن کو زہر دوست کو مہرا ہے اس مین کب:: بعضے ان مین سے وے ہین کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین کرتے اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ ظاہر ہی جو نہین جانتے ہین سو بول چال کیا چاہتے ہین اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے تراش کر مبتدیونکو شک مین ڈالتے باوجود اسکے کہ جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین اونسے قاصر ہین پھر بڑے مطلبونکے لیے گردن دعوی کی بڑھاتے ہین اور باطل کو حق سے ملاکر وہم خیال کو بصورت علم و یقین کے دکھاتے ہین اور اسیکا نام تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت بڑا سبب ہی

کمال کا اور پہچان اوسکی سوائے حکیمون کے میسر نہین پس اون فریقون اور حکیمون کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہی لیکن عفت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکی ہی مثال اوسکی جیسے ایک جماعت لذت دنیاوی سے اعتراض کرتی ہی اس توقع پر کہ جنس عفت اونکو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے کے اپنے زہد کو دکھاتے ہین کہ اوس سے دام مکر و فریب کا پھیلا کر عوام الناس کو چڑیون کی مثال پھنساتے ہین اسلیے کہ غرض دنیاوی کہ جو مرتبہ ادنی ہے حاصل کرین یا ان لذتونسے کچھ خبر نہین رکھتے اسلیے پہاڑی اور جنگلی آدمیون کی مانند شہر و آبادی سے تبعاوت رہتے ہین یا اون لذتونکی نہایت سے بیزار ہین یا وہ اپنی پیدایش ہی سے ایسطور ہین یا بسبب کسی مرض کے شہوت اونمین کم ہی یا دکھ درد کے ڈر سے یا اسواسطے کہ اگر آدمی اونکے احوال سے مطلع ہون تو اونمین نہر نہش کرین جو لوگ کہ ایسے ہین وے صاحب عفت نہین پر سخاوت کے مقابل جو صفت اوسکی مشابہ ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ بعضے آدمی ہوا و حرص اور شہوت پرستی مین مال و اموال کو لٹا دیتے ہین یا لوگون کے دکھانیکے لیے یا جاہ و حشمت کے واسطے یا رفع جرح کے لیے یا اس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اوسکی نہین اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اسکے کہ وے دولت کی قدر سے غافل ہین اور کسی مقام مین اوسکو خرچ کرتے ہین اوس سے جاہل ہین یہ حالت اکثر اون مین پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً بسبب میراث کے یا کسی اور سبب سے مال مفت ہاتھ لگجاے مثل مشہور ہے کہ مال مفت دل بیرحم دے احمق ایسے ہین کہ اسکے پیدا کرنیکی مشقت سے بیخبر اور یہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا آسان تر حکیمون نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہی کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجانا اور خرچ کرنا ویسا ہی جیسے اوس پتھر کو وہان سے نیچے چھوڑ دینا کیا وے نہین جانتے کہ مدار زندگی کا زر ہے اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوتے ہین فضیلت و ہنر حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہے کہ حکمت تونگری سے بہی اوتمتی ہے اور مفلسی سے مرجاتی دانا کے پاس اگر پیسا نہو کوئی اوس سے کچھ فائدہ نہ پاوے بلکہ وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دکھ اوٹھاوے اور کمالات سے رہجاوے بیت مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو ہو قدر ہر و ہنر سے ہنر کی زر سے ہو اور حاصل کرنا اوسکا اچھی وجہون سے دشوار اسلیے کہ بہتر پیشے کمتر ہین اور آزادونکو اسکی راہ پر چلنا مشکل ہی پس جو لوگ اسوجہ سے پیسے خرچ کرتے ہین وے سخی نہین بلکہ حقیقت مین سخی وہ شخص ہے جو اپنی دولت

کو کسی غرض کے واسطے بخش نہ دے بلکہ اسلیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز اور بالذات مطلوب ہے اور بغیر اوسکے دوسری وجہ سے اگر قصد اوسکا ہووے تو وہ سخی بالذات نہ ہوگا بلکہ بالغرض چنانچہ سابق مطلع کے درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اوسکی طرف ہوا ہی اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکے ہے نظیر اوسکی یہ ہے کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے کام ظاہر ہوتے ہین پر وے حقیقت مین شجاع نہین ہین مثلاً ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور بڑے کامون مین طمع مال یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیے ٹھہر رہتی ہے لیکن یہ صرف اوسکی حرص کے سبب ہے اور شجاعت کی قوت سے نہین جیسے چور بڑی مار پیٹ اور دائمی قید بلکہ کٹ مرجانے پر بھی صبر اختیار کرتے اسلیے کہ نام اونکا اپنے ہمجنسون کے درمیان کہ وے بھی بڑے کامون مین اونکے شریک ہین رہے اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت یا مانند اوسکے سے اون چیزون پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اسواسطے اوسکے دل مین غرور آگیا ہی ایسے آدمی بھی شجاع نہین ہین بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہی جسکے تیر قصد کی ہدف گاہ سوائے اس قوت فاصلہ کے نہووے بقیاس اوسکے جو اور قوتون مین مذکور ہوا پر درندون کی حمایت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہے لیکن بہت وجہون سے نہین بھی ملتی اونمین سے ایک وجہ یہ ہے کہ وے اپنے غلبے اور بڑائی کی استواری اور اپنی طبیعت کی خواہش سے غلبہ کا شوق رکھتے ہین پس اون کامون پر اقدام کرنا اونکے غلبۂ طبیعی کی روسے ہی شجاعت کی نظر سے نہین دوسرے یہ کہ مثال اونکی پہلوان زورآورون کے برابر جو تمام بدن ہتھیار سے سجے ہوے ہین اکثر کمزور بیچارون کے ساتھ لڑتے ہین اور یہ شجاعت کے طریقے سے باہر ہی کیونکہ تمام فضیلتون کی اصل عقل ہے تاکہ اور قوتین اوسکے تابع اور فرمانبردار رہین سو اون مین نہین پس حقیقت مین شجاع اوسکو کہیے جس سے شجاعت کی فضیلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہون اور غرض اصلی اوسکی سوا اس فضیلت کے نہو اور جو کہ ایسا ہو بیشبہہ اوسکے نزدیک کاری کا ڈر موت کی دہشت سے زیادہ تر ہے اور مرنے کی نیکنامی جینے کی بدنامی سے بہتر جیسا کہ کہا ہے مصرع آبرو جگ مین رہے تو جان جانا بیش ہے ؛ اور ایک شعر عربی مین کہا ہی معنی یہ ہین بیت ہمیر آسان ہی کہ کر بیٹھین برائی کا جو فخر ؛ جو کہ چاہے دلہنو کو اوسپہ بھاری کنبہ قہر

اگرچہ لذت شجاع کی ابتدا مین کچھہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اوسکا خوف ہلاکی کا ہی لیکن آخرکو حلاوت زندگانی کی اور منفعت اوسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا خصوصًا جبکہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کے لیے اپنی جان پر کھیلے چنانچہ آیہ قرآنی اسپر دال ہی جسکے معنی یہ ہین جو لوگ خدا کی راہ مین مارے گئے گمان نکرین کہ مردہ ہین بلکہ زندہ ہین خدا کے نزدیک اونکو روزی دیجاتی ہی اور مرد دانا جانتا ہے کہ لڑائی سے بھاگنا سبب زندگانی کا نہین ہوتا اور نامرد بھاگنے مین اپنی جان کا بچاو چاہتا ہے جو بچ نہین سکتی پس حقیقت مین طالب محال کا ہی بالفرض اگر کتنے دن تک اوسنے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم اور بے عزتی کی خفت اور اپنے ہمسرون کا طعن و تشنیع اوسکی شیرینی حیات کو تلخ کردیتی ہی پس ایسی زندگانی سے جوانمردی اور نیکنامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھہ مرنا ہزار درجے بہتر ہے بیت اکدن تو ہوویگا جو کہانی پہ خاص و عام ؛ بارے وہ کر کہ جس سے تو ہوجاے نیکنام ؛ اور حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہی مضمون اوسکا یہ ہے کہ اے آدمیو فراموشی تمھاری خصلت موروثی ہی غفلت کی نیند سے چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ البتہ ملک الموت کے ہاتھہ سے نہین بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتے ہو اور نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اوس رب کی جسکے اختیار مین ہماری روح ہی کہ تلوار کے ہزار وار کھانے اپنے سر پر بچھونے پر مرنے سے بہتر ہے کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولیٰ اوس سے ہی کہ رنڈیونکی مثال جان دینا بیت دونون جگ مین سرخرو ہی جو شہید عشق ہی ؛ خوب ہی وہ دن کہ محبوکشتہ یا نے لیچلین ؛ اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین اون مین سے ایک حدیث ہی جسکا مضمون یہ ہی کہ تحقیق خدا تعالے شجاعت کو چاہتا ہی اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے اور سب آدمی کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اونکی تکریم واجب ہے علے الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یہ گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون سے کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین کاروبار کرتے ہین اور اپنے سینون کو سپر مصیبت کی بناکر دولت کے مخالفون سے لڑتے پس بادشاہون کو لازم نہین کہ مال اسباب کو اونسے دریغ رکھین یا تھوڑی تقصیر سے اونپر خفگی فرمائین اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جانے کے خوف اور بے وقر ہونے کی دہشت سے یا محنت کے سبب اپنے

تئین ہلاک کرتے ہین اونکی ان حرکات کو نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہے کیونکہ اہل شجاعت ہر ایک
مصیبت پر صبر کرتے ہین اور سختیون کو اوٹھاتے ہین اور ہر صورت کی گھبراہٹ سے اپنے تئین
بچاتے کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چورانا نامردی اور زنانہ پن ہے اور شرع
مین سبب طعن کا چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہے اون بحثون سے معلوم ہوا کہ
عفت اور شجاعت بکلی حاصل نہین ہوتی مگر حکیم کو اما عدالت کے مقابل جو صفت مشابہ
اوسکی ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ اکثر کام بطور عدالت کے اون لوگون سے صادر ہوتے ہین جو حقیقتا
عادل نہین بلکہ وے صرف دکھانے یا سنانے کے لیے یا اسواسطے کہ لوگون کو اپنی طرف لگالین یا مال و
دولت و جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت کی روش سے بناوٹ کرتے ہین ایسے لوگ نہین عادل نہ کہا جاتا ہے بلکہ حقیقت
مین عادل وہ شخص ہے کہ اپنے سب قوت کو برابر رکھے تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اوسکے موافق ہون
کہ کوئی قوت زیادہ اس حصے سے جو عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہے نہ چاہیے اور ایک دوسرے
سے تغلب نہ کرے جب اپنے تئین اس وضع پر درست کرے تب عالمون کے معاملے مین عدالت کے
طریقے کو اس نسق سے مرعی رکھے اور اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کامونکی تلاش مین مصروف
رکھے اور رسم نو عدیگر کو بد جانے یہ فضیلت اوس وقت میسر ہوتی ہے کہ نفسانیت کو چھوڑ کر طریقہ
انسانیت پر جو بمقتضای ہر طرح کے ادب سیکھنے کا ہے آوے تب انصاف کی علامتین اوسکی پیشانی
عدالت سے ہویدا اور نقشے کاروبار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون اسی طرح اور فضیلتون مین
بھی قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے پہچان لے یہان تک کہ بازار معاملے مین عیار
پیشون سے نہ ٹھگا جاے اور سونا نیک نامی کا دونون جہان مین اوسکے ہاتھ آئے

پانچوان لمعہ جاننا چاہیے اُن فضیلتون مین سے ہر ایک کے مقابل ایک صفت
رذیل صنداوسکی ہے اور جیسے اجناس فضائل کی چار ہین ویسے اجناس رذایل کی بھی
پہلی نظر مین چار معلوم ہوتی ہین اول جہل مقابل حکمت کے دوسری نامردی مقابل
شجاعت کے تیسری بدکاری مقابل عفت کے چوتھے ظلم مقابل عدالت کے اور نظر تحقیق
سے جو ظاہر ہوتا ہے سو یہ ہے کہ ہر ایک فضیلت کی حد مین ہے جب اس حد سے تجاوز کرے
گھٹنے یا بڑھنے سے تب ایک صفت رذیل پیدا ہوتی ہے پس فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام

ہے اور رذیل صفتین اوسکے دو طرف کی مثال ہین جیسے مرکز دائرے کا ایک نقطہ معین بیچون بیچ مین ہی باوجود اسکے کہ محیط سے اوس تک جتنے نقطہ فرض کیے جائین سب سے وہ دور ہی اور گرد بگرد اوسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک نقطے بیشمار ہو سکتے ہین اوسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل رذیل صفتین بیشمار ہین اور جیسے اچھے راہ کی سیدھی چال سیدھی لکیر کے برابر ہے پھر اوس راہ سے بُری راہ مین چلنا اوس سیدھی لکیر کے ٹیڑھے ہونے کی مثال ہے اور ظاہر ہے کہ جتنی لکیرون کو دو نقطون سے ملایئے اونمین سے چھوٹی سیدھی ایک ہی لکیر اون دو نقطون کے بیچ ہوتی ہے اور ہر طرف اوسکی ٹیڑھی لکیرین بے شمار ہو سکتین پس اسی طرح سے اچھی راہ کی سیدھی چال ایک ہی روش کے سوا ہو نہین سکتی اور بڑے رستے کی ٹیڑھی چالین بیشمار ہین اور جب اصل بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانی سے بھی اسپر ٹھہر رہنا اوس سے زیادہ مشکل کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہے پر اوس مین ثابت رہنا نہایت دشوار اسی واسطے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونون فریقون کے راہ بتانے ہارے اور پل صراط سے پار کرنیوالے ہین فرمایا ہے سورۂ ہود نے میرے تین ضعیف کیا کیونکہ اسمین اچھے چلن پر رہنے کا حکم ہے مضمون اوسکا یہ کہ تو سیدھی راہ پر جیسے مینے حکم کیا ہے ثابت رہ اور اس سبب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اور یقین ہے کہ سورۂ فاتحہ جو مشتمل طلب ہدایت پر ہے اسی معنی سے خبر دیتا ہے اور جبکہ بڑے بڑے عالمون اور حکیمون اور ولیون سے مروی ہے کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ اور وعید مخبر صادق نے کیا ہے وہ سب اخلاق و اعمال کی صورتین ہین کہ ہر ایک شخص وہان اپنے مرتبے کے موافق اونکو مشاہدہ کریگا چنانچہ فرمایا ہے کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جس وقت مرینگے تب خبردار ہوینگے پر جو لوگ اس عالم مین بیہوشی کی نیند سے چونکے ہوے ہین اونکو یہین اطلاع ہو جاتی ہے یے باتین قرآن اور حدیث کی اکثر جگہ مین صراحۃً مذکور ہین اور سبب اون صورتون کا خواہ رغبت سے ہون یا کراہت سے اعمال اور اخلاق ہین جنھین اس عالم مین حاصل کرتے ہین چنانچہ فحوائے آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے والا ہے اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی کہ

مضمون اوسکا یہ ہے جو کوئی سونے روپے کے باسن مین پیے وہ اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف وستھری اور درخت اوسکا کلمہ سبحان اللہ و بحمدہ ہے صاف اوسکی خبر دیتا ہی اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے غبار سے دھوڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسن سے چھوڑادے بلکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنی یہ ہین کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہے اوسکی خبر دیتی ہی کہ اگر گوش ہوش ہی سنے **قطعہ** پیر دہقان نے دردمندی سے ؛ اپنے بیٹے سے ایکدن یہ کہا ؛ اس جہان بیج اپنی کھیتی مین ؛ تو جو بوئیگا سو ہی کاٹیگا ؛ پس با عتبار اون باتونکے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہی پل صراط سے جسے حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال و اخلاق کے بیچ کی حد کے برابر ہے اور دوزخ اوسکی گرد و نواح کے مثال جو کوئی آج کے دن اس راہ مین مضبوط رہیگا اور اسکی سدھاوٹ سے نہ ٹلیگا سو قیامت کے دن بھی پل صراط کے اوپر سے نڈر چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیونکا گھر ہے بخیر داخل ہوگا اور جو اس عالم مین اس سیدھی راہ سے بھٹک جاتو عاقبت کو اوس پل صراط سے گر پڑے اور دوزخ کے بیچ جو گہنگار دنکا مکان ہی رہے اور فیثاغورث حکیم سے منقول ہی کہ انسان جو کام کرتا ہی چنانچہ آیۂ قرآنی مین ہے کہ اگر عمل اونکا نیک ہو تو خدا اونکی نیک ہے اور عمل اونکا بد ہو تو خدا اوسکی بد ہے پس انسان کو چاہیے کہ احتیاط کرے تا کس واسطے اپنے لیے ایسا مصاحب ڈھونڈھے جاننا چاہیے کہ وسط یعنی بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہین ایک وسط حقیقی جسکی نسبت اوسکے دونون جانب کیطرف برابر رہے جیسے چار بیچون بیچ ہے دو اور چھ کے یہ وسط معتدل حقیقی کے برابر ہے کہ اطبا اسکی نفی پر دلیل لاتے ہین دوسرا وسط اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبون کے نزدیک درست ہی یعنے بعضے کی نسبت سے بیچون بیچ ہی اور بعضے کی نسبت سے نہین پر جو وسط اوس فن مین معتبر ہے وہ معنی ثانی سے مراد ہے اسی واسطے فضیلت کی شرطین باعتبار اشخاص کے مختلف ہوتی ہین بلکہ بنظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کے اور ہر شخص کی فضیلتون مین سے ہر ایک فضیلت کے مقابل ذیل صفتین غیر متناہی ہین پر اوس مقام مین آئینۂ خیال مین صورت ایک شک کی دکھائی دیتی ہے کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کی مثال سے ہوا تو بے شبہہ اوسکا ایک عرض بھی مانند عرض

مزاجی کے ہوگا پھر اسکو بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا تقریر اوسکی
اوٹھانے کی یہ ہے کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ ایسا ہی کہ سب سے بہتر اور قریب ساتھ
اعتدال حقیقی کے ہے ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایکمرتبہ ایسا ہے کہ وہ سب سے افضل اور مقصود
بالذات ہے اور دوسرے مراتب بسبب بعد کے اس مرتبہ سے شائبہ افراط تفریط سے خالی نہین
اور جیسے شخص اور نوع ان مراتب مین افضیلت کی حالت مین نہین ہین لیکن بسبب ایک مرتب
معین کے جو اس مرتبے سے رکھتے ہین وجود نوع اور شخص کے محفوظ رہ سکتے ہین ویسی فضیلتون مین
بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہے اور باقی مراتب بسبب قرب کے اس مرتبہ سے فضیلت مین
محسوب ہوتی ہین جیسے اعتدال بدنی مین اور مراتب پورے اعتدال پر نہین اور شائبہ انحراف سے
بھی خالی نہین اسلیے کہ اونسے خلل فاش افعال مین ظاہر ہوتے مراتب اعتدال مین داخل ہین
اور اسی صورت سے مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کے اعتدال حقیقی مین تفاوت پڑجاتا ہے
اور قواعد طب وجانی کے قیاس پر قواعد طب جسمانی کے ہین پر اس مین شک نہین کہ اگرچہ اعتدال
اس معنی کی رو سے بھی متحقق ہے لیکن دریافت اوسکی صعوبت سے خالی نہین اور مقام مبالغہ مین اگر
اوسکے وصف مین کہین کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر ہے تو کچھ مضایقہ بھی نہین خدا
جسکو چاہے راہ راست کیطرف ہدایت کرے اور جب اس بیچون بیچ کی حد سے انحراف طرف افراط
یا تفریط کے ہو تب مقابل مین ہر فضیلت کے دو صفتین رذیل پیدا ہون پس فضیلت گویا
اون دونون کے بیچ ہے جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی چار ہین تو اجناس
رذیلت کی آٹھ ہوئین دو اونمین سے اطراف حکمت کے ہین سفہ دبلہ لیکن سفہ طرف افراط کا
مشغولی ہے قوت فکر کی اون چیزون مین جو واجب نہین یا اوسمین جو کہ قدر واجب سے زیادہ ہو
اوسکو کریدی کہتے ہین اور بلہ طرف تفریط کا بیکاری ہے اوسکے امور واجبی سے اور مطلقاً اونکو چھوڑ دینا
اپنی خواہش سے یا اون مین قصور کرنا اور دو اون مین سے اطراف شجاعت کے ہین لیکن افراط کو تہور کہتے
ہین وہ اقدام کرنا اون ہلاکی کے مقامون پر ہے جنکو عقل اچھا نہین جانتی اور طرف تفریط کا
نام جبن ہے وہ ڈرنا اون چیزون سے ہے کہ جنسے دہشت کرنا عقل کے نزدیک درست نہین اور رود
انمین سے اطراف عفت کے ہین پر اوسکی طرف افراط کو شرہ یعنی بدکاری کہتے ہین وہ زیادہ رغبت

رتا ہی خواہشون کیطرف قدر معقول سی اور طرف تفریط کا نام سکون ہی یعنی اپنی تئین اون ضرورتون
سے جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہی محروم رکھنا اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کی روسے اور
دو اونمین سی طرف عدالت کی ہین طرف اول ظلم ہے وہ عبارت ہی حق تلفی اور مال مردم خوری سے
اور طرف ثانی کو انظلام کہتے ہین یعنی ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اوسکی اطاعت کرنی ذلت کی روسے ہی
اون چیزونمین جو اوسکی خواہش کے مطابق ہون اور بعضے عدالت کی دونون جانب کو جور کہتے ہین
کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہے اپنے اوپر یا غیر پر اور جیسے عدالت جامع جمیع کمالات کی ہے ویسے ظلم جو اوسکے
مقابل مین ہی وہ جامع ہے تمام نقائص کا اور یہین سے ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری وغیرہ
محققون نے کہا ہے کہ جو آزار نہین وہ گناہ بھی نہین کیونکہ جہانتک گناہ وہ ظلم ہے خواہ اپنے
اوپر یا اور وپر **بیت** جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستانہ اے ظالم ؛ ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ گناہ نہین
اور بعضے بزرگون نے کہا ہے اہل طریقت اکثر چیزونمین اختلاف کرتے ہین لیکن سب اسپر متفق ہین
کہ راحت پہونچانی سب سے بہتر ہے اور دکھ دینا بہت بدتر اور حدیث صحیح مین ہے کہ ظالم کی نیکیان
مظلوم کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیۂ کریمہ کا بھی یعنی ہم اونپر ظلم نہین کرتے
ہین ولیکن وی اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین اوسی خبر دیتا ہے اسیطرح حد توسط کو اجناس
فضائل کی تمام انواع مین قیاس کیا چاہیے **چھٹا لمعہ** عدالت کی شرافت کے بیان کرنے
مین پہلے تمہید کے طور سے تقریر کیجاتی ہے کہ مطابق عقل ونقل کے ذات پاک حضرت حق جل وعلے
کی احاطۂ افہام سے باہر ہے اور اوسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کے پرواز
سے برتر بلکہ غایت سیر عقول بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ بسبب اعتبارات
کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہے ثابت ہوے **بیت** بولا کہ غلط
ہمسے نشان کب پاوے ؛ رتبہ ہے ترا عالم صورت ہی کا ؛ پر اوّل آئینہ جس مین رخسارا وس معشوق
قدیم کا اہل عرفان کو دکھائی دیتا سو وحدت ہے نہ وہ وحدت جو مقابل ہے کثرت کے کیونکہ وہ ایک
سایہ ہے اوسکے سایونسے اور وہ وحدت بھی نہین جو اعداد مین ساری ہے اسلیے کہ وہ ایک
پرتو کے سوا نہین اوسکے جمال بیزوال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہی کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے
تو یہ عالم کثرت پروانہ کے مانند اوسکے آگے جل مرے **بیت** جو شمع جمال اپنی روشن کرے +

کسے تاب جو آنکھ ٹھہرا سکے + اوسکے جلال عالم سوز کی تجلی کے آگے ذرے دکھائی نہ دیوین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی چیز سما رہین نہ آوے چنانچہ فحوا آیہ کریمہ کا یعنی آج کسکی بادشاہت ہے خدائے واحد قہار کی ہے بیان اوسکا اچھی طرحسے کرتا ہے بہت ملک ہستی کا ہے شہ جز واحد قہار کون ؛ شحنہ اوسکے قہر کے بن اسمین ہے سیار کون ؛ یہین سے ہے کہ اہل حکمت کے رئیسون اور مذہب کے بڑے مشایخون نے تصریح کی ہے کہ حق تعالی کی وحدت ذاتی اور ہی نوع وحدت کی مغایر ہے وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام خبیر عارفون کے پیشوا ابی عبداللہ محمد بن خفیف رضی اللہ تعالے عنہ کے معتقد کے صدر مین عبارت عربی سے مرقوم ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ خدا واحد ہے پر واحد عددی نہین اور مثل اوس واحد کے بھی نہین واحاد مین ہے تصور اس وحدت کا جون قانون ادراک عقلی کے طریقے سے باہر اور بغیر روش کشف و عیان کے اوس تک پہونچنا متعذر ہے اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہے جب اللہ کا ذکر کیا جاے جس حال مین وہ واحد ہے نفرت گزین ہے دل اونکے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے چنانچہ امام راغب اور دوسرے محققون نے بھی تحقیق کی ہے اور جو پرتو کہ دیدہ عقل کو نظر آسکتا ہے سو وحدت عددی ہے کیونکہ بغیر اوسکی روشنی کے کوئی چیز مقام ظہور مین آنہین سکتی اور نہونے سے اوسکے کسی شخص کے بقا کی صورت ممکن نہین اور حکمار متالہین کے نزدیک جو ارباب کشف و شہود کے امام ہین مقرر ہے کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہے کہ اپنی ضدون سے قریب ہونے اور ملنے کے گھیرے مین آوے چنانچہ حق سبحانہ تعالے کے مبارک اسمون مین مشاہدہ کیا جاتا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الٰہی کے وحدت اسمین ظاہر ہو تو وہ اشرف ہو سکتا ہے پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور اچھی صورتون مین جو تاثیر ہے سبب اوسکا شرف وحدت تناسب کا ہے اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ بھی اس قسم سے ہین اور حکمت کے بیچ مقرر ہے کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی کی طرف نزدیک تر اور مائل ہووے اوس مین جو صورت یا جو نقش پایا جاے افضل و اکمل ہوگا اسی واسطے سلسلۂ موالید مین جب کہ مزاج معادن کا وحدت اعتدالی سے بعید ہے تو صورت نوعی اوسکی فقط مبداء ہے حفظ ترکیب کا پھر جب اس مرتبے سے ترقی کرکے درجۂ اعتدال نباتی کو پہونچے ساتھ اوس حفظ ترکیب کے مبداء تغذیہ و تنمیہ و تولید کا ہوتا ہے اور اس رتبہ سے

کہ کر کے جب اعتدال حیوانی مین پہونچے تو ان آثارون کے ساتھ مبداء حس حرکت ارادی
پیدا ہوتا ہے جب اس پائے کو چھوڑکر اعتدال انسان کو پہونچے تو ان تمام آثارونکے ساتھ
مبداء نطق کا یعنی ادراک کلیات اور اوسکے توابع کا ہوتا ہے اور اشخاص انسانی کے
مزاج اعتدال حقیقی کیطرف جس قدر نزدیک ہون کمالات اونکے زیادہ تر ہون یہانتک
کہ درجۂ ثبوت کو پہونچے پھر اونکے درمیان بھی بہت سے مراتب متفاوت ہین یہانتک
کہ رتبۂ ختم کو پہونچے جو مظہر ہے ہر ایک کمال کا اور نہایت سب نہایتون کی ہے کہ اوسکے
آگے کوئی مرتبہ نہین اور علم موسیقی مین مقرر ہوا ہے کہ کوئی نسبت شریف تر مساوات کی
نسبت سے نہین اور جو نسبت وجوہ اخلال کی کسی وجہ سے نسبت مواسات کی طرف رجوع
نکرے وہ حد ملائمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہے **تبصرہ** جب طراف کلام
کے اس مقام تک پہونچے تو اون معنون کے بعضے کی تفصیل کیطرف اشارہ کرنا بہتر ہے اور
بیان اوسکا جس طور پر کہ لائق اس مقام کے ہو یہ ہے کہ نغمہ وہ ایک آواز ہے جس مین
ایک نوع کی درنگ ہوتی ہے لیکن جس وقت حدت و ثقل کی ایک حد معین مین مکرر ہوا اور
اس سے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہے پیدا نہو تو اوس علم کے جاننے والیکی نظر
اوسکی طرف نہین ہے کیونکہ نظر اوسکی نغمون پر منحصر اس وضع سے ہے کہ میانہ اونکا مطابق
حدت و ثقل کے یا زمان متخلل کا میانہ درمیان انکے موافق مقدار کسی نسبت ملایم یا متنافر
کے حاصل ہو مشق ازل کو علم تالیف کہتے ہین اور ثانی کو علم ایقاع اور جب حدت و ثقل کے
بیچ اختلاف پایا جاے تو بالضرور اون نغمون کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت متنافر
مین تفاوت پیدا ہوگا اس لیے کہ اگر تفاوت اونکے درمیان مثل بالفعل سے بالقوت سے
ہو تو ملائم ہے نہین تو متنافر اور مراد مثل سے وہ ہے کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہ اس
صورت مین ہو سکتی ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسے چار اور دو چھ اور تین اسے
بعد ذی الکل کہتے ہین اور مثل بالقوت سے مقصود یہ ہے کہ جو مثل بالفعل نہین ہے دونا
کرنے سے مثل بالفعل ہو سکے اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جو قدر تفاوت کی طرف سے
فوت ہو جیسے یہ اور چار تفاوت اونکے درمیان دو کا ہے اور دو کے دونا کرنے سے چار

ہوتے ہین اسے نسبت زائد بالجزء کہتے ہین دوسرے وہ ہے کہ جن دونون کے درمیان تفاوت
ہے اونکے ایک ہی کی جانب سے قوت ہو جیسے چھ اور دو کیونکہ تفاوت انکے درمیان چار کا
ہے پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہے دو چند کرنے سے چار ہوتے ہین اوسکو نسبت کثیر الاضعاف
کہتے ہین اور جو نسبت کہ اون وجہون پر ہو یا اونکی طرف راجع ہو وہ ملائم ہے اور جو برخلاف
اسکے ہو وہ متنافر ہے اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ اونکے درمیان نسبت غیر
عددی یعنی نسبت صمّی مین سے ہو وہ متنافر ہے نسبت صمّی عبارت اس نسبت سے ہے کہ وہ
ایسی دو مقدارونکے بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونون کو ایک ساتھ کھو نہ سکے جو خاصیت مقدارون
کی ہے اور وہ عدد کے بیچ پائی نہ جاے اور متنافر ہو مثال اسکی وہ نغمہ ہے جو تمام وتر سے یا اسکے اس
جزء سے پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کیطرف ویسی ہو جیسی نسبت ضلع مربع کی اسکی قطر کی طرف ہے اور
جو نسبت اون دونونکے درمیان عددی ہو پر اقل معنی اکثر کا نہ ہو اور ان دو عددونکے بیچ تفاوت
اوس جزء سے نہو جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے اور اوسکی کسی نسبت ملائم کیطرف اون وجہون
سے بھی رجوع نکرے جنکا بیان شرح دار ہوگا تو وہ البتہ متنافر ہے مانند اون دونون نغمون کے
جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کی ہو مثلاً ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت
اونکے درمیان چار سبع کا ہے نہ سات کا کہ اقل ہی تضعیف گیارہ ہوتا ہے اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت
ہے اور اگر اقل معنی اکثر کا ہو تو اس سے خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہے یا اس سے زیادہ
اول نسبت نصف وضعف کی ہے اسکو بعد ذی الکل کہتے ہین اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہے
اور اگر تفاوت اونکے درمیان اوس جزء سے ہے جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہے اگر وہ
جزء نصف اور مادون نصف کو جسے بعد ذی الکل کہتے ہین نسبت عددی سے نہ کھوے جیسے
نصف اور ثلث ہے اسے ابعاد وسطی کہتے ہین وہ انھین دو صورت مین منحصر ہے اور اگر تفاوت
ربع وسدس سے ہو تو جزء تفاوت نصف کو اور جو سبع وخمس سے ہو تو مادون نصف کو کھوویگا لیکن
ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کہتے ہین جیسے دو اور تین اور دوسری قسم کو بعد ذی
الاربعہ کہتے ہین جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اوس جزء سے ہو جو نصف اور مادون نصف
کو کھوندے اوسکا نام ابعاد صغار ہے اور وہ زائد بالربع ہوتا ہے اور یہ قسمین تمام دو عددون

لے درمیان تداخل کے ساتھ یا اوس خبر کے تفاوت کے ساتھ متحقق ہین جو بالقوت عدد دائم
کے برابر ہوسکے ان مقمون تک کہ تفاوت محسوس ہوسکتا ہے لیکن خلق انسانی سے انکا ادا ہونا
اگر ممکن ہو تو ملائم ومعتبر ہین اور جو تفاوت اس مرتبہ سے ہو کہ کچھ معلوم نہین ہوتا یا بہت
کم محسوس ہو خلق انسانی سے اخراج اونکا محال ہو تو موسیقی والیکی نظر مین انکا کچھ اعتبار نہین
کیونکہ جس صورت مین کچھ معلوم نہ ہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہی تو اس صورت مین علم تالیف
سے جو لذت معتبر مطلوب ہی حاصل نہوگی لیکن وجہ اخیر کی صورت مین اگرچہ اخراج اونکا دوسرے
آلات سے ممکن ہے لیکن جب کہ وے طبیعت انسانی کے طریقے کے جو نسبتین اصوات حلقی
کی ہین برخلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت اسکی طرف نہ ہوگی اور لذت معتدبہ
اوس سے نہ پائی جائیگی حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کے لیے موضوع ہے پس جو نغمہ کہ برعکس اسکے
ہی وہ مدنظر اس فن کا نہ ہوگا یہان سے معلوم ہوا کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز خلق انسانی
کے ہے وہ معتبر نہین اور نہایت نسبت اصوات حلقی کی بسبب استقرار کے بڑے بعدون مین وہ ہے
کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسے کہ ایک اور چارا اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک اُنڈیسیمو
جزون مین سے کسی جزء سے یعنے ایک چھتیسوین کا ہو دوسرا سینیتس کا اوسکا اوپر جو مرتبے ہین سو معتبر
نہین اما بیان اوسکا کہ ایک نسبت دوسری کیطرف کس طرح سے رجوع کرے یہ ہے کہ باوجود اسکے
جو نسبت ضعیفی کہ اوسے نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتونکی اصل اور سب سے اشرف ہی اور وہ اپنی
نہایت شرافت سے اور بسبب قریب ہونے کے وحدت کیطرف ہر ایک جانا اوسکے دوسرے
قائم مقام اس وضع سے ہوتی ہے کہ ملائمت جون تون باقی رہتی ہے یعنی اگر ایک نغمہ دونا
ہوا اور دوسرا آدھا پھر اوس آدھے کو اگر اوس دونے کی جگہ مین رکھین یا برعکس اسکے کرین
تو سر کا رشتہ نہ ٹوٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ آٹھ کا ہو جو دونا ہے
چار کا اگر اس چار کے مقام مین آٹھ کو رکھین اور تین کے نغمہ کے ساتھ گانے لگین تو اس آٹھ
اور تین سے ایک بعد ملائم پیدا ہوگا باوجود اسکے کہ اوسکے درمیان اتفاق اچھا نہین ہی لیکن
ملائمت اونکی اسلیے ہے کہ چار جو نصف آٹھ کا ہے تین کے ساتھ ملائمت رکھتا ہے اور تین کی
طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور تین نصف ہے چھ کا اوسکے اور آٹھ کے درمیان

ملائمت ہے تو بھی مقصد پورا ہوگا اور بہر صورت باجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہوگا اور جو پانچ کو تین کے ساتھ استعمال کرین ملائم ہوا اور ابعاد صغار کیطرف رجوع کرے اس لیے کہ پانچ اور چھ کے بیچ ایک نسبت ملایم ہے چھوٹے بعدون سے اور تین قائم مقام چھہ کا ہے یا کہون کہ درمیان اڑھائی اور تین کے نسبت چھوٹے بعدون کی ہے اور اون صورتون کو تمام متفق باتفاق تالی کہتے ہین اس مقام مین صاحب بصیرت کو معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف او بعد ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ کیطرف رجوع کرسکتے ہین کیونکہ اگر پہلی صورت مین دو کو قائم مقام چار کے خیال کرین تو بعد ذی الاربعہ کیطرف رجوع کرے اور جو تین کو چھہ کی جگہ مین لصور کرین تو بعد کثیر الاضعاف کی طرف رجوع کرے اور دوسری صورت مین اگر تین کو قائم مقام چھہ کے فرض کرین تو بعد ذی الخمسہ کیطرف راجع ہوا اور بعد ذی الکل کی شرافت واصالت مین سے جو زیادت اوسکی مثل بالفعل سے ہے یہ ہے کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ عددی اور واسطۂ تالیفی دونون سے منقسم ہوتا ہے لیکن مراد واسطہ عددی سے وہ عدد ہے کہ دو عددون بیچ متوسط اس طور سے ہو کہ نسبت اوسکے باعتبار قرب کے دونون کی طرف برابر رہے جیسے چار متوسط ہے درمیان چھہ اور دو کے اور عبارت واسطۂ تالیفی سے ایک عدد ہے جسکی زیادت کی نسبت جو اوس سے اقل کے اوپر ہے اور کسی عدد زائد کی زیادت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہے جیسے چار دو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اونکے درمیان واسطۂ تالیفی ہے سو تین اور چھہ کے بیچ ہے کیونکہ زیادت چار کی تین کے اوپر جو واسطۂ تالیفی ہے درمیان تین اور چھہ کے ایک ہی ہے اور چھہ کی زیادت چار اور دو کے اوپر اور نسبت اون دونون کے بیچ ویسی ہے جیسی نسبت ہے درمیان تین اور چھہ کے پر بیان پہلی صورت کا اس طور سے ہے کہ چار کی نسبت دو کیطرف بعد ذی الکل ہے اور جب تین کو جو واسطۂ عددی ہے اونکے بیچ لاوین دو نسبتین پیدا ہون ایک درمیان دو اور تین کے یہ بعد ذی الخمسہ ہے دوسرے درمیان تین اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہے اور تقریر دوسری صورت کی یہ ہے کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہے اور چار کو جو نسبت تالیفی ہے اگر درمیان اونکے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت چار کی تین کیطرف یہ بعد ذی الاربعہ ہے دوسری

نسبت چار کی چھہ کیطرف وہ بعد ذی الخمسہ ہے اور اس تفضیل سے نسبت ضعفی بعد
ی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی اس تمہید کی رو سے معلوم ہوا
تمام ابعاد ملائم نسبت مساوات کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ بعد ذی الکل مین قدر تفاضل
ل بالفعل ہے اور دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل
ی جانب سے یا جنکے درمیان تفاوت ہے اونکی کسی طرف سے یا مماثلت بالذات یا بالواسطہ ہی
ے جیسے تفضیل اوسکی ہوئی پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہی جو ظل وحدت کا ہے اور قدیم
کیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اوسکی وجہون کے استنباط کرنے اور اوسکے وسیلہ
ے اور اچھے اچھے علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہے پر نسبت عددی اور نسبت
ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتون مین سے ہی نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی
ور نسبت ہندسی وہ ہی کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری
کیطرف اسے نسبت متصلہ کہتے ہین یا جیسے تیسری کی چوتھی کیطرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین
نسبت تالیفی وہ ہی کہ اوسط و اصغر کے درمیان جسقدر تفاوت ہی اوسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت
کیطرف ویسی ہو جیسے نسبت اصغر کی طرف ہی جیسے مذکور ہوا اور اون دونون کی استخراج کی قاعدہ اور
تماطبقی کی کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتی ہین اور اکثر دقیقے علوم کے
اور حکمت کے بہت سے اسرار نسبت کے احکام پر مبنی ہین فیثاغورس سے منقول ہی کہ قواعد
موسیقی کو آسمانونکی اوازون سے نکالا اور اوسنے یہ کہا ہے کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانونکی آواز
سے نہین اگرچہ اس بات کو حکیمونکے بعضے فاضلون نے ظاہر کے اوپر قیاس کیا اور کہا ہی کہ آوازکا
سبب ہوا کے زور شور سے چلنے پر موقوف نہین لیکن شاید اوسنے بطریق کنایہ کے اس نسبت شریف
کیطرف اشارہ ہو جو حرکات فلکی کے درمیان ہی زمانہ کی جلدروی یا آہستگی کے مطابق جو اوسکے
تابع مین واقع ہی کیونکہ یقین ہے کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہے عالم کون و فساد
کے انتظام کا پس تعجب نہین کہ اوس نسبت یا اوسکے قریب کو اگر نغمون اور آوازون مین تقلید
کریگی نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی سو جانتا ہے کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے
اس لیے ہی کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزا سے عناصر مین حاصل ہوئی ہے اور اسی واسطے

جب وہ چھوٹ جاتی ہین وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہے پس حقیقت کے روسے روح عاشق
ہے اوسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہے کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جاے موجب
دلچسپی اور رغبت قلبی کا ہو جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہے تناسب اعضا سے اور بلاغت اور
فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہی اجزاے کلام کے بیچ اس وضع سے کہ موافق
مدعا کے طریقہ گفتگو کا محفوظ رہے اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کے ہے جیسے بیان ہو
اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک معنی ہی اگر اجزاے عنصری مین جو آپس مین ملی ہوئی ہین پائی جاے
تو اعتدال مزاج ہے اگر نغمون کے درمیان ہو اوسکا نام خوش الحانی اور جو چال وچلن مین حاصل
ہو ناز و کرشمہ اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت اور جو اعضا کے درمیان ہو
تو خوبصورتی اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو عدالت ہی نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق
و طالب اوسی معنی کا ہے جسکو رنگ مین دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھ نمود ہو ہیئت ہی محبوب
چاہ حسن کی وہ جس مکان مین ہو ؛ حیوان مین نمود ہو یا انس و جان مین ہو + جسے سے پاتا
ہے جو ہوا اپنی سیج بنا ؛ پہچان لو گا تیرے تین جس نشان مین ہو تبصرہ تتمیم اس لیے کی
سابق بحثون کے درمیان معلوم ہوئی کہ مدار عدالت کا رعایت کرنی اوس مناسبت کی ہی جو وحدت
کیطرف رجوع کرتی ہی پس جبکہ اعتبار عدالت کا اون کامون پر موقوف ہوا جو عالم معاش کے
بندوبست کے وسیلے ہین تو اوس اعتبار کی تین قسمین ہوئین اسلیے کہ دو کام تین نوع کے ہین ایک
وہ ہی جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے دوسرے وہ جو معاملے اور داد و ستد مین ہے
تیسرے سیاست و تادیب سے علاقہ رکھتی ہے لیکن اون تینون صورتون مین تناسب
درکار ہے پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت اوس شخص کی اوس مال اور اس بخشش
کے ساتھ مانند نسبت اوس آدمی کے ہے جو مرتبے یا ایسے مال یا ایسی بخشش مین جو نظیر
اوس بخشش کی ہے اوس مال سے برابر اوسکی ہو پس یہ بخشش حق اوسکا ہے اگر کچھ
زیادتی نقصان اوس مین ہو تو تدارک اوسکا واجب بہ نسبت منفصلہ سے تشبیہ رکھتی ہی
اور دوسری قسم مین کبھی نسبت منفصلہ کو استعمال کرنے اور کبھی نسبت منفصلہ کو پہلے
جیسے کہے تو کہ نسبت اس بزاز کی اوس کپڑے کی سی ہے جیسے اس بڑھی کی اوس

چوکی سے ہے تو معاوضہ مین کچھ ظلم نہین اور دوسرے جیسے کہے تو کہ نسبت اس کپڑے کی
اس سونے کے ساتھ کیسی ہے جیسے نسبت اس سونے کی اس چوکی سے ہے پس اگر کپڑے کو
چوکی سے معاوضہ کرین تو حیف نہین یہ مثال اخلاق ناصری مین اسی طرح سے مذکور ہے لیکن
اوس مین خلل ظاہر ہے ہان اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت کرسی کی سونے سے
ہو تو معاوضہ مین حیف نہین ہوتا ہے لیکن یہ نسبت متصلہ نہین ہے جیسے سابق اوسکی تعریف
سے معلوم ہوا پر تیسری قسم مین جو نسبت معتبر ہے وہ نسبت ہندسے کے مشابہ ہے جیسا کہے
تو کہ نسبت اوس شخص کی اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور ایک شخص کے ہے اسکے مرتبے
سے پس اگر اس شخص سے پہلے پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اوسکا ہو تو اوسی نسبت سے اوسکا بدلا
کرنا واجب ہے تا عدالت پر قرار رہے غرض مرجع اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اوس سے امور
ناملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے وسط کے حاصل نہین ہوتا ہر گاہ کہ سابق تقریرون سے ظاہر
ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل ہے پس شریعت الہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی
ہے رجوع کیا چاہیے تا وحدت حق کا جوہر اوس سے پیدا کرے اور جبکہ انسان کی طبیعت مقتضی
اسکی ہے کہ شہر و آبادی مین رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور زندگانی اسکی
بغیر شراکت و اعانت کے ممکن نہین اور شراکت مین بھی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہے
مثلاً نان بائی کسان کے لیے روٹی پکاتا اور کسان اوسکے واسطے کھیتی کرتا ہے اور درزی
جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور جولاہا اوسکے لیے کپڑا بنتا ہے اور اسی طرح کے بہت سے کام
ہین لیکن اس عالم احتیاج کے جدے جدے کام کے درمیان ایک ہی چیز ایسی ہے جو دونون جانب
کی تھامنے والی نہین ہو سکتی پس اسی واسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لائے کیونکہ اوس
سے تکفل اوسکا ہو سکتا اور نام اوسکا عادل متوسط ہے لیکن جب کہ وہ بے زبان ہے اسلیے
پھر ایک عادل گویا کی طرف احتیاج ہوئی اور وہ بادشاہ عادل ہے پس حضرت حق تعالے
نے بنی نوع انسان مین سے ایک بادشاہ کو مقرر کیا اور سپر شمشیر سے اوسکی تائید کی کہ اگر
کوئی پیسے کی عدالت سے منکر ہوا اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور سیدھی راہ سے پھر جائے
تو شمشیر قاطع سے اوسکا سر براہ کرے پس احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہے

ایک شرع مقدس الٰہی دوسرے بادشاہ عادل تیسرے پیسا چنانچہ حکیمون نے کہا ہے
پہلا ناموس شریعت الٰہی ہے دوسرا ناموس بادشاہ جو تابع اوسکے ہے کیونکہ دین اور بادشاہی
دونون توامان ہین تیسرا ناموس پیسا ہے اور ناموس اونکی زبان مین سیاست کو کہتے ہین
پر ناموس اکبر جو شرع ہی چاہیے کہ سب اوسکی تبعیت کرین اور دوسرا ناموس جو بادشاہ
ہی وہ رعایا کی آسایش مین رہے اور تیسرا ناموس جو پیسہ ہے لازم ہے کہ بادشاہ کے
اختیار مین ہو چنانچہ نص قرآنی مین بھی اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے یعنے اوسکے یہ ہین اور
ہمنے اونکے ساتھ کتاب اور میزان کو اس لیے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قایم رہے اور
اوتارا ہمنے لوہے کو اوس مین سخت ڈر اور آدمیون کے لیے منفعت ہی کیونکہ کتاب سے اشارہ
شریعت کی طرف ہی اور میزان سے کنایہ اوسکا ہی جو ہر ایک شے کے اندازے کی ترازو اور اون
چیزونکی نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہی سبب ہو پیسا اونمین داخل ہی اور لوہے سے
اشارہ ہی اوس تلوار کیطرف جو بادشاہ جنگجو اور سیاست خو کے قبضۂ اقتدار مین ہو پس اون باتون
کے مقابل تین شخص ظالم ٹھہرے پہلا بڑا ظالم وہ ہی جو شریعت الٰہی کی اطاعت نکرے وہ بدکار اور
کافر کہلاتا ہی دوسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہی جو بادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھیرے اوسے
باغی کہتے ہین تیسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہی جو عدالت کی راہ پر کہ پیسے کے سبب بنتی ہی نہ چلے اور اپنے حق
سے زیادہ طلب کرے ہی اوسکا نام چور اور خیانت کرنیوالا ہی لیکن فساد اون دونون گناہ تیسرے سے بہت ہی بڑا ہی
کیونکہ جو کوئی شریعت الٰہی کی امر و نہی کے دایرے سے نکلے ہر آئینہ اون دونون ناموسون سے کسیکی اطاعت نکریگا
اور اوس سے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ بادشاہ وقت کے حکم سے سر پیچی کرے اور اس آیۂ
کریمہ کے مضمون پر جسکے معنی یہ ہین کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو اوسکے رسول اور
اون لوگونکی جو تم مین سے صاحب حکم ہین عمل نکرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقہ فرمان سے باہر ہو
اور ہر طرح کی بدعت اوس سے متصور ہے اس صورت مین سب کو لازم ہی کہ بقدر امکان
اوسکے دفع کرنے کے لیے سعی کرین **حکایت** نامور بادشاہون کے اخبار لکھنے والون
نے تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہے کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کے بادشاہون
مین سے اور تھا اور اوس وقت کی بادشاہت کا سررشتہ اوسکے قبضۂ اقتدار مین تھا یکدن

اوسکی اطاعت کی عماری اوٹھاتا اور لایق ایام اوسکے امر و نہی کا تازیانہ سہتا رمضان کی اوسویں تاریخ کو قصبۂ نیشاپور مین اوسنے فتح کے جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و مصفا کیا شام کے وقت جون ہی شاہ خورشید ملک مغرب کیطرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور ونکے شور و غوغا کے سبب غیب کے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دار ونکی آنکھین یعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار مین دن کے مثال سفید ہو گئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید جو یوسف کنعانی کی ابرو کے برابر ہی پیشانی فلک پر نمودار ہوا سلیے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لبان ہوس کا آتش اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے نہایت گھبراہٹ سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کے اوپر چڑھا اور غلبۂ خیال سے ہر ایک ٹکڑا مینھ کا اونکی آنکھون مین ہلال کے مانند نظر آیا بیت یان تک سما گیا تو دل بیقرار مین ؛ تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اس چشم زار مین ؛ القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لایح سے شرع کے مقدمون اور دین کی شرطون سے آنکھ چھپا کر بادشاہ کے حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسپر لائے کہ ارشاد ہو شہر مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہے اس عصر مین امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی جو بڑے مجتہدون مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے اوستاد ہین مسند نشین فتوا و اجتہاد کے تھے جب اس ماجرے سے واقف ہوے فی الفور اعلام کیا کہ ابو المعالی کہتا ہے کہ کل رمضان ہے جو کہ میرے فتوے پر عمل کرے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے جب بادشاہ کے حواشیون کو اوسکی خبر ہوئی اس بات کو بڑی طرح سے اظہار کیا اور عرض کی کہ ابو المعالی نے خلاف حکم سلطانی کے کیا ہر گاہ عوام خلائق اس دیار کے اوسکے معتقد ہین اوسی کے فتوے پر عمل کرینگے یہ حرکت دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی شان کے مطابق نہین بادشاہ اس بات سے بہت غصہ ہوا لیکن ازبسکہ نیکذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق امام الحرمین کے رتبے سے بھی واقف تھا ارکان دولت سے کہنے لگا کہ تم جاو امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھ میرے آگے لاؤ ہر چند وے کہنے لگے کہ اوسنے حضرت کا حکم نہ مانا پھر اوسکو حرمت سے کیون بلائیے ارشاد ہوا کہ جب تک اوسکی بات نہ سنون مین ایک خبر کے سننے ہی

ایسے بزرگ کو بیحرمت نہین کرسکتا ہون الغرض جب امام الحرمین کے پاس فرمان پہونچا جو
کپڑے کہ گھر مین پہنے ہوے تھے اوسی کپڑے سے بارگاہ سلطانی مین آئے چوبداروں نے حضور مین
عرض کی کہ امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا نہ کیا گھر مین جس لباس سے تھا اوسی لباس کے ساتھہ بارگاہ
معلی مین حاضر ہوا اور محفل شاہی کا کچھہ ملاحظہ نہین کرتا ہی بادشاہ یہ سنکر نہایت غصے ہوا اور دیوانخانے
کے داروغہ کو بھیجا کہ کس لیے اس حالت سے آتا ہے کیا نہین جانتا کہ بادشاہونکی مجلس مین اس طور
سے جانا بے ادبی ہی تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنی باتکا جواب آپہی
سنے اسلئے کہ اورونکو مقدور نہین جو تقریر اوسکی بخوبی حضور مین عرض کرین غرض جب حضور
تک پہونچا کہنے لگا اے بادشاہ مین اسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہی تو جس لباس سے
خدائے تعالے کی بندگی مین حاضر ہوسکے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہی لیکن جب کہ
عادت اس طرح کی ہے کہ ایسے کپڑون سے شاہون کے حضور نہین جاتی دل مین گذرا کہ پاس ادب کا
کرون اچھے کپڑے اور موزے پہنکر حاضر ہون پر جسوقت حکم عالی پہونچا اسی لباس سے مین بیٹھا ہوا تھا
ڈر گیا جب تک کپڑے بدلون اور کچھہ دیر ہو تو بسبب اسکے فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کی باغیون
کے دفتر مین لکھین بلکہ اوسی پاجامے سے جو مین پہنے ہوے بیٹھا تھا اگر نہ آتا تو بادشاہ کے حکم بجا
لانیکے لیے جلدی کے ثواب سے محروم ہوتا بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبہ سے تو واجب
جانتا ہی تو میرے حکم کے برخلاف کسواسطے منادی پھروانا ہی جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ
رکھتی ہی اوسکا ماننا مجھے قبول کرنا واجب ہے جسکا تعلق فتوے سے ہی لازم ہی کہ مجھہ سے پوچھین کیونکہ احکام شرعی
اور رسوم دینی مین حکم علما ہی کا ہی روزہ رکھنا عید کرنا فتوے سے علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان کے حکم سے
جب یہ بات ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے کی آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع
نوازش و بخشش کے ساتھہ رخصت کیا الحمد للہ کہ اس زمان فرخندہ آوان مین جو شاہزادہ عالمیان کی
صبح ظہور کا نور حضرت صاحبقران کی یمن دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالے
اونکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم اونکی عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان
افلاک اونکی مرحمت اور مہربانی سے معطر ہے گروہ خلائق کی مصلحتونکا مدار اور احکام شریعت غرا کی
اصل ہے جب تک ہلال سلطانی خورشید کے ساتھہ ترتیب مدارج کمال کو پہونچے حق سبحانہ تعالے حضرت

سلطان سلیمان مکان آصف نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحبقران سکندر زمان مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین پہونچاکر زوال کے چشم زخم سے محفوظ اور آسمان ہیبت و اجلال کے اول دونون نیرون کے سعادت و اقبال کے ستارون کو مغرب بال کی علامت سے مامور رکھے بیت آلہی تو میری دعا کر قبول ۔ بحق پیمبر و آل رسول ۔ تنویر حکیم ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ عدالت فضیلت کے جزکے برابر ہے بلکہ وہ تمام فضیلت ہے اور ظلم جو مقابل اوسکے ہے رذیلت کے جزکے مقابل ہے بلکہ وہ سرتاپا رذیلت ہے لیکن عدالت پہلے شخص اور اوسکے خصایل سے علاقہ رکھتی ہے جیسے اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے پھر اوسکے شرکیون کے ساتھ اہلخانہ یا شہر کے رہنے والون مین سے ہون اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا ہے کہ ہر ایک تم سے اپنے عضاے جسمانی اور قوای نفسانی کا نگہبان ہے وہ قیامت مین پوچھا جائیگا اونکے احوال سے اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے اوپر حق سبحانہ تعالے کے نور کی مثال ہین صحابیون نے پوچھا وے کون آدمی ہین فرمایا وے جو پہلے اپنے حق مین اور اپنی اولاد کے حق مین عدالت کرین پھر اونکے حق مین جو اونکے ملک مین اور اونکے تابع فرمان رہین حکیمون نے بطور تمثیل کے کہا ہے جو چراغ کہ اپنے پاس ہے اگر اوسے روشن نہین کھ سکتا ہے پس جو کہ اوس سے تفاوت ہے بطریق اولی اوسکو روشن نہین رکھ سکیگا یعنی جو کوئی اپنی اور اپنے خصایل اور اعضا کی عدالت سے عاجز رہے پھر اوسے اہل خانہ اور شہریون کی عدالت متصور نہین ہے چاہیے کہ پہلے اپنے تن بدن کی عدالت سے خبردار ہو اور افراط تفریط کی مضرت سے احتراز کرے بعد اوسکے گھر کے لوگون یا شہر کے رہنے والون سے وہی طریق مسلوک رکھے اور نایب خدا تعالے کا کہلاے حکیمون نے کہا ہے کہ جب خلق اللہ کے بندوبست کی ڈوری ایسے بزرگ کے قبضہ اقتدار مین رہے تو زمانے کے انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہو اور اوسکی مبارک ڈور کی تاثیر سے کنبے اور نسل مین برکت پیدا ہو روایت ہے کہ کسی کے خزانے مین ایک تھیلا پایا اوسمین گیہون کے دانے بڑے بڑے جو ہارے کی مثال تھے اوس تھیلے پر لکھا تھا کہ جس زمانے مین بادشاہونکی عدالت نہایت کامل تھی برکت اس بیج مین تھی درست ہے کہ اس زمان فاضح برہان مین حضرت خاقان صاحب زمان کی عطوفت و رحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت و خاطر جمعی اہل بلاد اور کفا

عباد کو پہونچی اور ملکون کا میدان جو ظالمون کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہوگیا تھا آبادی پر آیا
نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہے **بیت** خدایا تو ملک اس سے آباد رکھہ ؎
دل خلق کو خرم و شاد رکھہ **ساتوان لمعہ** عدالت کی قسمون مین ارسطاطالیس نے تقسیم اسکی
تین قسمون سے کی ہے ایک وہ ہے کہ اسپر اقدام کرنا اسلیے ہے کہ حقتعالی کی بندگی کا حق ادا کیا جاے
کیونکہ اسکی مہربانی نے بے سابقہ استحقاق کے خلعت وجود کے تئین ہر ایک موجود کو انعام فرمایا
اور اپنے خزانہ احسان مین سے اس عالم امکان کی ہر ایک شی کو بیشمار نعمتون سے نوازش کیا پس اقتضا
عدالت کا یہ ہے کہ ہر ایک متنفس اپنے اوپر اس حق کے درمیان جو لازم ہے ادسکے بجالانیمین طریق مستحسن کو
نگاہ رکھے اور اوسکی بندگی کے چلن مین کسی طرح سے قصور نکرے دوسری وہ جو متعلق ہے اپنی نوع کے
شرکا سے مثلاً بادشاہونکی تعظیم علما اور آیمہ دین کی تکریم کرنی امانتون کو پھیر دینا معاملہ مین انصاف
کرنا تیسرے وہ ہے کہ جو گذرے اونکے حق سے ادا ہونا اس طرح پر کہ اونکے اموال مین سے اونکو قرضون کو
ادا کرے وصیتونکو بجالاے اور جو اوسکی امثال سے ہو جو شخص احکام شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اخلاق سے خبردار ہے سو جانتا ہے کہ حضرت نے بحکم اسکے کہ ہر قسم کی زبان اونکو عنایت کی ہے
اکثر مقام مین عبارت فصیح اور اشارہ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا اون مین سے ایک اشارہ
یہ ہے کہ فرمایا ہے تعظیم خدا کی حکم کی اور مہربانی خلق اللہ کے اوپر جاننا چاہیے کہ یہ عدالت کی تمام قسمون
پر مشتمل ہے کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اون چیزونمین ہے جو بندے اور اوسکے پروردگار کے
درمیان ہین فقرۂ اولی سے اشارہ اوسکی طرف ہے یا اون چیزونمین جو اوسکے اور دوسرے آدمیون
کے بیچ ہین اور اوسکی طرف فقرۂ ثانی سے کنایہ ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا جسکے معنے یہ
ہین کہ دین نیکی کرنی ہے لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا خدا اور اوسکے رسول کے واسطے
اور سب مومنون کے لیے عاقل دانا جانتا ہے کہ اتنی حکمت شریف کو ایسی مختصر عبارت مین اس
فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ سوا اس ادیب کامل کے جسنے مکتب سے اسکی کہ میرے پروردگار
نے میرے تئین ادب سکھایا پس آداب میرے اچھے ہوے ادب سیکھا ہے کون بیان کر سکتا ہے
اسی واسطے حکماے متاخرین جب شریعت محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوے اور اونھون نے
دیکھا کہ وہ تمام حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہے تو حکیمون کی سب باتون کی تفتیش اور اونکی

تمام کتابونکی تتبع کرنیکو فضول سمجھا بیت جو دیکھا باغبان کا قد و بالا : اوٹھایا سر و گلشن سے دل اپنا : عبادت الٰہی کی تحقیق مین کفتگو ہی لہٰذا حق سبحانہ و تعالیٰ نے قوۃ و اعضا مین سے ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیے خلق کیا ہے تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنیکے لیے جو غرض اصلی ہی سبب ہون یعنی خلافت الٰہی جو عبارت بادشاہت سے ہی اوسکے اسرار پر وقوف حاصل ہو چنانچہ مطلع کے درمیان اشارہ اسکی طرف ہوا ہی پس ان قوتون اور اون اعضا کو اونکی غرضون مین صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکر گزاری ہی اور سوا اونکے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم اور ناسپاسی ہے جبکہ اوسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہی حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کلام بلاغت انتظام کے درمیان اونکے اوصاف مین فرمایا کہ میرے بندو نمین سے شکر گزار تھوڑے ہین لیکن ہر ایک قوت و عضو کو کس کام مین مصروف رکھیے تفصیل اوسکی شریعت محمدی مین شرح وار ہوئی ہے اسی طرح سے آدمیونکے حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے پر عدالت کی وجہون مین سے بڑی وجہ عدالت بادشاہی ہی کیونکہ وہ عدالت کی سب صورتونکی جامع ہی اسلیے بغیر اسکے کسی شخص کو مقدر عدالت کا نہین ہو سکتا بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بندوبست خانہ داری کا بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتے ہین اور با وجود اتنی فکر ذکر اور محنت و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہی میسر کہان جیسا کہ اخبار مین آیا ہی کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو شریک ہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اونکے ساتھ برابر ہو اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن بادشاہ عادل خدا کے مقرب بندون مین سے ہوگا اور سلطان ظالم اوسکی رحمت کی بارگاہ سے دور پڑیگا حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہی کہ ایک گھڑی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اسلیے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکون کے درمیان ایکدم مین پھیل جانا اور مدت تلک اوسکا چرچا رہتا ہی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہی تو بادشاہ کی نیکخوئی کے لیے دعا کرتا کہ نفع اوسکا تمام خلائق کو پہونچے جبکہ عدالت کی اس نوع کی تفصیلین سیاست مدن سے مناسبت رکھتی ہین اس مقام مین اسی قدر اختصار پر اکتفا کیا اور اس بحث مین لوگون نے

۵۲۵۱.

اعتراض کی ہی کہ تفضل محمود ہی اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہی برابری سے
اور تفضل زیادہ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط
سے مذموم ہی پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو جواب لکھا اس طور سے دیا ہی کہ تفضل عدالت کے
باب مین احتیاط کی قسم سے ہی تا اوسکی نقصانی سے امین رہے اور ہر ایک ملکی کے توسط مین اختیار
کرنی ایک طور پر نہین چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہی اسراف اور بخل کے بیچ احتیاط اوسکی زیادت
کیطرف میل کرنیسے ہوتی ہی اور عفت مین جو وسط ہی درمیان بد کاری اور پارسائی کے نقصانی
کیجانب میل کرنیسے اور تفضل متحقق نہین مگر بعد رعایت کرنے شرایط عدالت کے اس طور پر کہ پہلے
حد استحقاق مین ہو بعد اوسکے احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اوس مین ضم کیجاوے اور اگر کسی
نے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اوسے متفضل نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہی پس تفضل
عدالت مامون اور متفضل عادل محتاط ہے شرافت اوسکی اس سبب ہی کہ یہ طریق عدالت کے باب مین
مبالغہ اور احتیاط ہے نہ اس سبب سے کہ خارج ہے یہ وہ جواب ہی جو قوم نے دیا ہے لیکن یقین ہے
کہ داناؤن نکو یاد کرنے سے اون باتون کے جو اس فن کے توسط معتبر ہین مذکور ہوئین اس سے
بہتر جواب حاصل ہو جانا چاہیے کہ تفضل کو عدالت مین کبھی اختیار کرتے ہین تا موجب نقصان
اپنے حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حکم کرے تو کسی جانب مین تفضل متصور نہ ہو حالانکہ
رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کے لازم ہے تنا ویر حکیمون سے ایک گروہ نے
کہا ہی کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیون کے بیچ مربوط رہتا تو سلسلہ عدالت کی طرف احتیاج
نہ ہوتی کیونکہ اہل معاملہ مین سے بسبب ربط و اتحاد کے ایک دوسرے کی رضا جوئی اختیار کرتا اور کوئی کسیکے
حق مین طمع نہ کرتا تحقیق اس بات کی یہ ہے کہ رابطہ اخلاص کا نہایت محکم ہے رابطہ عدالت سے کیونکہ محبت
ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہے اور عدالت ایک وحدت قسری اوس سے خارج ہی ساتھ
اوسکے بغیر محبت کے منتظم نہین ہوتی پس بادشاہ مطلق محبت ہے اور عدالت اوسکا نائب
سر اوس معنی کا یہ ہے محبت اس آیہ قدسی کے روسے جسکے معنے یہ ہین کہ مین ایک گوشہ
مخفی مین تھا پس چاہا مینے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مینے خلق کو ایجاد اشیا کا سبب ہے
پس دوام اور انتظام بھی اسی پر مبنی ہو سکتے ہین بیت بل بے اے عشق کہن سال

تو ہر دم تو ہے ؛ تیرے فرمان کے تابع ہین ہر اک پیر و جوان ؛ اگر خدا یتعالی چاہیگا تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین آویگی آٹھوان لمعہ فضیلتون کے حاصل کرنے مین حکمت کے بیچ مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتونکی جو کمالات کی طرف پہونچاتے ہین یا طبیعت ہی یا صناعت اول جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہان تک کہ کمال صنعی کو ملاوے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر مقدم ہے کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادہ انسانی کے مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہی بخلاف صناعت کے اس لیے کہ تعلق اوسکا ارادہ انسانی سے ہے پس طبیعت گویا صناعت کا استاد اور معلم ہے اور جیسے نسبت کمال طبعی کی مبادی علیہ کے ساتھہ ہے ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت سے ہے پر نسبت اوسکی صناعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اوسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب سے ہوسکتی ہے تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر الٰہی سے مترتب ہے صناعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت کو ہے وہ حاصل ہونا اون کمالات کا ہے جو ارادہ ہی اور مشیت سے علاقہ رکھتے ہین مثلاً جب انسان جانور کے بچے کو موافق گرمی مین جیسے جھاتی کی گرمی ہے سوا وے تو بہت سے بچے ایکبارگی پیدا ہون کہ برابر اوسکے جانور کے از خود جینے سے ایکبارگی پیدا ہونا مشکل ہے جب تمہید اس مقدمے کی ہوئی تو اب مین کہتا ہون کہ جب مہذب کرنا اون خلقون کا جنپر نظر اہل فن کی مقصور ہے امر صناعی ہے تو البتہ اس بات مین طبیعت کا اقتدا اس طور پر کیا چاہیے کہ جو تربیت وجود مین مقدم ہو اوسے تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے تو اوسے معلوم ہو کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا غذا کا ہے اسلیے کہ جو ہین وہ پیدا ہوتا ہے تو دودھ کیطرف متوجہ ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی سے ہے کیونکہ اوس خالق نے فرمایا ہے کہ منے ہر ایک شخص کو اوسکی پیدائش عطا کی پھر اوسے راہ بتائی اور جب قوت اوسکی زیادہ ہونے لگتی ہے تو اوسکے طلب کرنے مین چلانے اور رونے اور اوسکے مانندون سے توسل ڈھونڈھتا ہے پر اوایل مین بسبب اجمال کے امور مشاکلی کے درمیان جیسے ماں کی اور اوسکے غیر کی صورت ہے امتیاز نہین کرسکتا پھر جب اوسکی خواہش ظاہری اور باطنی

ہین جون جون قوت آتی جاتی ہے خیال اوسکا اون شکلون کے یاد رہنے پر جنمین وہ دیکھتا
ہے قادر ہونا اور مطالب کی صورتون کو جو جو اسکے وسیلے سے اوس دلمین گذرین اوسکی ذخیرہ
کرتا ہے جیسے خصوصیت مان کی اور اوسکے غیر کی ہے اور اس قوت کے کامل ہونے سے ایک
نوع کمال قوت غضبی کی پیدا ہوتی ہے تا اوسکے وسیلے سے دفع ضرر کا اور مزاحم و مانع کی صورت
مین مقصد پانیکے لیے نہایت مقاومت کرے پھر جو اسکے ٹالنے کو استقلال بنا دے تو شور و
فریاد اور اپنے غیر کی اعانت سے کمک ڈھونڈھے پھر جب یہ قوت پوری ہوتی ہے تب نفس ناطقی
کا ایک اثر خاص جسکا نام قوت حیا ہے اوسمین ظاہر ہوتا ہے اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہی درمیان
نیک و بد خوب صورت و بدصورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ آہستہ مراتب کمال کیطرف ترقی کرتی
ہے پھر جب قوت شہوی اور قوت غضبی شخص کے تئین اوس کمال کو جو اوسکے لائق ہی پہونچا چکی
ہی تب وہ مقصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہے مثلاً پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور بڑھنے
کے جب اوسکو ایک مرتبہ کمال کیطرف نزدیک کردے تو وہ چاہتا ہے کہ ایک اور شخص کو
پیدا کرے اس لیے کہ بسبب اوسکے نوع باقی رہے تب مادہ منی کا اس مین پیدا ہوتا اور جوا
نکاح کی اور جننے جنانے کی کرتا ہے اور دوسری قوت جب اسکی حافظے مین قرار اور مضبوط
ہوتے امور نا موافق کے دفع کرنیکے لیے اور مذہب و ملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسات
وغیرہ کے واسطے جنکے فائدے انواع کیطرف رجوع کرتے ہین سعی کرتا ہے لیکن تیسری قوت یعنی
قوت تمیز جب جزئیات کے درک کرنے سے مستحکم ہوتے کلیات کا تعقل اور انواع و اجناس کا تصور
کرنے لگتا ہے پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ عقل کا مصداق ہوتا ہی پھر ان کمالونکو ظاہر کرنے مین جو خاصہ
انسانی مین شروع کرتا ہے یہی وقت انسان بالفعل ہونیکا آغاز ہے پر اوسکے آگے اوسکو انسان
کہنا کیسا ہے جیسے کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبے کو بیچ ان کمالون مین جنکا تعلق طبیعت کی
تدبیر سے ہی منتہی ہوتا ہے اور یہ مرتبہ تدبیر صناعی کی ابتدا ہے یہانتک کہ اس کمال اصلی کو جو اقصی مراتب
انسانی کا ہی اور اوسکی بتصویر مطلع کے درمیان نیابت خدا یعنے بادشاہت کی سی ہی پہونچے پس طالب
کمال کو لازم ہی کہ اسی طریق سے تحصیل کمالات مین رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اسکے
سبب ملکہ عفت یعنے پارسائی حاصل ہو پھر قوت غضبی کو تا کہ شجاعت حاصل کرے تس پیچھے تکمیل

قوت تمیز کی کرے یہانتک کہ حکیم کہلا وے پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدایش مین قانون حکمت طریقے سے تربیت پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن اون قوتون کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے اور شکر اس نعمت عظمیٰ کا اوس حکیم مطلق کی درگاہ مین بجالاوے اور جو برعکس اسکے پرورش پائی ہو تو ناامید نہ ہونا چاہیے بلکہ آیندہ اوسکے تدارک مین ہمت مصروف رکھے جاننا چاہیے کہ بغیر اون لوگون کے جنکی خدا نے تائید کی ہے اور بحکم اس آیۂ قرآنی کے جسکے معنی یہ ہین کہ اللہ نے تجھے گمراہ پایا پس تیرے تئین ہدایت کی اوخین کمال خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے کسی اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہے کوئی شخص فضیلت کمال کے ساتھ مخلوق نہین ہے اور اوسکے حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہین اگرچہ بسبب استعداد کے کوئی آسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے یہانتک کہ کاتب یا تاجر ہووے ویسے طالب فضیلت کو اون کامون پر جو موجب اوسکی تحصیل کا ہے اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ اوسکو حاصل ہو یہ صناعت فن طبابت کے ساتھ مشابہت نام رکھتی ہے کیونکہ بمنظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاجی کا ہے جبتک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اوسکا بعد زوال کے اور اس فن کے طلب کرنیوالے کا قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرتی ہے پھر اوسے حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہ علم حقیقت کی رو سے خود طب روحانی ہے جیسے سابق مذکور ہوا یہین سے ہے کہ جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو لکھا تھا کہ یہ نام طبیب بدنی سے طبیب روحانی کو پہونچے پس جیسے علم طب کے دو جز ہین ایک احتیاط کرنی صحت کی دوسرا بیمار کو دور کرنا ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے دوسری جو دفع رذیلت کے لیے کام آوے پس طالب کو پہلے اون تینون قوتون مین نظر کرنا لازم ہے جسکا ذکر سابق مذکور ہوا اگر اون سبھون کا احوال اعتدال کے طور پر ہے تو اوسکی محافظت کی سعی کیا چاہیے اور جو اوس سے منحرف ہو تو اوسکے بدلنے مین کوشش کرے جب اونکی تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین بمقدور سعی بلیغ کرنا واجب جانے یہان تک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اوسمین مصروف رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہونچ جائے **نوان** لمعہ صحت نفسانی کی محافظت مین جب روح کے

تین کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اوسکی حفاظت کرنی اور اوس قوت خاصہ کو اپنے اختیار مین کرنا
اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت ملاقات رکھنی اور بُرے لوگونکی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہے
کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خوئین طبیعت جلد اثر کر جاتی ہین اسیواسطے حکیمون نے کہا ہے
کہ طبیعت گویا چور ہے یعنی اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لیتی ہی اور جیسے بدون کے
اختلاط سے اپنے تئین بچانا واجب ہے اوسی طرح سے اونکی باتون سے بھی خصوصًا اون کلمون
سے جنھین اونکے خیال اور وہم باطل تراشکر اونکو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسے ایک
مجلس مین بیٹھنا یا ویسی ایک بات کو سننا اس شیوے مین اتنی بدبان مزاج مین آجاتی ہین
کہ اونسے چھوٹنا سوا ایک مدت کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا اور اکثر ہی کہ یہ صحبت علما و
دانشمند کی بھی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہے اور علم فقہ مین جو مقرر ہوا ہے کہ اون شعرون کا
پڑھنا جو بُری باتون پر مشتمل اور اون مین طبیعت کی رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہے
سو اسی حکمت کیطرف رجوع کرتا ہے اور اسباب سرور کے جو کچھ شراب خوارون کے شعار ہین انکا
حرام ہونا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ عمل کرنا ان چیزون کا موجب ہی شہوت پرستی اور بدکاری کا
بھید اوسکا یہ ہی کہ پیدایش انسانی مین بسبب علاقہ بدنی کے روح کو قواے جسمانی کے ساتھ بھی
نسبت ہے اور شہوت و غضب کے اس مین داخل ہین پھر ہوا و حرص کی طرف رغبت کرنی
کیسی ہی جیسے نیچے اوترآنا کہ اوس مین کچھ تکلف نہین اور فضلت کا قصد کرنا کیسا ہی جیسا بلند
پر چڑھنا پر یہ بدون محنت شاقہ اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنے بغیر ترک کیے ہوا و حرص جسمانی
کے میسر کہان مصرع آسمان سروری یار و بہت ہی دور ہے ؛ یہین سے ہی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی حدیث مین آیا ہی کہ بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون سے اور دوزخ ہوا و
حرص اور خواہشون سے جاننا چاہیے کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا ایک انداز
موافق کے ساتھ بہتر ہے بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت دائمی کا سبب ہوتا ہے جیسے اور خلقون
کی دو طرف ہین ویسے اسکی بھی دو جانب ہین طرف افراط کو جھوٹھا اور مسخرا پن اور بے غیرتی کہتے
ہین اور جانب تفریط کو بیحرکی اور بگاڑا اور پشیانی پس نیے دو طرفین مانند اور طرفون کے مذموم
ہین اور مرتبہ وسکا محمود اوسکا نام کشادہ روئی خوشخوئی خوش طبعی اور ظرافت ہی اور اس حد

کی نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش طبع اور ظریف کہتے ہین حضرت رسالت پناہ صلی
اللہ علیہ وسلم اوس عظیم الشان ہونیکے ساتھ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے اور امیر المومنین
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود اوس رتبۂ ولایت کے ہنسی اُس رتبہ سے کرتے کہ وے
تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات
کی تب اون نے کہا یہ وہ شے ہی کہ اسنے تمکو سبکے پیچھے ڈالا سبب اسکا یہ ہی کہ حضرت کی خلقت
مین شق ولایت کا جو موجب جذبۂ باطنی اور غلبۂ وحدت ذاتی کا ہے بیشتر تھا اور خلافت واسطے
ظاہری اور علاقۂ کثرت فانی کے سوا نہین اونکے درمیان آسمان زمین کا فرق ہی اسیواسطے
چندان شق ثانی کی طرف میلان طبیعت کا نہ تھا بیت موسا آداب دانا اور ہین ؛ دل جلد اور
سینہ بریان اور ہین ؛ جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے تو اوسکی حفاظت مین سعی
کرے طریق اوسکا اس طور ہے کہ اپنے قوی کو خواہ وے نظری ہون یا عملی اچھے کامونمین مصروف
رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے ساتھ سست
ہوجاتی ہے یہان تک کہ محل زوال مین پہونچتی ہے اور یہ طریق ریاضت بدنی کے برابر
ہی کیونکہ طبیب کو لازم ہے کہ صحت بدنی کی حفاظت کے لیے مراتب سعی مین سے کسی مرتبہ
کو فروگذاشت نکرے یہان کہ بدن صحیح اور تندرست ہو کہ ہر طرح کی بیماریون سے
بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیے مشقت کی رو سے زیادہ ہے
ریاضت بدنی سے کیونکہ اس ریاضت کے واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین
بخلاف ریاضت نفسانی کے اس لیے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت سے معطل
رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہے اعراض کرے تو بے شبہہ حماقت
و نادانی سے موصوف ہوتا ہے اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذاے روحانی
اور رزق آسمانی ہے محروم رہتا باطن مین کمال انسانی کے مرتبے سے گر جاتا اور ظاہر
مین حیوان بے زبان کی مثال دکھائی دیتا پھر جب غفلت کی نیند سے چونک اوٹھے
خواہ اوس عالم مین یا اس جہان مین سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ اسکے ہاتھ نہ لگے
چنانچہ حق سبحانہ و تعالے نے فرمایا ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ اگر تو دیکھے گناہگارون کو

جس حال مین کہ وے اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیے اور کہین یا پروردگار ہمارے جینے دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنے والے ہین ہر چند کہ علم و فضل سے زمانے کا یکتا ہوا اور اوسکے عصر مین کوئی اسکا ہمسر نہ ہو چاہیے کہ عجب پندار کے سبب مراتب کمال سے گر نہ پڑے اور اسپر تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے کیونکہ اس عالم تردد مین ایک سے ایک عالم متبحر اور دانا ہے عصر ہے اور اپنے کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر اور سستی اور ناتوانی کا بہانہ نکرے افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کب تک مستحسن ہے بولا جب تک کہ عیب جہالت کا رہے اور لازم ہے کہ جو کچھ اوسنے حاصل کیا ہے اوسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے مین کاہلی نہ کرے کیونکہ فراموشی علم و ہنر کے حق مین بڑی آفت ہے صحت روحانی کی احتیاط کرنیوالیکو چاہیے کہ اپنے دل مین سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے مین جو محال و مال اور مقام اشتغال مین ہے اوسکے پیدا کرنیکے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اوٹھاتے ہین پس دولت حقیقی اور فضیلت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اوسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب جانے اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی پھر جب وہ مر گیا تو اوسکے ورثے جو اکثر اوسمین سے اوسکے دشمن بھی تھے لے لیتے ہین بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق دونون جہان مین ہے اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تیرے عین چاہے اور ترک کر اون چیزونکو جو آدمیونکے پاس ہین تو وے لوگ تجھکو پیار کرین اور دوسری حدیث مین ہے تو دنیا کے بیچ غریبانہ مسافر ہو کے رہا کر اپنے تئین قبر کے رہنے والون مین سے گن ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جو کوئی دن کاٹنے پر قادر ہو چاہیے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اسلیے کہ اوسکی نہایت نہین اور اوسکے ڈھونڈھنے والے کے بہت سی آفتین پہونچتی ہین اور کہا ہے کہ انسان کو دنیاوی سے غرض دفع احتیاج کے سوا نہین جیسے بھوک اور پیاس اور آفت بدنی سے بچنا نہ اوسکی لذت مقصود ہے بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہے جو میانہ روی کی چال سے ہاتھ آتی ہے پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہے لذت اور صحت دونون کا اور اوسکی خواہش مین منشا ہے دونون کے گم کرنے کا سلیمان

ابن داود علی نبینا وعلیہما الصلوۃ کے صحیفے مین لکھا ہے کہ دنیا کے درمیان طلب زیادتی کی نکرو اس لیے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہے اور اوسکو سوا اسکے کچھ اور فائدہ نہین جو کہے کہ یہ چیز میری ہے اور جسکے گھر مین اوقات بسری کا خرچ نہ ہو تو مقدار حاجت سے تجاوز نکرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے اور چاہیے کہ کسی وجہ سے شہوت وغضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے اور تحریک اوسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نہ رکھے بلکہ عقل مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئین اون آدمیون کے برابر نکرے جو اپنے دل مین اوس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً اونکو پہونچی ہے پھر اوسکے سبب اوسی طور سے ایک لذت ایسی اور اوٹھائے جو وہ سبب دوسری اور شہوت یا غضب کا ہو پھر اسی وضع سے اپنے تئین ایسے وبال سے گرفتار رکھین کہ اس سے چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اوس شخص کے حال سے شبیہ ہے جو اپنی چال سے بلا مین مقید ہو جائے پھر اوس سے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہوا اور ظاہر ہے کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اوسکے وقت مین عقل کی مصلحت سے انتظام باقی اور حد اعتدال سے تجاوز نہوتا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہونچے اور لازم ہے کہ کسنے بولنے کام کرنے بیٹھنے اوٹھنے چال چلن مین پہلے سوچ لے تا عادت انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہے ارادہ عقل کا اوسے سرزد نہو احیاناً اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام جو اوسکے قصد کے برعکس ہے اوس سے ہوگیا تو اپنے تئین ندامت مین اس وضع سے ڈالے جو اوسکی عبرت کا موجب ہو جیسے اونے ایسے کھانے پینے کی جرأت کی جس سے پرہیز کرنا عقل کی رو سے واجب ہے تو اوسکی سزا اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اوسکی خواہش نہ کرے بلکہ روزہ رکھے اور اپنے تئین اس قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اس سے بیجا غصہ سرزد ہو تو علی الرغم اوسکے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بسبب صدور امر ناملائم کے اوس سے جھگڑا ہو رہے اور غصے کو بجا یا کرے یا کچھ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی جو اوسپر شاق گذرے کرے تا بار دیگر ارتکاب ایسی حرکت کا نکرے حکیمون کی تواریخ

منقول ہی کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاہل کے لیے حکم کیا اس لیے کہ اوس سے کوئی نسل یادگار رہے
اوس سے لوگ فائدے حکمت کے اٹھاوین تب اوسنے ایک ایسی کلہ دراز عورت کو اختیار
کیا کہ ہر کہ ومہ کے پاس وہ زبان درازی مین علامۂ عصر اور مشہور تھی اس لیے کہ اسکی صحبت سے
قوت غضبی کو مقہور کرے اور اقلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلاکر بیہودہ دیتا تا اسکو
برملا زجر و ملامت کرین اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی دریافت کرے چاہیے کہ نیک کامون
کی مشقت سے جو اوسکی معہود سے زاید ہین اپنی تادیب کرے غرض اون کامون کی مشق مین
خو کرے کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہو یہان تک کہ اوپر قادر اوسنے خوگر ہو جاوے
اور برے کامون کو اگر وے چھوٹے بھی ہون تو اونکو چھوٹا نہ جانے اور اوسے احتراز
کرے تا موجب سستی کا نہوہین سے ہے کہ شرع کے بعضے اماموں نے تصریح کی ہے کہ جب
گناہ کو صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہے اس معنی کو پیغمبر علیہ السلام
کی حدیث سے بھی نقل کیا ہے اور صغائر آہستہ آہستہ باعث کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ
صغیرہ کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا ہے باعتبار اوس اخلاق
کے جو علما کے بیچ ہے اور لازم ہے کہ اپنی پہچان کی سعی کرنے مین مقدور بھر کوتاہی نکرے اور
اس وجہ کی روسے جو جالینوس نے کہی ہے کہ ہر کوئی اپنے تئین چاہتا ہے اور بحکم اوس قول کے
جسکے معنی یہ ہین کہ دوستی ہر ایک شے کی تجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہے نہ اپنے عیب سے واقف
ہو سکتا نہ پرائے عیب سے پس مناسب یہ ہے کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کرے اور بعد اسکے کہ جب رابطہ
دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخاست کا مضبوط ہو تب اوسکو اپنے عیبون کی اطلاع کر دینے
کی تکلیف دے اور اس بات مین بہت سا مبالغہ اور الحاح کرے ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھ مین
کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہو بلکہ پوچھنے مین اور بھی اصرار کرے پھر اگر اوسنے کسی عیب
سے مطلع کر دیا تو لازم ہے کہ بیزار نہو بلکہ خوش ہو امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے
فرمانے مطابق جسکا مضمون یہ ہے کہ جسنے میرے عیبون سے مجکو واقف کر دیا خدا اوسپر رحمت
بھیجے اوسے اپنے حق مین احسان سمجھے اور شکر اوسکا اپنے اوپر واجب جانے اور اونکے
چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اوسکا مقصد نہ آوے تو دشمنون سے التماس کرنا

واجب ہی کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اوسکے افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہے پس اس طریقے سے پہلے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہے پھر ایسا کرے جو کسی طور سے اس مین خلل راہ نہ پاوے یہی معنی ہین اوسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین لکھا ہے کہ نیکون کو دشمنون سے نفع ہوتا ہے اور حضرت عیسے علیہ السلام سے منقول ہی کہ مین نے بے ادبون سے ادب سیکھا اور بعضے حکیمون نے کہا ہے کہ فضیلت کے طلب کرنیوالے کو چاہیے کہ اپنے آشناؤن کے احوال کو آئینے کے مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خوخواہ کی صورت اوس مین دیکھے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے کیونکہ نفس انسانی جس طرح غیر کی برائیون پر جلد واقف ہوتا ہے اس طرح اپنی بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا **دسوان** لمعہ امراض نفسانی کے معالجہ کرنے مین جیسے طب جسمانی سے مقرر ہے کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار کرنے سے ہو سکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو اوسکی ضد ہے مندفع ہوتی ہے طب نفسانی مین بھی یہ قاعدہ جاری ہی اور جبکہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتون کی آٹھ ہین چنانچہ سابق گذرین پس رذایل کو اوس اصطلاح کی رو سے جو کہتے ہین کہ دو ضداون دونون موجودون کا نام ہے جنکے درمیان تفاوت اوس مرتبے سے ہو کہ کبھی دو اکھٹے نہو سکین اضداد فضایل کے نہ کہہ سکیے لیکن باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اونپر دونون پر منحصر نہین اور طب نفسانی کی اصل یہ ہی کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر شناخت اسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہی اور اوسکی علامت کیا پھر دریافت کرنا اوسکا کہ اس مرض کی دوا کس طور سے کیا چاہیے اور جبکہ قوای انسانی کے تین نوع ہین قوت تمیز قوت غضب قوت شہوت تو اونکا منحرف ہونا حد اعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے ہی پر ثانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد پر یا اوس حد سے نقصان کرنا پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہ سے ہو سکتی ہین افراط یا تفریط یا رداءت کیفیت سے اما افراط قوت تمیز کا باعتبار مشق نظری یا بنظر مشق عملی کے ہوتا ہے اول جیسے کار کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے مین مبالغہ کرنا اور بے محل ٹھہر جانا منشا اوسکا شبہہ بیجا ہی اور ان محصلون کو عرف مین جو لذت یقین سے محروم ہین اسے تدقیق کہتے ہین اور بسبب اوسکے مطالب یقینیہ سے

رہجانے پر دوسری قسم اگر امور جزوی مین اسکا نام کریزی یعنے خلاف حکمت اور جو امور کلی
مین ہو اسے دھا کہتے ہین یعنی اندازسے زیادہ عقلمندی اور تفریط قوت نظری کی خمودیعنی سستی
فکر کی اور بلادت ہی اور قوت عملی کی بلاہت ہی غرض وہ قصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے علمیات مین
ہو یا عملیات مین اما روایت اس قوت کی جیسے شوق ان عملون کا کرنا جو نتیجے کمال حقیقی کے نہین
دیتے زیادہ اس قدر سے جو مہد تحصیل یقین کا ہو چنانچہ علم جدول اور غلاف اور سفسطی کا لینے بحث
کرنے کا ہے زیادہ اس سے کہ تحصیل تعین کا ہو اور جیسے علم جادوگری رمالی بازیگری کا اس لیے
بسبب انکی غرض اصلی کے رتبے سے رہجاتا ہے اما قوت غضبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا انتقام
کے پیچھے پڑجانا اور آتش خشم کو مرتبہ اعتدال سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اوسکی جیسے بیغیرتی اور
اور بزدلی ہی یہ روایت اس قوت کی کیسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا چارپایون یا لڑکون
یا اون لوگون پر جو اونکے تابعدار ہین غصہ ہونا یا ہی جب خفگی کرنی پر قوت شہوت کا افراط جیسے
کھانے پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی ایسی جو ہستحسان عقلی سے خارج ہو
اور تفریط اسکی یہ ہے کہ جسقدر کھانا پینا ضروری ہی اسمین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا ارادہ جس سے بقاے
نسل متصور ہی نہ کرنا اسکا نام خمود شہوت ہی یعنے شہوت کو بجھانا یہ روایت اس قوت کی جیسے مٹی اور
کوئلے کھانے کی بھوکھ ہونی اور شہوت رانی مردونکے ساتھ کرنی غرض شہوت رانی اس وضع کی کہ
عقل کے نزدیک بد ہو اور بے سبب امراض بسیط کے جنس ہین اور اونکے تحت مین بہت سے
انواع مندرج ہین پھر اونکے آپسکے ملنے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین انمین سے بعضون کو
مہلک کہتے ہین اسلیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہین جیسے حیرت ناداني غصہ وری
بزدلی تنگچینی حسد انتظاری عشق اور بیکاری ہی اور جب کہ تاثیر اون بیماریون کی بہت ہی تو معالجہ
اونکا ضرور لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام مین ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالے اور جبکہ بدن اور روح
کے درمیان از بسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہے چنانچہ اونکے کسی مین جو کیفیت پیدا ہووے سرے
مین بھی سرایت کرتی ہے پس سوچا چاہیے کہ سبب اس کیفیت ردیہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے
سوداوی یا بدتر کیبی تو دوا اوسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور اور جو علت اوسکی بدکاری کے سبب
سے ہو تو طب نفسانی سے اور جیسے تدبیر جسمانی غذا کی اور دوا کے استعمال کرنے سے ہوسکتی ہی

اور کبھی اتفاق ایسا ہو جاتا ہی کہ احتیاج زہر اور سخت کامون کی طرف ہوتی ہی جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تدبیر نفسانی بھی اسی روش پر ہے پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے اور بُرے کامون سے اپنے تئین نیک کامون کے وسیلے سے بچاوے یہ گویا غذا کی قسم ہے دوسرے اپنے تئین کہنے سننے کام کرنے اور سوچنے کی رو سے زجر اور ملامت مین رکھے یہ گویا دوا کے طور پر ہے تیسرے ارتکاب کرنا اوسکا جو موجب ایک ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اوسکا ہے یہ صورت تشبیہ رکھتی ہے اوس حالت کے ساتھہ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو چوتھے عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اون ریاضتون مین مصروف ہونا جنسے نفس انسانی کو رنج پہونچے یہان تک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمانبردار ہو جاے یہ داغ دینے اور قطع کرنے کا شبہہ ہے یہ طریق معالجے کا ہی اجمال کی وجہ سے پر تفصیل کیوجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اون تینون قوتون سے رکھتے ہین ہوگا تا اور مرضون کا قیاس اوپر کرین پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہین لیکن محذوف تر اونھین سے تین قسم کی ہین ایک حیرت دوسرے جہل بسیط تیسری جہل مرکب پہلی نوع افراط کی قسم سے دوسری نوع تفریط کی تیسری روایت کیفیت کی قسم سے ہے لیکن علاج حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلین ایک مطلب کی آپس مین متعارض ہون اور وہ مطلب خفی ہو مثلاً نفس انسانی اوسکے دونون طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو چاہیے پہلے اس قضیے بدیہہ کو سوچے کہ دونون نقیضون کا ملنا اور اونکا اوٹھہ جانا محال ہے جب اوسے یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفون مین سے ایک طرف حق ہوگی اور دوسری جانب باطل پھر اوس مطلب کے مناسب مقدمون مین بطور قوانین منطقی کے تفتیش کرے اور اس تفتیش مین احتیاط کی شرطین اچھی طرح سے ملحوظ رکھے یہان تک کہ حق باطل سے علحدہ ہو اور وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاے علاج جہل بسیط کا وہ عبارت ہے نادانی سے بے اعتقاد کیے علم کے اپنی شان مین پر ابتدا مین یہ بدنہین ہے بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہے کیونکہ اگر وہ عالم ہے یا اپنی شان مین اعتقاد علم کا کرتا ہے تو سیکھنا محال لیکن اس مرتبے مین رہنا بد ہے اور شرع اور عقل کی رو سے اوسکو

ملامت کرنا واجب علاج اوسکا یہ کہ وہ انسان اور دوسرے حیوانون کے احوال مین تامل کرے تا اوسے یقین ہو کہ اونپر فضیلت آدمیون کی باعتبار علم وتمیز کے ہے اور وے نادان جو زیور علم سے خالی ہین حقیقت مین گونگے جانورون کی مثال ہین بلکہ اونسے بھی بدتر چنانچہ مطلع کے درمیان ظاہر ہوچکا اسیواسطے اون فضلا کی محفل مین جو میدان کمال کے شاہ سوار ہین جب حاضر ہون تو اونسے گفتگو کرنیکی کچھ راہ نپاوے اور حیوان بے زبان کے مانند منھ دیکھکر رہ جاے پس سوچا چاہیے کہ وے آپس مین جو باتین کیا کرتے ہین سو جانورون کی آواز سے مناسبت رکھتی ہین یا آدمی کے کلام سے اسلیے کہ انکی باتین اگر نطق انسانی کے شمار مین ہوتین تو ان علما کے مجمع مین جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری ہین رواج پاتین بلکہ اونھین آدمی کہنا کیسا ہے جیسے گیہون کے جھاڑ کو گیہون اور انگور خام کو انگور کہنا اور تھوڑے تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتنے گونگے جانور بسبب پیدایش کے اپنے کمال داعی کے پہونچنے کے لیے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف رکھتے اور اس راہ راست جس سے اوسکی نہایت کو پہونچتے ہین منحرف نہین ہوتے بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان سے غافل ہے اور اپنے ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدایش کے خلاف مقتضی مین صرف کرتا اور تحصیل کمال کی سیدھی راہ سے جو خاصہ نوع انسانی کا ہے باز رہتا ہے پس یہ جاہل بیشبہہ ان حیوانون سے بدتر ہے پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہو کہ اس مرتبے سے بھی وہ فروتر ہے کیونکہ اسنے بسبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلیٰ علیین کے رہنے سے اسفل السافلین مین ڈال دیا ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ اگر بینا اور نابینا دونون کنوے مین گر پڑین تو کمبختی مین دونون شریک ہین پر اندھا بسبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہے اور بینا بسبب تقصیر کے عقل کے نزدیک مستحق ملامت وعتاب کا ہوتا ہے چنانچہ عربی شعر مین کہا ہے مضمون اوسکا یہ ہے **بیت** مین نہین دیکھتا ہون انسان بے عیب جیسا ہے نقص قادر کامل اور اہل نقل وعلم کے اتفاق سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہوسکتی اسیواسطے حضرت حق سبحانہ وتعالے نے کتاب اعجاز انتساب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی کی دعا مانگنے کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہے کہ اے محمد کہ اے میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر اور جب عائشہ صدیقہ نے حضرت مصطفےٰ صلے اللہ

علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کس چیز کے سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب اور
حضرت مصطفےٰ علیہ السلام نے حضرت مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ
اے علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب و منزلت ہر طرح کی بندگی کے سبب پیدا کرتے ہین
پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے اونکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت کر اور حدیث مین آیا ہے
کہ آدمی عالم یا متعلم ہے اور باقی گوبر کے کیڑے ایک اصحابی نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہے فرمایا کہ علم پھر اونسے یہی سوال کیا تو یہی جواب ارشاد
ہوا یہان تک کہ اونسے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا تب اونسے عرض کی کہ مین عمل
سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہتر ہے بہت عمل سے جو جہالت کے ساتھ
ہو علاج جہل مرکب کا حقیقت اوسکی اعتقاد کرنا اون باتون کا ہے جو مطابق واقع کے ہین اور یہ
بے شبہہ مستلزم ہے اپنے عالم ہونے کے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہین یا جیسا وہ نادان ہے نہین
جانتا کہ نادان ہے اسی واسطے اوسکو جہل مرکب کہتے ہین اور جیسے اطبا بدنی بعضے امراض
دائمی کے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین اطبائے روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے ناچار ہین
کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہی پھر علم کی طلب اور اوسکا حاصل کرنا کیونکر اوس سے
متصور ہو چنانچہ حضرت عیسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو
مین اچھا کر سکتا ہون پر احمق کے علاج سے ناچار ہون لیکن جو علاج کہ فی الجملہ چشم منفعت اوس سے
متوقع ہو سو علوم ریاضی کا اشتغال ہے کیونکہ اوس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی
رکھتا ہے اور وہم کی مداخلت چندان اوس مین نہین جیسے علم ہندسہ اور حساب اور مانند
اوسکے تا طبیعت اوسکی لذت یقین کی پاوے پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے
اور اس طرح کی چین اور لذت نہ پاوے اور اپنے خلل سے واقف ہو جہل اوسکا بسیط ہو جاتا
ہے اور فضائل کے حاصل کرنے کی استعداد اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ قوت غضب کی
بیماریان اگرچہ بے شمار ہین لیکن سخت تر اونمین سے تین نوع کی ہین ایک غصہ دوسری
نامردی تیسری دہشت پہلی قسم افراط کی جہت سے دوسرے تفریط کی تیسرے ردایت
کیفیت کی سبب ہے علاج غضب کا غضب وہ ایک کیفیت نفسانی ہے بسبب اوسکے

روح اور خون جو سواری اوسکی ہے جوش و خروش مین آتے ہین سبب اوسکا خواہش انتقام
کی ہے پھر جب وہ کیفیت زیادہ زور کرتی ہے تو وہ جوش و خروش اوسکا اور بھی بڑھتا ہے
یہان تک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہین اوسکی آتش خشم کے دھوئین
سے بھر جاتی ہین اور تاریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی ہے تمام کام اسکے برخلاف
عقل کے ہو جاتے ہین حکیمون نے تمثیل انسان کی اوس حالت مین اوسکے ساتھ دی ہے
کہ جیسے آگ سے بھرے ہوے ایک غار مین کوئی پڑا ہے اور دھوئین کی شدت سے کچھ دکھائی
نہین دیتا ایسے وقت مین علاج اوسکا مشکل ہے کیونکہ اس حالت مین اوسے جتنی نصیحت اور
زجر و ملامت کرین تو بھی اوسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو لیکن اس صورت مین اوسے
لازم ہے کہ وضع بدل ڈالے یعنے اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جاے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ
جاے علی ہذا القیاس تاکہ غصہ اوسکا فرو ہو اور اوسکو نافع اور ٹھنڈا پانی پینا اوسکو مفید ہے
اگر کچھ خوف نہ ہو اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق وضو کرنا سو جانا اسی طرح سے
اوسکو نافع ہے اور غصہ ہونے مین سبکے مزاج برابر نہین کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہر آن
کے مثال ایک چنگاری سے سلگ جاتی ہے اور بعضون کی روغن دار چیز کے برابر شعلے کیطرح
اشتعال ہوتی ہے اور بعضون کی سوکھی لکڑی کے مانند پھونک پھانک کی طرف اور بعضون
کی بہت دیر سے مشتعل ہوتی ہے پر یہ مرتبہ بسبب عجز و نامردی کے نہین بلکہ عظم شانی اور
دور اندیشی کے باعث ہے اور تفاوت ان مرتبون کا باعتبار آغاز حرکت غضب کے
ہے بعد اسکے جب غصے کے اسباب پے در پے ہوا کرین تب وے سب درجے برابر ہین
بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت بلا ہوتا ہے اسلیے کہ اوسکے غصے کے ظاہر ہونے کا واسطہ
کسی سبب قوی کی جہت ہوگا اسی واسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے تئین بچاؤ اور حضرت کی حدیث مین ہے کہ فرزند آدم کئی
قسم ہین بعضے ایسے ہین کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے
پھر جلد پھر جاتے اور بعضے وے ہین کہ دیر خفا ہوتے اور دیر ٹھنڈے ہوتے ہین اور بعضے
ایسے ہین کہ جلد غصے ہوتے اور دیر سے ٹھکین مین آتے ہین پر ان مین سے دوسرے درجے

کا سب سے بہتر ہے اور سب کا بڑا اخیر مرتبے کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جب کہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہے تو بادشاہ کو لازم ہے کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر عقوبت کا حکم نکرے اس واسطے کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاے اور اوسکے دل مین خوشی حاصل ہو ہمین سے ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ اوسے پکڑ کر درہ شرعی ماریں کہ اوسنے گالی دی وہین امیر المومنین نے اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب اسے اگر تازیانہ مارون تو اپنی تسکین خاطر کے لیے اوسکو دکھ دون نہ خدا کے لیے ایک دن تقصیر مندون مین سے کسیکو عمر ابن عبد العزیز کے حضور لائے اوسنے سخت درشت باتین کین تب فرمایا کہ اگر میرے تئین اس وقت غصہ نہ ہوتا تین تجھے عقوبت کرتا اور اسباب غضب کے دل ہین عجب افتخار مراء لجاج مزاح تکبر استہزا حقد ضغن مناقشہ اور غضب کے لواحق حواس مرض کو عارض ہوتے ہین سات ہین ندامت ترہیب دنیا اور آخرت کے مکافات دوستون کی دشمنی استہزا رذیلون کی شماتت اعدا کی تغیر مزاج کا تالم درمان حال لیکن حقیقت کی رو سے دیوانے کا غصہ ایک ساعت کے سوا نہین جیسے حکیمون نے کہا ہے کیونکہ ہر آئینہ غصہ ورکا مزاج اعتدال صحیح سے بہت حرارت کی طرف مائل ہے پھر اگر یہ مزاج دیرپا ہو کرے جنون سبعی پیدا ہو چنانچہ قوانین طبعی کے واقف کار اوسے جانتے ہین ہمین سے ہے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ گرم مزاجی ایک نوع کا جنون ہے اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہو تو وہ علامت ہے استحکام جنون کے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روح خارج کیطرف حرکت شدید کرتی ہے اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہے خالی رہجاتا ہے اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہونچتی ہے منقطع ہو جاتی ہے یا بسبب اسکے کہ حرارت غضبی کی تپش جو ہر روح مین پہونچ جاتی ہے اور بخار اوسکا دخان ہو جاتا ہے غرض ان دونون حالتون مین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہے یا اختلاط اوس شخص کے سوخت ہوتے ہین اور اولی مرض رویہ جو مودی ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہین اسی واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق مین کچھ نصیحت کی بات فرمایئے اوسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اختصار کیا اصحاب مین سے ایک صحابی پیغمبر

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہے فرمایا کہ نیکخوئی پھر وہ داہنی
طرف آیا اور یہی سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا پھر بائین طرف آکر پوچھا تو یہی
جواب سنا اسی طرح پیچھے جاکر سوال کیا فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہے کہ دین وہ ہے کہ تو غصے سے باز
رہے اور کلام مجید مین ہے جو کوئی غصے کو پی جاوے اور آدمیونکی خطاے درگذرے علاج غضب
کا اور بیماریونکی مثال دفع موجب سے ہوسکتی ہے پس اگر سبب سکا پیدا رہو وہ ایک گمان کاذب ہے
اپنے حق مین اوس مرتبے کا جسکا حق وہ فی الواقع نہین ہے اوسکے دور کرنیکا طریق یہ ہے
کہ اپنے عیبون کو دھیان کرے اور اپنے تئین غضب مین ڈالے پھر اوسکے ساتھ اوروں کے
کمال کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال کو دیکھے
تو جس کمال کا سزاوار ہے ظاہر نہ ہو کیونکہ حضرت حق سبحانہ وتعالے نے موجودات کی ہر ایک
شے کو بموجب اوسکی استعداد کے اپنے خاص اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے معین
کیا ہے اوس مین کسیکی شرکت نہین اور اس عالم نظام کے بیچ ہر شخص کو اوسکے حاصل
کرنے کی قوت عنایت فرمائی مصرع اس ملک مین طاؤس تا ہے کام مین ہر ایک مگس
اور جو سبب اوسکا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہے پس اگر مال ہو تو داناؤن کو معلوم
ہے کہ جو چیز لوٹ اور چھیننے اور چوری یا غارت ہونیکی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ سبب افتخار
کا کس طرح ہوسکتی ہے اور خوبصورتی ہو تو ظاہر ہے کہ جو چیز تھوڑے عارضہ سے زایل ہوتی ہے
عقلا کے افتخار کا موجب کیونکر ہوگی بیت مغرور مست ہو ہر گز مال وجمال سے ہان + اک
شب مین اوسکو لے لین اور اوسکو ایک تپ مین ۔ اور اگر نسب ہے تو وہ آبا اجداد کی
شرافت کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اوسکا مثلاً اوس سے کہے کہ تو اس شرافت
کا جو دعوی کرتا ہے وہ فی الحقیقت میری ہے اس سے کیا بندگی تیری جو تو فخر کرتا تو وہ شبہہ
لاجواب ہوجائیگا اور شاید کہ فضلاے زمان مین سے کسیکے ساتھ باپ اوسکا درجۂ مساوات کا رکھتا
تھا اسلیے شرافت اسکی طرف عائد ہوئی پس کیونکہ اوسکے ساتھ نسبت رکھتی اوس فاضل کے برابر
فخر کرنیکا سبب ہوسکیگی خصلت ناقصونکی ہے کہ باپکی شرافت کے اوپر مغرور ہو دعوی فوقیت کا علیا
اسطور سے رکھتے ہین کہ گویا اپنے باپکے رتبے سے بھی زیادہ ہین فرض کیا کہ وے اوسنے کمتر ہین تو تھوڑی سی

کے سبب جو ایک شخص کی ذات مین ہی اشرف ہوسکتا ہی اون بہت بزرگیون سی جو اوسکی غیر مین
ہین اور اسی خیال باطل کے سبب اپنے تئین عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہین
چنانچہ عربی شعر مین کہا ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ بیت اگر تو فخر آبا کا کرے ہے وے تو گذرے ہین ؛
ولیکن یہ بہت بد ہے کہ تو اونسے ہوا پیدا ؛ اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے جو مکارم الاخلاق
کے متمم ہین ارشاد کیا مضمون اوسکا یہ ہے کہ تم اپنے نسب کی باتین پیشتر نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی
گفتگو کرو اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے معنی اوسکے یہ ہین قطعہ مین بیٹا
ہون اپنا مری ہی کینست ؛ ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا + جوان ہی وہی جو کہے ہان کہ مین
ہون ؛ نہ وہ ہے جو بولے کہ تھا باپ میرا ؛ نقل ہے کہ یونان کے رئیسون مین سے ایک شخص
نے ایک غلام دانا پر اظہار فخر کیا بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب لباس فاخرہ ہے جس سے تو نے اپنی
سجاوٹ کی ہے تو وہ اس کپڑے مین ہے اور جو یہ گھوڑا تیز قدم ہو جسپر تو سوار ہے تو یہ بزرگی تیری
نہین اور اگر فضیلت پدری ہی تجھے اوس سے کیا حاصل جبکہ ان فضیلتون مین سے کچھ تیری نہین
پس اگر تجھے اپنی اپنی شرافت لے لین بلکہ جسوقت تیری طرف عائد بھی نہین ہو تو احتیاج پھیر لینے
کی بھی نہین پھر اس سے تیری کیا شرافت ہوگی اور روایت ہے کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین
رہتا تھا اور وہ مال ومتاع دنیاوی کے سبب اپنے تئین کھینچتا اور فخر کرتا اتفاقاً حکیم کو احتیاج
تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھہ دیکھہ کے اوس دولتمند کے منہ پر تھوکا حاضران مجلس اوسے
بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی جا یہی ہے کہ نامعقول جگہ مین تھوکیے مین نے
جتنا ادھر اودھر دیکھا کوئی مکان اوسکے منھہ سے جو نادانی کے عیب سے صورت
انسانی اوسکی مسخ ہوگئی ہے خراب نہ پایا اور اس فقیر نے بعضے استادون سے خدا اونپر
رحمت بھیجے سنا ہے کہ پارس کے اطراف مین ایک دنیا دار مال ومتاع اور دولت فانی کے
سبب مغرور ومسرور رہتا ایک دن کسی ولی کے پاس گیا جب اوسنے مراقبے سے فراغت کی
اوسکی طرف نظر پڑگئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ اس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہانتک
غصے ہوا کہ وہ دنیا دار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوے خادم نے استفسار کیا بولے کہ
مینے سوائے شکل حماری کے اسکی صورت سے مشاہدہ نہ کیا پر مراد اور رجاج جو عبارت

جنگ وجدل سے ہی وہ علاقہ الفت کے سبب زایل ہونے کا اور رابطہ وحدت کے ٹوٹنے کا موجب
ہین اسلیے کہ مخالفت ضد ہے موافقت کی اور بسبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور فتحمندی ہے
سلسلہ انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بناے اتحاد کی گرجانے کا شبہہ ہی اس واسطے کہ قوام
کثرت قہرمان وحدت سے منوط ومربوط ہے پس یہ دونون خصلتین جہان کے بندوبست کے
اوٹھا دینے کا جوڑا مفسدہ سے سبب ہوتی ہین پر تکبر وہ قریب عجب کے ہے اور فرق انکے درمیان
یہ ہے کہ عجب اوس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی شان مین ہے جو حقیقت کی رو سے اسمین نہین
اور تکبر اسی کمال کا دعوی کرنا اورون کے ساتھہ اگرچہ وہ اوسکا معتقد نہو علاج اوسکا اسطرح
سے ہے کہ سوچے مین کہان سے پیدا ہون اور حقیقت میری کیا جو شخص دومرتبہ پیشاب کی راہ
سے نکلا ہو کس طرح وہ سزاوار کبر وغرور کے ہے جب یقین اوسکا حاصل ہو تو کبر ونخوت کی بیماری
سے اپنی روح کو صحیح تندرست رکھے اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ آدمی کو غرور کرنا کیا
لائق ہی اس لیے کہ اوّل اوسکا غلیظ نطفہ اور آخر مدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا دھونی والا
اور حدیث قدسی مین ہی کہ تکبر میری چادر اور بڑائی میری ازار پس جو کہ ان دونون کے لیے جھگڑے
اوسکو دوزخ مین ڈالونگا اور حدیث نبوی مین آیا ہے کہ حشر کے میدان مین تکبر کرنے والون
کو چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوین حقیقت اوسکی یہ ہے کہ سواے غنی مطلق کے جسکے
دامن جلال مین کسی طرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی اور وجود جمیع ممکنات کا اوسکے
انوار وجود کا پرتو اور اوسکے دریاے بخشش کا قطرہ ہے کوئی لیاقت تکبر کی نہین رکھتا اس لیے
کہ تکبر واحتیاج مین منافات ظاہر ہے **بیت** کبر بد ہے اور گدا سے زشت پر ؛ جیسے جاڑون مین
کرین جامے کوتر ؛ پر استہزا دنے آدمیون کا شیوہ ہے اور بڑے لوگون کے دل لینے کے
لیے اور اونکے پاس جانے اور مال ومرتبے کے واسطے یہ چال اختیار کرتے ہین اور جو کسی کو
فضیلت وہنر ہوا اور وہ آزادہ ہو تو وہ عیب جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے بلکہ
اپنے ہنر وفضیلت سے اونکے پاس عزت حاصل کرے حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت
مین ٹھٹھولون کو بہشت کے دروازے پر بلائین جب وے وہان پہونچین درکو بند کرلین
پھر دوسرے دروازے سے بلاوین جس وقت وہان جائین وہین دروازے موندین اسیطرح

سے اونکے ساتھہ یہی سلوک اختیار اور ٹھٹھے کی صورت پر اونھین عذاب کرین لیکن عذر وہ
دولت اور رتبے اور اوسکے غیر مین ہوتا ہی پر اوسکی سب قسمون کا موجب خیانت ہی کیونکہ وہ بدون
کی بدا ور برونکی بری ہی اور کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ وسلم نے اس طریق
کو اخلاق منافقین سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے دن فریب دینے والون کا ایک نشان ہوگا
کہ اوس سے سب لوگ اونکے فریب پر مطلع ہو ونگے یہ خلق ترکون مین بہت ہوتا ہی اور وفاجو ضد
اوسکی ہی روم اور حبش کے بیچ اکثر ہی ضیم وہ عبارت ہی کسیکو تکلیف دینے سے انتقام کے لیے کہ وہ
تحمل ظلم کا کرے برائی اوسکی ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم ہوتی ہی عاقل کو چاہیے کہ انتقام
لینے پر اقدام نکرے جب تک یقین نہ ہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہ ہو لیکن یہ بہت سوچ اور
فکر تردد اور قوت علم کے حاصل ہونے سے ہوسکتی ہے بلکہ بخش ہی دینا بہتر ہے اسواسطے کہ مسبب
اسکے دشمن دوست ہوجاے اور طوق شرمندگی کا اوسکی گردن مین پڑے کیونکہ اہل غیرت عدو کے
بخشدینے کو باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہے اپنے اوپر سخت و ناگوار جانتے ہین چنانچہ عربی
مثل مین کہا ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ دشمنونکا عفو سخت تر ہے دوستونکے ظلم سے اور مناسب وہ
دم بھرتا ہے اوس نفیس چیزون کے طلب کرنے مین جو مشتمل ہین کتنے خطرون پر لیکن بادشاہون
اور اہل دول کو اوس سے احتراز کرنا بہتر ہے پھر ہمارا تمھارا کیا چلتا کیونکہ بادشاہ کے خزانے مین نفیس
جواہر ہوا وسکے تلف ہوجانے سے انمین نہین رہ سکتا ظاہر ہے کہ گردش آسمانی اور انقلاب زمانی
کے سبب بہت سے ہیر پھیر اور اولٹ پلٹ دنیا کے کارخانے ہوتے ہین کیونکہ خیاط روزگار ممکنات
کے لباس ملمع کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہے پھر فتنہ و فساد کی کھونچ کھانچ سے پھاڑ کر آتش
نما مین جلا دیتا ہے اور نقاش قضا جس ترکیب کی صورت کو اجزاے عنصری سے بناتا ہے پھر بادون
فلکی مین کوٹ کر اوس مادے سے دوسری ترکیب تیار کرتا ہے چنانچہ آیۂ قرآنی مین آیا ہے
معنی اوسکے یہ ہین کہ عادت خدا کی وہ چیز ہے کہ تحقیق آگے گذری اور تو کبھی خدا کی عادت
کے واسطے تبدیل نہ پائیگا اور جب بادشاہ ان نفایس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے
چاہتا ہو کھودے تو بے شبہہ آثار غم و الم کے اوسکے صفحۂ خاطر مین زیادہ اوس خوشی کے
مرتبون سے پیدا ہون جو اوسکے ہاتھہ آتے وقت حاصل ہوئے تھے چنانچہ نقل ہی کہ ایک

بلور کا قبہ نہایت خوب صورت اور بڑے بڑے کاریگرون نے اوسے جھیل کر کے گرد اور مدور
ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اوسکی صفائی کے آگے آب و تاب جواہر کی
بے آب تھی اور دیکھنے والے اوسکی شادابی سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر لیتے بادشاہ کے
حضور بطریق تحفہ کے لائے بادشاہ نے بہت تامل سے اوسکو ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا اور
اوسکی آنکھون مین دوسرا آفتاب و مہتاب نظر آیا ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین حفاظت سے
رکھین تا دونون وقت اوسکے مشاہدے سے دل کو خوش کرے اور بمقتضا اوسکے کہ کون
دولتمند ہے کہ زمانہ اوس سے مکدر نہین کرتا جب حادثۂ زمانہ نے اپنی عادت کے طور پر اوسکو
تلف کر دیا بادشاہ اسکے سبب بہت دلگیر ہوا یہان تک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبونکی
صحبت رعایا کی رفاہ سے درگذرا اور ازبسکہ تاسف اپنے یاقوت لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا
اور غایت افسوس سے اشک حقیقی چہرۂ کہربائی پر بہاتا اور آنسوؤنکی لڑی لیکر اوسکے سودا کے
بازار مین آیا اور اپنے نقد اوقات کو اوسکے ذکر مین صرف کرنے لگا اسقدر سودا نے اوسکے دماغ
کے بیچ زور مارا کہ قبہ بلورین فلک کا اتنے گوہر شب چراغ کے ساتھ اوسکی آنکھون مین تاریک ہو گیا
لعل باوجود اوس سنگدلی کے اوسکی آتش غم سے موم کی مثال پگھل گیا اور جگر مرجان کا اوس
گران جانی سے خون ہوا خواص اعیان ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے بادشاہ کا
دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے تھے محروم و ناامید پھرتے آخر الامر عنان ملکداری کا سلطان کے
قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا جب کہ بادشاہونکا یہ حال ہو پس زیردستون
کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھ لگے زبردست لوگ اسکی طمع سے سر اوٹھاوین اور اوسکے چھیننے کو لیے
ہاتھ بڑھاوین اگر وہ کچھ چون وچرا کرے پیشانی کھینچے بلکہ نہ دینے کی صورت مین اپنی جان سے
ہاتھ دھو بیٹھے پس عاقل کیلیے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے فساد برپا ہون مصرع مین
جان جہان کی ہون نہ جہان جان ہی میری ۔ یہی ہے کلام غضب کے اسباب اور اوسکے علاج
مین پر جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہے غضب کی دوا اوسکے نزدیک آسان ہو کیونکہ
غضب وہ ظلم ہے اور عدالت کی سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور کسی طرح بہتر نہین جو
لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہین کہ غضب علامت بڑی جوانمردی کی

ہے اور اپنی نادانی سے اوسکو شجاعت جانتے ہین محض خیال فاسد اس لیے کہ جو خصلت سبب
فتنہ و فساد کا ہووے اور جس سے اتنی خرابیان متصور اور خویش و اقارب نوکر چاکر باندی غلام
لوگ بگڑ جاتے ہین وہ کس وجہ سے عقل کے نزدیک بہتر ہو سکے اسیواسطے پیغمبر خدا صلواۃ اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوانمردون سے جوانمرد وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے تئین
تھامنے اور جب بعضے قوائیون سے مراجعت فرمائی ارشاد کیا کہ مین جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد
اکبر کی طرف لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے فرمایا کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا اور
زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ تیرے دشمنون مین سے بڑا دشمن تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے دو
پہلو کے درمیان ہے اگر افراط غضب کے ساتھ روایت کیفیت کی بھی ملجائے تو حیوان بیزبان
سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم اور جماد کے ساتھ جیسے پاس مال و متاع ہین یہی طریق درپیش
کرے اور چارپایون اور کبوتر اور بلی وغیرہ حیوانات کی مارپیٹ سے اپنی تشفی خاطر چاہے
یہان تک کہ اگر قلم کاغذ مثلاً اوسکی خواہش کے مطابق نہو یا جلدی کے سبب صندوق
یا پٹارے کا قفل اگر کھول نسکے غصے کے مارے اسکو توڑ ڈالے اور دیوانون کے مانند
بیہودہ گالیون مین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہے چنانچہ سلف کے بادشاہون
مین سے ایک بادشاہ جونپور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین کہ جب کشتی اوسکی دریا کے سفر
سے دیر کو پہونچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اوسکے پانی کو نکال ڈالین اور پہاڑون سے
بھر دین اسی طرح سے دریا کی تہدید کرتا اور حکیم ابو علی مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل
کی ہے کہ جب چاندنی رات کو سوتا اور بیمار ہوتا تو چاند کے اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا
اور مہتاب کی ہجو کہتا اکثر ہجو چاند کی شان مین اس سے مشہور ہین بیت مہتاب نور بخشے ہے
بھونکے ہے سگ پلید ۔ کتے کو پوچھ غصہ ترا چاند پر ہے کیون ۔ غرض ایسی ایسی حرکتین
نہایت بد اور سبب ہنسی کی ہین پس جوانون اوضاع کو اختیار کرے حماقت و نادانی مشہور
ہو یہ خاصیت ناقصونکی ہے جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈھے اور لڑکے اور بیمار ہین اور جس طرح
کیفیات بدنی بالفرض مودی اپنے ضد کیطرف ہوتی ہین اسطرح سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی
کیفیتونمین بھی ترذیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت ہوا و حرص سے ہے اور ایک وجہ

سے انکی ضد ہے پیدا ہوئی کیونکہ حرص کو جب خواہشون سے باز رکھین اوسکی غضب کی آگ بھڑکے اور بخیل کا اگر کچھہ مال نقصان ہوا اپنے دوستون اور ہمنشینون پر جو کسیوجہ سے اوسمین مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے لیکن ثمرہ اون بدخصلتون کا ناراستی اور ندامت کے سوا کچھہ نہین اور جو صاحب عدالت عقل کی ترازو مین اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ رکھتے اغماض و اکرام و عفو و انتقام مین سے جو حال کہ پیش آوے طریق اعتدال پر چلے منقول ہے کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین ایک بے وقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا حواشیون مین سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اسکو تنبیہ کرین تو اس حرکت سے باز رہے اور اور ونکی عبرت کا موجب ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بات رائے صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہی کیونکہ ہم سے اب تک اوسکو کچھہ ایذا نہین پہونچی ہی اور جو شخص کہ اس ماجرا سے واقف ہوا وسی کو بد کہے اور جب مین اوسکو دکھہ دون تو بشیہہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے نزدیک اوسکے لیے جاے عذر ہوگی اور کسیوقت مین باغیانون مین سے ایک شخص بسبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اوسکی لغزش سے درگذرا اور اوسکو آزاد کیا حضور مین سے ایک شخص نے بہت تپش کھاکر کہا کہ اگر مین تمسا ہوتا اسے مروا ڈالتا بادشاہ نے جواب دیا جب مین تجھسا نہین ہون اسواسطے اسکو نہ مارا علاج بزدلی کا وہ چپ رہنا ہے انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب ہوا اور وہ ضد ہے غضب کی اسلیے کہ وہ اس باب مین افراط ہے اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت و خواری اور بدزندگی یا اوسکے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور کامون پر کم ثابت رہنا اور سستی مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب نا امیدی کا ہی معاد تو سے اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی برائیون مین راضی ہونا فضیحت اور گالی سنکر چپ رہنا اور بے غیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہ جانا پر علاج اس بیماری کا اور مرضون کے برابر رفع سبب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے تئین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنے اور عفو کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے ہوسکتا ہر گاہ کہ افراد انسانی مین غضب مرکوز ہے جب ناقص ہو تحریک مکدر سے آگ کے مانند پتھر سے نکلے تو اس باب مین مخاصمہ کرنا اوس شخص کے ساتھہ جسکے مکر و فریب سے

ہج سکے بہتر اور پیش آنا اون آدمیون سے جو اوسکے گالی دینے اور خفیف کرنے مین مبالغہ
ترین نافع ہی اس مقام کے مناسب ایک نقل ہے کہ منصور بن نوح کو جو والی خراسان کا
تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اوس زمانے کے بڑے بڑے طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوے
اور کہنے لگے کہ ہم سے اسکی تدبیر نہین ہوسکتی تب ارکان دولت کی راے اسپر ٹھہری کہ محمد زکریا
رازی سے جو راز دان قوانین طب کا ہے مشورت کیجیے اور کسی کو اُس کے لانیکے واسطے
بھیجا جس وقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے ڈرنے لگا آدمیون نے
اوسکے ہاتھ پانون باندھکر کشتی مین ڈال دیا بہرصورت دریا سے پار ہوکر حضور تک لائے
اگرچہ ہر طرح کی تدبیر کرنے مین کچھ قصور نہ کرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہ ہوتا فرد بمبین نے
قضا را بڑھایا صفرا کو ؛ عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک داغ ؛ بعد اسکے بادشاہ سے
عرض کیا کہ ہر چند مینے معالجے جسمانی کیے پر کچھ فائدہ نہ ہوا اب تدبیر نفسانی باقی رہی
ہے اگر اس سے آرام ہوا تو بہتر نہین تو کچھ بھروسا نہین دیکھتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو
تنہا حمام کے درمیان لیگیا اور کہدیا کہ کوئی یہان نہ آوے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ
کے بدن مین تاثیر کی تب ایک چھری نکالکر سامنے آیا اور دشنام مغلظ دینے لگا اور کہا کہ
تونے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھ پانون باندھکر پانی مین ڈالدین اور بے حرمت کرکے
کوسون کی راہ سے لادین اب مین اسی چھری سے انتقام اوسکا تجھسے لونگا یہ بات سنتے ہی
سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار وہان سے اوچھلا ممد زکریا نے جلد باہر آکر ایک
پرزے کاغذ مین لکھکر بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو اسمین لکھا ہے
اسی تدبیر سے عمل کرو اور دو تین تیز قدم گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ
کی اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی حاصل ہوئی سبب اسکا یہ ہی کہ مواد بلغمی کو جو موجب
مرض کا تھا حرارت غضبی نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کردیا پھر بادشاہ نے ہر چند اوسے بلوایا
پر اوسنے ملاقات نہ کی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت سلطانی مین جو بے ادبی کی ہے
وہ مصلحت علاج کے لیے تھی شاید بادشاہ کبھی اوسکو یاد فرماے اور خاطر مبارک مین
گرانی آئے تو بادشاہون کے قہر سے کسی طرح جانبر ہونا متصور نہین ان باتونسے غرض

یہ ہے کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ بسبب سرد مزاجی کے سست ہوئی ہو ممکن ہی حکیمون سے بعضا شخص لڑائیون اور خوف کی جگہون مین جاتا اور طوفان کے وقت کشتی مین جا بیٹھا اسلیے کہ خوف وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو علاج خوف کا وہ عبارت ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو اور نفس انسانی اوسکے دفع کرنے پر قادر نہ ہو اور نسبت توقع کی اوس شے کے ساتھ ہو سکتی ہی جو زمان استقبال مین ہو سکے پس وہ شے ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اوسکے فعل کا غیر لیکن اس صورت مین ڈرنا مقتضا عقل کا نہین پس کسی عاقل کو چاہیے کہ اونکی کسی صورت مین خوف کرے اور اگر وہ شے ضروری ہی اور معلوم ہو کہ دفع اوسکا قوت بشری کے احاطے سے باہر ہے تو علاج اوسکا سوائے اسکے نہین کہ اسپر راضی ہو اور اوس آفت کو قبول کرے کیونکہ بسبب اوس حالت کے دین ودنیا کی تدبیرون سے رہجاتا ہے ایسی خصلت کہ جسکے سبب فساد برپا ہو اور شقاوت دارین مین پہونچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اوسکا فعل شخص کا ہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے مین برابر ہے تو ہونے پر یقین کرکے بالفعل اپنے تئین غم والم مین ڈالنا خلاف رائے صواب کے ہے بلکہ اوسے ہونے نہ ہونے پر چھوڑا چاہیے یہ قسم اگرچہ رضا وتسلیم کی رو سے قسم اول کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہی لیکن جب ہونیکا یقین نہین ہے تو اپنے تئین خوف مین نہ ڈالنا اولے ہے اور اگر سبب اوسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہے کہ بڑے اختیارون سے اجتناب کرین اور اوس کام کا اقدام نکرے جس سے مال اوسکا بد ہو جاے اسلیے کہ جان بوجھکر برائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہے اور جو چیز ہونے والی ہو اوسکا ہونا کچھ دور نہین پس یقیناً اوسپر اقدام نکریگا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہے اوسکے وجوب کا اور اس صورت مین اوسکے امتناع کا ان دونون کا منشا سمجھ بوجھ کا قصور ہے اور جب خوف کے سببون مین موت بہت بڑا سبب ہی تو اوسکا چھوٹا جاننا اور اوس سے پرواز کرنا مناسب ہے علاج خوف موت کا پہلے سوچا چاہیے کہ موت انسان کی فناے ذاتی نہین اسواسطے کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا ترشح اور عالم جبروت سے کے آثار سے ہے اور فنا کو اوسکی بقا کے میدان مین

دخل اور حوادث زمانی کا اوسکے جوہر ذات سے کچھہ علاقہ نہین **بیت** مرتا ہی کب وہ جو کہ ہوا
زندہ عشق سی ثابت ہی جاودانی ہماری کتاب مین ۱۲ اور یہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلی دلیلون
سے مستحکم ہوچکا ہی اس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو یہ ہی کہ اگر انسان فرض کرے کہ اوسکے اعضا
مین سے کوئی عضو مثلاً ایک اونگلی جاتی رہے تو اوسکی امانت مین کچھہ نقصان نہین ہوتا اسی
طرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہان تک کہ تمام اوسکی بتدریج منتفی ہوجائین اور نظر تعمق
سے مرتبۂ ذات مین تامل کرے تو اوسکو محفوظ پاوے جب تمہید اس مقدمہ کی ہوئی تو معلوم ہوا
کہ موت سے ڈرنا یا اسواسطے ہی کہ اوسکی حقیقت کو جانتا نہین اور اوسکے خیال مین گذرتا ہی کہ مرنا
موجب فنائے ذاتی کا ہے یا بسبب تصور کرنے اس الم کے جو موت کی حقیقت مین ہی یا گمان کرتا
ہی کہ مرنے مین کچھہ اوسکا نقصان ہوتا ہے یا اون احوال کا سوچتا ہی جو بعد موت کے پیش آوین
خواہ اوسکو جسے عاقبت کے عذاب یا اوسکی اولاد کو یا اوسے حیرت آجاتی ہے کہ مرنے سے
کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اون چیزونکو دیکھے اور اندیشہ کی کسوٹی پر پرکھے تو وہ سبب
خوف کا ہو نہین سکتے ہین پہلی صورت مین اسواسطے ہی کہ تمہید سے معلوم ہوا کہ حقیقت موت
کی عبارت ہی علاقۂ نفس انسانی کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھہ ہے اور آلات بدنی
کے رہ جانے سے اور دوسری صورت مین اس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب
ہی اور حیات تعلق نفسانی کا پر تو اور موت اس تعلق کو اوٹھا دیتی ہے پس حقیقت مین موت
اوس الم کے دفع ہونیکا سبب ہے کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو
منعدم ہوگئی پھر خوف کس بات کا اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی
کے آثار کی متمم ہے چنانچہ قدیم حکیمون نے اوسکی تعریف مین کہا ہے کہ انسان زندہ گویا
اور مرنے والا ہے پس موت اوسکی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اوس مین توہم نقصان
کا کرنا قصور عقل ہے **مصرع** سنا نہین کہ مواجو کوئی تمام ہوا ۱۲ دانا کو چاہیے کہ طبیعت
کے بندی خانے سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے اور حیات عقلی کو حیات
حسمانی کے اوپر ترجیح دے اور اس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے سے حاصل ہو قصد
کرے اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھکے عالم ملکوت مین اپنی منزل

اختیار کرے **ابیات** سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہ صدا ؛ مقام رہنے کا ہرگز نہین ہے یہ دنیا ؛ بنایا عالم علوی مین گھر ہے تیرے لیے ؛ عبث تو دام ہوس کا یہان آیا ہوا ؛ **فرد** سمجھے جو دولت وصل اوسکی ہاتھ آئے علا + نہ ڈال طمع اقامت کی تو یہان جا شتا اور چوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہی پس چاہیے کہ جو موجب گناہ کا ہوا وسپر اقدام نکرے کیونکہ منشا خوف اوسکی بدفعلیان ہین اور پانچوین صورت مین اگر دہشت اوسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش واقارب کی شکستہ حالی سے ہے تو سوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بمقتضاے حکمت لم یزلی کے اس عالم موجودات کی ہر ایک شے کو جس طرح اوسکا بندوبست مناسب جاننا اوسکی نہایت مین پہونچا دیتا ہے کہ کسی شخص کو اوسکی بدلنے کا مقدور نہین ہوسکتا پھر کیا غم ہی فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اوسکے جیتے جی مین پرورش اون لوگون کی اوسکے ارادے کے موافق میسر کہان بلکہ مشیت الہی کی تیرے سے پرورش پاتے ہین چنانچہ آنکھون سے دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے واسطے بجان دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اونکی اصلا فائدہ نہین کرتی اور جو تاسف اوسکا اسلیے ہے کہ وہ سب سے جدا ہوجاتا اور مال و ملک اوسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہے تو یہ حزن کی قسم سے ہی لیکن یہ اون چیزونکے واسطے غم کھاتا ہے جنکی خواری مین کچھ فائدہ نہین انشاء اللہ تعالے علاج حزن کا بھی اسکے پیچھے بیان ہوگا پھر اسکے بعد تقریر کیجاتی ہے کہ حکمت کے درمیان مقرر ہے کہ ہر ایک موجود کو معدوم ہونا ہی اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہی پس اوسکو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپسمین ملے ہین لیکن ہر ایک بنظر اپنی اپنی ذات کے داعی افتراق کا پس بالضرورت ایکدن جدے ہوجاینگے اسکے لیے کیا اندیشہ ہی **بیت** یہ سیل متفق کہ اوکھاڑینگے یہ درخت ؛ لیے باد مختلف کہ بجھا دیوین یہ چراغ + پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آزمایش چاہتا ہو وہ ضمنًا اوس فساد کو چاہتا ہی جو اوسکے بدنکو لازم ہے چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک کیونکر پہونچتی ابو علی مسکویہ نے کہا ہے اگر فرض کرین کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا حفظ ادب مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی

بہ آل واولاد کے ساتھ اب تک کہ مدت چار سے برس کی ہے اور وہ زمانہ ابو علی مسکویہ کا تھا
زندہ رہنے یقین ہی کہ دس ہزار سے زیادہ ہوتی کیونکہ باوجود اتنے ظلم وستم کے جو اس خاندان
مین ہوے اور ظالمون نے اوسکے استیصال کرنے مین سعی وتردد کیا اب بھی قریب دو لاکھ کے
اونمین سے بلاد متفرقہ مین موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو اونکا ہمعصر تھا اگر یہی اعتبار کرین تو
اس چار سے برس کی مدت مین زیادہ اس حساب سے ہووے اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر
چار سے برس تک آدمی نہ مرین اور توالد وتناسل کا سلسلہ برقرار رہی تو خلقت نہایت کثرت سے
موجود ہوجاے پھر جب مدت دونی ہو تو لوگون کا دونا دون خانہ شطرنج کے دوئی دون پر شمار کے
درجے سے باہر جاے اور کوہ وبیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل وفکر کے وسیلے
سے ناپا ہی اگر ہر ایک شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسکو اتنی جگہ میسر نہ آوے جو پانون رکھی اور سیدھا
کھڑا رہے اور جو چاہین کہ ہاتھ اوٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہون جبھی زمین تنگی کرے پھر بیٹھنا
اوٹھنا سونا آرام کرنا چلنا پھرنا ضرورت کیواسطے کہان پاے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار جبکہ آٹھسے
برسکی مدت بلکہ اس سے کمتر مین نوبت یہانتک پہونچی تو اوسکے دوئی دون کا کیا دخل پس حیات
جاودانی چاہنی اور مرنے کو بُرا جاننا خیال فاسد ہی دانا کو لازم ہے کہ آئینہ خاطر کو ایسی گمان
کاسد کے غبار سے صاف ومصفا رکھے اور سوچے کہ جو اس عالم امکان کے بندوبست مین
مشاہدہ کرے تو آئین کامل ورقانون افضل ہی اور توہم زیادتی کا لاحاصل پر جو کوئی آرزو
دوام زندگانی کی کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے
تو سوچے کہ بہت حیات سے غرض لذت زندگانی ہی اور معلوم ہی کہ پیری کیوقت تمام قوتین
اوسکی سست ہوجاتی ہین اور اوسکے حواس ظاہری وباطنی مین خلل راہ پاتی ہی اور تندرستی
جو اصل لذایذ ہے نہین رہتی اور اس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنے یہ ہین کہ جسے ہم بہت
عمر دیتے ہین اوسے خلق کے بیچ سرنگون کرتے ہین تمام احوال اوسکے راجع ہوکر قوت اوسکی
سستی سے آرام بے آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل ہوتی ہی چنانچہ قبیلہ اولاد
اوسسے بیزار ہوجائین علاوہ ہر دم ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار وآشنا کی جدائی اور ہر ساعت
طرح بطرح کے دکھہ درد مین گرفتار ہووے پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین

اون پر پشیانیون کا طالب ہو جو اوسکے تابع ہین اور جب معلوم ہوا کہ مدت سے چارہ نہین اور حقیقت اسکی نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف کے بوجھ اوٹھانیسے اور آزاد ہونا طایر ملکوتی کا قالب ناسوتی کے قفس سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ فراز گاہ نفس انسانی کا اور ہی عالم ہی پس انکو چاہیے کہ سعادت سرمدی کے حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانیکے لیے سعی و کوشش کرے اور چارپایونکے مانند دانی پانی کیطرف سر نہ جھکاوے اور قوای جسمانی کو لذات عقلی کی تحصیل کرنے کیواسطے مصروف رکھے اور اس پیدایش مین علائقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر کرکے مطابق اوس آیت کے جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مرجاؤ اپنے تئین موت ارادی سے مردہ صفت بنادے پھر جسوقت مرگ طبیعی آپہونچے تو زمین مکان کی تنگی سے چھٹکارا پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود اصلی اور انبیا اور اوسکے دوستونکا مکان ہے پہونچکر حیات ابدی حاصل کرے چنانچہ افلاطون نے کہا ہے تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبعی سے زندہ رہ شعر خوبدن وہ ہی کہ اس منزل ویران سے چلون ؛ ساتھہ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن ؛ ذرہ سان رقص کنان راہ طلبگاری مین ؛ پہونچون بطلب کو گراوس چشمۂ خورتک پہونچون ؛ یہی علاج ہے امراض قوت غضبی کا اما قوت شہویکی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا روایت کیفیت کے سبب پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف تران مین سے چار ہین افراط شہوت بطالت حرن حسد پس انکے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہے علاج افراط شہوت کا اگر وہ بسبب کھانے پینے کے ہو تو اونکی رذالت اور شریکونکی خست کا ملاحظہ اور اون خبیثون اور برائیونکا جو اونسے پیدا ہوتی ہین ضرور ہے جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگونکے نزدیک سبک ہوتا ہی اور ہر طرحکی خرابیان جیسے کم عقلی اور بے وقوفی اور نوع بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اونسے ظاہر ہوتی ہین چنانچہ طبیبون نے کہا ہی کہ تمام مرضون کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہے اور حضرت علیہ السلام کی حدیث مین آیا ہی کہ شکم خالی رکھکر کھاؤ تو صحیح اور تندرست رہو اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ پر شکم کھانا سب بیماریونکی جڑ ہے اور جو شہوتی عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیے کہ ضعف بدن

اور فساد عقل اور نقصان اور تلف مال کے بڑے سبب ہین سو عورتونکی چاہ ہی امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمۃ نے اس شہوت کی تشبیہ عامل ظالم سے دی ہی کہ اگر بادشاہ اوسکو مطلق العنان کردی تو رعیتونکا مال و اموال لوٹ لے اور اونکو فقر و فاقے مین ڈالے اور بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے لیے کچھہ نہ پہونچاوی اسیطرحسے یہ قوت شہوت بھی اگر مغلوب و تابع عقل کے نرہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط محمودہ کو جسے قوت غاذیہ کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے حوائج مین صرف کرے سب قوی و اعضا کو ضعیف و سست کردے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے لیے اختصار کرے تو اوس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر کرتا ہے اور بادشاہت کی انتظام کے واسطے جیسے کھائی بند کرنی پل بندھوانا لشکر روانہ کرنا ہے صرف کرے لازم ہی کہ سوچے کہ عورتونسے صحبت کرنیکی لذت اکل و شرب کے مزے سے زیادہ تر ہے پس جیسا عقل کے نزدیک بدہے کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود رکھکر اوس قسم کے طعام کے واسطے گھر گھر مانگنا پھرے ویسا ہی برا ہے کہ عقل و شرع کی آبرو کھوکر اپنے حلالہ کی قربت کو چھوڑکر حرام کے مقامون مین پرائی خبیث عورتونسے صحبت رکھے باوجود اسکے کہ اتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اوس سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ حدیث پیغمبر مین آیا ہے کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہے اور زبور مین مسطور ہے کہ جو بلا ئین زانی پر مسلط ہین اونمین سے کمتر یہ ہے کہ اوسکی روزی سے برکت اوٹھہ جاتی ہے اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھہ مین دے اوس درجے کو پہونچے کہ فرض کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہے کہ اوس سے قربت نہ کی ہو اور خیال کرتا ہے کہ اوسکے نزدیکی کرنی ایسی لذت ہے کہ کسی عورت مین متصور نہین یہ نہایت نادانی اور اوسکی حماقت ہی اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اون برائیون سے محفوظ رہے اور قوم نے اس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہے اور اس قوت کے مرضون مین سے اوسکو بدترین بیماری کہا ہے اور وہ اپنی ہمت کو مصروف رکھتا ہے ایک شخص معین کی تلاش مین بسبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اوسکا یہ ہے کہ اوسکا خیال چھوڑے اور اون دقیق علمون

اور اچھے پیشون مین اشتغال رکھے جنمین بہت تامل اور مشقت کی احتیاج ہو اور استفراغ کی تدبیر
جنسے قوت شہوی کے مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کرے جس سے آتش شہوت
ٹھنڈی ہورہے چنانچہ طب کی کتابون مین مشروح ہی اشراق یہ باتین عشق بہیمی مین نہین جو منشا
افراط شہوت کا ہی پر عشق نفسانی کہ سبب اوسکا مناسبت روحانی ہی رذایل کے عدد مین نہین ہی
بلکہ فضایل کی ہتمون سے ہے کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتونکی بحکم اسکے کہ جنسیت موجب
آمیزش کا ہی بڑی خواہش ہوسکتی ہی چنانچہ اشارہ اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہی اور جو اسمقام
مین مناسب ہی بیان اوسکا یہ ہے کہ مزاج شخصی کے اعتدال کی نسبت جتنی بہت لطیف و شریف
ہوگی اوتنی ہی اوسکی روح کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیکخوئی کیطرف
ہوگی اسلیے کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا درخت ایک ہی سرزمین سے پیدا ہوا اور ایک ہی
آب ہوا کی تاثیر سے پرورش پائے اور اونکے اعتدال مزاجی کے پودے ایک ہی چشمہ سے سیراب
ہون تو اونکے درمیان خواہش اتحاد کی جو حقیقت مین محبت اسیکا نام ہی یقینا ظاہر ہوگی جب
وے دونون شریف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو بسبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل
بیشبہہ ایک اتم و اعلی ہوگی اور دوسری انقص و ادنے پس عشقیت نقصان کی جہت سے عشق کا
اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ دکھائی اور اول خفا و انتقا کو چاہتی ثانی جلا و
بقا کو اسیواسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہی اون دو عددون سے جنمین ہر ایک کے کسور
بلکہ دوسرے کے عین ہوتے ہین جیسے دوسو بیس اور دو سو چوراسی حکیمون نے کہا ہے کہ اگر دو
شخصون کو کسی امر مین اتفاق ہو اون دونون عددونپر کھانے کی چیزونمین سے یا اونکے غیر مین
سے یا ہر ایک اونمین سے اون دونون عددون سے کسیکے احق عدد کو تختی مین کھدوا کر اپنے
پاس رکھے تو البتہ اونکے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیے اور بڑے
عدد کو معشوق کیواسطے مقرر کیا ہی جاننا چاہیے کہ کسور سے یہان مراد کسور صحیح ہی اور کسور صحیح دو
بیس کے جو اقل عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اس حساب سے آدھا ایک سے دس چوتھائی پچیس پانچوان
جز چوالیس دسوان جز بائیس گیارہوان جز بیس بیسوان جز گیارہ بائیسوان جز دس چوالیسوان جز
پانچ پچاسوان جز چار ایک سے دسوان جزو دو سے بیسوان جز ایک یہ تمام اجزا عدد اقل

متحابین کے برابر ہین عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر نہین اسلیے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے دوسے چوراسی ہین اور یہی مقدار عدد دین متحابین کے اکثر عدد کا ہے اور کسور صحیح عدد اکثر متحابین کے پانچ ہین نصف ایک سے بیالیس ربع اکھتر ستر ھوان جز چار ایک سے بیالیسوان جزو دو دوسے چوراسوان جز ایک مجموع ان پانچون جز کے دوسے بیس ہوے یہ مساوی عدد اقل متحابین کے ہین اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رک اور ثانی کا نام رکدہی اخلاق جلالی اور ترجمے مین اوسکے اعداد متحابہ کا حساب تھا اور اکثر طالب العلم یہان گھبراتے تھے اس لیے خادم الطلبہ غلام حیدر نے اس حساب کو یہان پر وضاحت کے ساتھ لکھکر لاحق کردیا تاکہ شائقون کو نفع پہونچے اور اس گنہگار کو ثواب اور یہ عشق شعار حکمار متاریلہین کا ہی اس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشندلی کا موجب ہی اسلیے کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا بحکم اوس آیت کے جسکے معنی یہ ہین مینے زمین کو اوسکے پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے نکلے کثافت طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب مین غائب ہوجاے اور جس جگہ عشق وشوق کی تپش جو جلادیتی ہے تمام عالم کو وصف حال دسکا ہی وجود کی بستی مین لگے طبیعت کے گھرون کو درد بست جلادی بیت آتش عشق نے یہ خرمن پندار جلایا ؛ جان وتن دین یہ دل سبکو بیکبار جلایا + بل بے اے عشق جہانسوز عجب شے ہے تو ؛ دین کو زندہ کیا کفر کا آثار جلایا ؛ اسواسطے حکیمون نے کہا ہی کہ تین چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہی پہلے عشق دوسرے فکر تیسرے ناصح ذکی وشریف کی نصیحت ماننی اسلیے مشایخ صوفیہ نے طلبگار کو پہلے تشق کے واسطے ارشاد کیا ہے مصرع اس سے بہتر اور کیا ارشاد ہی ؛ اور حدیث مین ہی کہ جو عاشق پاک ہوا اور اوسے چھپا کر مواتو وہ شہید ہوا اور دوسری حدیث مین ہے کہ خدا جمیل ہے اور جمیلون کو دوست رکھتا ہی اور شیخ ذی النورین مصری نے فرمایا ہے جو چاہے کہ خدا سے انس پیدا کرے تو ہر ایک شے ملیح اور چہرہ صبیح کے ساتھ انس اختیار کرے اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتے ہین کہ اسرار لاہوتی رحمت ناسوتی سے بچے ہوے ہین اور حسن ناسوتی عکس ہے جمال لاہوتی کا شعر کون ایسی جا ہے وان نہین اوسکے جمال سے ؛ پر تو چمک جھلک جو کہو کائنات مین + اور حقیقت یہ کہ بحکم آیا ہقوا زعربی کے جسکے معنے یہ ہین کہ جڑ شاخون سے لگی ہوئی ہے محبت ازلی کے اسرار

ممکنات کے قلوب مین بھرے ہوے ہین اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اوس کلام قدسی کا ہے جسکے معنے یہ ہین کہ پس مینے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے درون پہ پڑی ہوئی ہے یقین ہے کہ وہ ایک پرتو ہے کہ افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبدا حرکت دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبیعی کی صورت سے پڑا اور نباتات مین نشو و نما کا سبب ہوا حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت عشق نفسانی کے جلوہ دکھایا اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم مین پھر آوے اور فرشتون کے مقام سے ہوکر جو کثافت طبیعت سے بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر وہان سے مرکز زمین تک اوترے تو ایک ذرے کو بھی نور عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے **بیت** عشق کے خم سے دیا اوسکے ازل مین ایک جام ؛ چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین مست کرے **فرد** تری چاہ سبکے دلون مین بھری ؛ نہین کوئی تیرے ہے غم سے بری ؛ سریان کے بڑے بڑے حکیمون نے عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہے لیکن جبکہ تفرقہ کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہے اور ہر ایک کو قوائے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنیکی قدرت نہین ہے کیونکہ مصرع کیا جانے ہے ہر کوئی آئینہ بنانیکو ؛ جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامردی کے پانون جرأت سے رکھتے ہین اور جیتے مردہ ہوکر طبیعت کی خواہشون اور شہوت کی لذتون سے اپنے تئین بند کر سکتے وے گو گرد سرخ سے بھی عزیز تر ہین اور اکثر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے دام مین گرفتار ہو بد نظری کی قید سے نہ چھوٹ کر عشق کا نام رکھتے ہین چارپایونکی خاصیت کے ساتھ دعوی کمالیت کا کرتے ہین اور باوجود پابندی رشتہ ہوس کے مرتبہ آزادگی کے مدعی ہین افسوس صد افسوس **شعر** توشہ اس راہ کا ہاتھون مین سلیمان کے دیا ؛ ہر مگس کب یہ سنا ہے کہ وہ شہباز ہوا ؛ اس سبب سے یہ طریق بہت دشوار ہوسکتا ہے **بیت** زندگی کر لو کہ خالی ہو جاے چاہ و پیار سے ؛ اول و آخر ہے اوسکا قتل اور آزار سے ؛ یہ نصیحت مینے کی تیرے تئین اب دوست جان ؛ برخلاف اسکے فلان جینے کیا بیزار سے ؛ جس علامت سے عشق نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کر سکتے چنانچہ امام غزالی نے بعضے تصنیفون مین لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جس سے لذت اس طرح کی پاوے جیسے سبزے اور آب روان اور اسکے ماننا

کے دیکھنے سے پاتا ہے تو یہ نشانی شہوت مازیکی ہے اور اس صورت مین نظر اوسکی مباح ہے
اور اگر دوسری لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہے اوسکا نام عشق بھی ہے تو نظر اوسکی
حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہے کہ عشق نفسانی مین اکثر بات چیت اور ناز انداز کی رغبت ہوتی
ہے اعضا اور اونکی خوش تراشی کی رغبت سے اسلیے روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر
ہے جسمانی کی خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتین ایسی نہین جو ضمناً بیان کیجاوین تو اوسی قدر
پر اختصار کرکے اصل بات کی طرف رجوع کیا علاج حزن کا وہ عبارت ہے ایک الم نفسانی سے جو
کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا ہوتا ہے سبب اوسکا طمع اور حرص کرنا
ہے شہوات جسمانی اور لذات بدنی کے حاصل ہونے مین اور توقع رکھنا ہے متاع اور آرایش
دنیاوی کے پیچ علاج اوسکا تامل کرنا ہے اس مین کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے
نہین جیسے خوف موت کے علاج مین اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے اور جو کہ ثابت و باقی رہ سکتا
ہے وہ امر عقلی اور سعادت نفسانی ہے کہ زمان و مکان کے علاقے اور صدون کے تصرف اور
فساد کے دخل سے برتر ہے جب اس بات کا یقین کامل حاصل ہو طمع بیجا اور خیالات بیہودہ
چھوڑے اور دل کو اسباب دنیوی مین جو ڈھلتے ہوے سایے کے برابر ہین نہ لگاوے بلکہ
کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو نیکی باقی اور ذوالجلال کی درگاہ کے
نزدیک ہونیکا سبب ہین ہمت مصروف رکھے اور حرص کے مکان سے جو محل ہے حزن دائمی
اور الم روحانی کا نجات پاکر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل
ہے پہونچے چنانچہ مضمون اوس آیۂ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو
کچھ خوف نہین اور وے غمگین نہوینگے اوس سے خبر دیتا ہے بیت جسکو بھایا وصال سجانی
کب اوسے بھاوے لذت فانی ؛ شعر جز قصہ جام جم سے رہا یاد گار کیا ؛ زنہار مت لگا
تو دل اپنا جہان پر ؛ اور چاہیئے کہ جو اپنے پاس ہے اوس سے خوشدل رہے اور جو اوسکے
نزدیک نہین ہے اوسکے لیے غمگین نہوے ہو تو ہر دم کی خوشوقتی سے زندگانی کرے چنانچہ
حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالے نے اپنی حکمت اور خبرگی سے رضا و یقین کے بیچ
راحت و فرحت کو چھپایا ہے اگر اوسپر سخت گذرے تو گروہ خلائق کے احوال مین فکر کرے

کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفہ سے بھی ہو تو بمقتضاے اسکے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے
ساتھ خوش اور اپنے چال چلن اور راہ و روش کے مطابق مسرور و محفوظ ہے بلکہ اور دن کو
نام دھرتا ہے پس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اس بات مین نادان گمراہون سے بھی کم
نہ ہووے اور پرائے مال اور متاع پر نظر نہ کرے اور اپنے خسارت سے بھی غم نہ کھاوے چنانچہ
خداوند تعالے حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین فرماتا ہے کہ تو اس چیز کی طرف
مت دیکھ جسے برخوردار کیا ہے گتو نکو اون کافرون مین سے دنیا کی زندگی کی آرایش کے لیے تا
اونھین ہم آزماوین پیچ اوسکے اور بطلیموس حکیم نے کہا ہے کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہے اگرچہ
تمام دنیا اوسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اوسکے پاس کچھ نہ ہے اور قرآن کی بعضی منسوخ آیتون
سے وہ آیت ہے جسکے معنی یہ ہین کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپے سے بھرے ہوے
ہوتے تو ہر آئینہ تیسرے کی آرزو کرتا اور اوسے آسودہ نکرینگی مگر خاک بیت ہوس بادہ سے
پر ہووے کب یہ کاسۂ سر ؛ یہ ہیچ کہ اوندھا پیالہ بھرا نہ کبھی ؛ اور کندی حکیم اوسپر دلیل
لایا ہے کہ غم کھانا ضروریات سے نہین ہے بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہے جو اختیار کا مدخل و اسمین
تمامتر ہے اور وہ اختیار اس طور سے ہے کہ ایک جوہر مطلوب کسی شخص سے مفقود ہو جاے تو تامل
کرے کہ البتہ ایک جماعت ہے کہ اوس سے محروم ہے اور ساتھ اسکے بھی وہ خوش اور محظوظ
رہتی ہے یہ دلیل اوسکی ہے کہ فقدان مطلب سے غم کھانا کچھ ضرور نہین اور کچھ مصیبت یا
آفت کسی شخص پر آن پڑے یقین ہے کہ بعد چندے مزن اوسکا خوشی اور رونا اوسکا ہنسی
سے مبدل ہوتا ہے اور مثال اوس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا کرتا ہے کیسی ہے
جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہو اور خوشبوے مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت
بنوبت پہونچا ئین اور ہر کوئی اوس مین سے فائدہ اوٹھاے جب نوبت اوسکی آوے تو
خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھ سے ندے اور جو اوس سے چھین لین تو افسوس
اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الٰہی ہین ہر ایک کو طبقات خلائق
سے اوسکے وقت اوسکے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ بے سبب متعلق ہو اوس سے
لے لین چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت کے

نہین اور بالضرور ایک دن سکو پھیر لے پس عاقل کو چاہیے کہ امانت کے پھیر لینے مین
خوش ہوا ور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر سوا عمار
کے دنیا کا اور عیب نہ ہوتا تو بھی چاہیے تھا کہ صاحب ہمت اوسکی طرف التفات نکرتا سقراط حکیم
سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہی بولا کہ مین کسی چیز پر دل
نہین لگاتا ہون کہ اوسکے جانیسے غمگین ہون علاج حسد کا وہ برائی دولت کے زائل ہونیکی آرزو
رکھنی ہے خواہ اوسے وہ ملے یا نہ ملے اگر سبب اوسکا خواہش اسکی ہو کہ وہ نعمت اوسے حاصل ہو
تو یہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہی اور جو باعث اوسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھ پہونچے
تو قوت غضبی کے رذایل سے ہے بے مداخلت قوت شہوی کے اور یہ مرض سب مرضون سے
نہایت بد ہے اسلیے کہ حاسد برائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہے اور کبھی نعمت الہی
اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن دائم اوسکا کبھی انقطاع نپاوے اور حدیث مین
آیا ہے کہ حسد نیکیون کو کھا جاتا ہی جیسے آگ لکڑی کو کھاتی اور حسد کی نوعون مین سے بدترین
حسد وہ ہی کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب دنیاوی آدمیونکی کم توانائی کے سبب محل
منازعت کے ہین تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دولت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے
جو دوسرے سے زایل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس عیب سے منزہ ہے
اور اوسمین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زایل و نقصان نہین ہوتا ہے تحقیق
کہ حسد اون لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کیطرف رجوع کرتا ہے علاج حسد کا حزن و غضب کے
علاج کے قریب ہی اور غبطہ وہ ہی جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اور دنکو حاصل ہوتی ہی ویسی مجھ
بھی ہو بے آرزو کیے اسکے کہ غیر کی نعمت زایل ہو اگر یہ امور دنیاوی مین ہو تو قدر کفایت
اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہے اور باندازہ گزران اور بہبود کے محمود اگر عاقل دانا
اون بحثون مین فکر کرے تو اونکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو مثلاً کذب کے معالجے
مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہ ہے جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے
مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اوسکا منافی ہے پس کذب کو اوس مین دخل دینا
بموقع اور ظلم اسی سے عبارت ہے باعث کذب کا حرص مالی ہے یا حرص جاہی رذالت

اوسکی ظاہر ہے اسی قیاس پر تمام رذائل ہین دوسرا لامع تدبیر منزل مین اسمین چھ لمعے ہین پہلا لمعہ منزل یعنی مکان کی احتیاج مین ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیے کھانے پینے کیطرف محتاج ہی لیکن غذاے انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اوسکا تردد اور آباد کرنا پھر جب پکے تو کاٹنا انبار کرنا ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور انتظام اون سبھون کا بدون اعانت و شراکت کے متصور نہین بخلاف حیوانون کی غذا کے اس لیے کہ وہ طبیعی ہے صناعت کا دخل اوسمین کچھ نہین اور جب کہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا جیلے قباحت ہے تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیے اور اوسکو حفاظت مین رکھیے لیکن محافظت اوسکی بے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہان محفوظ رہ سکے اور چور اچکے کے ہاتھ سے بچ رہے ہو نہین سکتی پس ضرور ہوا کہ حویلی اور گھر بنائے اور جبکہ ہر ایک شخص کو اس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کہ حاصل کرنیکے لیے ضرور ہوا احتیاج ہے تو البتہ اوسکے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جس وقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاے تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کامون مین اوسکے ساتھ اعانت کرے پر یہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہے اور بنظر احوال نوع کے ضرور ہے کہ ایک عورت کو نکاح مین لائے کہ بسبب اوسکی توالد و تناسل ہوا کرے پس حکمت الٰہی مقتضی اوسکی ہے کہ مناکحت سے بندوبست خانہ داری اور سرشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اوسکی اچھی روش سے واجب جانے جسوقت ایک جماعت یعنی جورو خصم اولاد اکھٹے ہون تو بیشبہہ اونکی گذران کے بندوبست کے لیے معاون درکار ہون تو خدمتگار چاکر نوکر کی احتیاج ہو اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جب کہ بندوبست ہر کثرت کا الفت پر موقوف ہی پس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی ہی جو موجب بطۂ الفت کا ہے ہو سکتا ہے لیکن ان شخصون مین سے اس تدبیر مین باپ اولے ہی تو ریاست منزل اور سیاست اہل اسی کی راے پر مفوض رہے اور اس مدبر کو لازم ہے کہ ہر طرح کی تدبیرون سے جیسے رغبت دلانی ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی خشمگینی بیمارداری غمخواری وغیرہ ہی اہتمام کرے تاکہ جو کچھ اسکی تدبیر مین ہے آئین مناسب سے ظہور پائے اور اس مقام

مین گھر سے مراد وہ گھر نہین جو گل و لاے اینٹے پتھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بنا دین بلکہ مقصود الفت اوس سے الفت کیجاتی ہی جو خصم جورو اور باپ بیٹے اور نوکر و آقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو خواہ ویسے گھر و نمین رہین یا خیمہ خرگاہ اور درختونکے سایے اور غار اور پہاڑون مین تدبیر منزل عبارت ہی اسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے طور اختلال مامون رہ سکی اور جب تمام آدمیونکو ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سبکو اس علم کا حاصل کرنا ضرور پہ تدبیر منزل کی اصل اصول یہ ہی کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھے اور کسی سے خلل پیدا ہو تو اوسکی اصلاح کرے جیسے طبیب عضو اشرف کی مصلحت کے لیے کسی عضو کو کاٹ ڈالنا جایز بلکہ واجب جانتا ہی تو تدبیر منزل مین بھی کن نفسیں کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہے اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اس فن مین ملحوظ نہین ہی جیسے اوسکی طرف اشارہ ہوا لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیے ایما کیا ہے اور کہا ہی کہ بہترین محلون سے وہ ہی جو مضبوط اور چھت اوسکی بلند اور دروازے اوسکے بڑی ہون اور ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اوسمین طیار رہے اور اوس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کیڑے بچھو سانپ وغیرہ کے صدمون سے بچ سکے واجب ہے لیکن حدیث مین آیا ہے کہ چھ گز سے اونچا مکان نہ بنا وے اور جب اس قدر سے زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک اے مسرف اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کرے کیونکہ بدذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہے افلاطون نے زرگر محلہ مین جگہ بنائی تھی جب اوسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اوسکا یہ ہے کہ جسوقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کر دیتی ہی تو اونکے ہتھوڑونکی آواز سے جاگ اوٹھتا ہون **دوسرا لمعہ** قوت اور مال کے جمع کرنے کی تدبیر مین جب معلوم ہوا کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنیکی طرف ہے تو تدبیر اوسکی اسطور پر ہی کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع کرے اسلیے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس زمین سے تلف ہو جائے تو دوسری کام آوے اور بسبب کاروبار ضروری معاملون کے پیسے کی طرف جو فطرت عدالت اور ناموس اصغر ہے احتیاج ہوا در آبرو حرمت اور ستھرائی اور اپنی مضبوطی اور زندگی کے لیے تھوڑا اوسمین سے اور جنسونکی نہایت کے برابر ہے اسیواسطے غلہ اور اناج دور دراز کے

مکانون سے لانیکی حاجت نہین ہو اگر میسا نہوتا تو اور شہر دینے ضروریات مکے دھولانیکی مشقت
برداشت کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی
پر آمد کی دو قسمین ہین ایک اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہو جیسے صناعت یعنی پیشہ دوسرے
وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہین جیسے میراث بخشش ہو اور سب پیشون کی تین قسمین ہین چنانچہ
بعضے ائمہ دین نے بھی کہا ہو یعنی کھیتی سوداگری اور پیشہ امام شافعی اسپر ہین کہ پیشون مین
تجارت بہتر ہے اور اوسکے اصحابون سے ماوردی نے کہا ہے کہ زراعت بہتر ہے اور صاحب
عالمون سے کہا ہو کہ اس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہو اور جھوٹے آدمیون پر غالب
تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی پس زراعت بہتر ہے جبکہ امام شافعی رحمہ کے زمانے مین مال حلال
بیشتر اور دیانت و امانت لوگونکی اکثر تھی اسواسطے اونہنے سوداگری کو ترجیح کا حکم دیا تھا حکیم کہتے
ہین کہ سوداگری کا اعتماد نہ کیا چاہیے کیونکہ شرط اوسکی سرمایہ ہے اور وہ تلف ہوجانے
بچ نہین سکتا اور کسب و حرفے مین تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہو پہلے ظلم سے جیسے
توشے ناپنے مین کچھ تفاوت کرنا دوسرے بیغیرتی سے جیسے مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو
چیز ذلت مین ڈالے تیسرے کمینہ پن سے جیسے خاکروبی دباغی ساتھ اسکے کہ وہ اچھے پیشے
کرسکے لیکن ان پیشون مین سے بعضے ضروری ہی جیسے کشتکاری ہی مثلاً اور بعضے غیر ضروری
چنانچہ زرگری اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہین شریف و خسیس و متوسط شریف وہ ہے
کہ قوت نفسانی کے ساتھ تعلق رکھے یہ پیشہ امتیازی صاحب مروت لوگون کا ہی پاوسمین سے
ذلیلان تین قسم ہین پہلے جو علاقہ جوہر عقل سے رکھتی ہے جیسے وزارت کا کام دوسرے وہ جو
علم و ادب سے متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت حساب و انی پیمایش کا ہنر تیسرے
جو زور اور شجاعت سے علاقہ رکھے جیسے سپاہگری اور کمینے پیشون کی بھی تین قسمین ہین ایک وہ
جو عوام الناس کی بہتری سے خالی ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور علم
تسخیر یہ حرفہ بدلوگون کا ہے دوسرے جو فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے سحر اور کلانوتی
اور جوا اور یہ پیشہ سفیہون کا ہے تیسرے جس سے طبیعت نفرین کرے جیسے حجامی دباغی
خاکروبی یہ پیشہ رذیلون اور ادنے لوگون کا ہے لیکن جبکہ عقل کے نزدیک احکام

طبیعی کا کچھ اعتبار نہین تو تیسری قسم کو عقل بدبھی نہین جانتی بلکہ زندگی کے لیے ضرور ہے
بس چاہیے کہ ایک فریق اس کام مین مشغول رہے بخلاف اگلی دو قسمون کے اسلیے کہ وہ عقل
کے نزدیک بدین اور جو کوئی اس پیشے مین نامزد ہو لازم ہے کہ اس مین سبقت و کمال کا
قصد کرے اور پست ہمتی مین اپنے تئین نہ ڈالے اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی
سے بہتر نہین اور اسکے اچھے ہونون مین سے وہ ہے جو دولت پر مشتمل ہو کہ بارسائی و
مروت کے قریب ہو اور جو مال کہ نفس سے لیا یا غنیمت اور میراث مین سے ہاتھ لگے اگرچہ
بہت سا ہو غنیمت ہے بلکہ بشرع عقل کی رو سے اعتماد کرنا اس پر واجب ہے اور جو کچھ حسن
مشقت اور عرق جبین سے پیدا ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو تو بہت اور بابرکت ہے ولیکن مال کی بخشش
اور اسکے خرچ کرنے مین حد اعتدال کو ملحوظ رکھے بیان ہو چکی اس طور سے کہ زیادہ
خرچ اور بخل سے بچاوے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیے خرچ نہ کرے اور چاہیے کہ خرچ آمدنی
سے تھوڑا ہوا اور ایام سختی کا لحاظ رکھے جیسے قحط سالی مفلسی حالت بیماری کی ہین اور مال و
اموال کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہے کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس اثاث البیت کی قسم سے اور
کچھ ملک جیسے باغ مواشی وغیرہ ہی اس واسطے اگر کسی مین نقصان آوے تو دوسرے سے
جبر ادا ہو سکے اور اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہے ایک وہ کہ بمطابق حکم خدا اور شریعت کے
قانون پر خرچ کیا چاہیے چنانچہ زکوۃ و صدقہ دینا اور نذر و نکاح ادا کرنا دوسرا بطریق سخاوت اور
اکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا تیسرا ضروریات کی جہت سے کچھ فائدے
کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امرا و سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی اور اپنے قبایل کے
کھانے پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون کو پیسا دینا کہ بسبب اوسکے آبرو و حرمت
بچ رہے لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضرور ہے ایک وہ ہی کہ جو کچھ کسیکو دے تو نہایت
خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نہ کرے اس لیے کہ خدا
تعالے اپنے خزانہ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرماتے اور اوسے حکم کرے
کہ اوسمین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بد ہے کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین گرانی
لاوے دوسرے یہ کہ صرف للہ دے اور سوا اسکے کچھ غرض نہ رکھے تا احسان و سکا برباد نہو

تیسرے وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل کو پہونچائے کہ حق تعالی نے اونکی شان مین فرمایا ہی
مضمون اوسکا یہ ہی کہ نادان اونکو غنی جانتے ہین اسلیے کہ وے کسیکے دروازے پر سوال کو نہین
جاتے چوتھے وہ کہ خیرات چھپا کر دے کیونکہ علانیہ مین گمان تکبر اور نسبت رکھنے کا ہوتا ہی اور شاید
مستحق کی خاطر شکنی ہوا ور حدیث نبوی مین آیا ہے کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہے اور
دوسری حدیث مین واقع ہوا ہے کہ خیرات دینے مین بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے اس طور پر دے کہ
بائین ہاتھ کو خبر نہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب حضرت حق سبحانہ
تعالی نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس پہاڑونکو خلق کیا کہ اوسکے سبب ٹھہر رہے فرشتے
اس سے تعجب مین آئے اور سوال کیا کہ اے بارالہ کوئی مخلوق تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہے فرمایا ہان
آگ ہی پھر پوچھا کہ اس سے غالب کوئی چیز ہے فرمایا کہ پانی پھر سوال کیا کہ پانی سے بھی اشد ہے
فرمایا کہ ہوا پھر بولے کہ اسپر کوئی چیز غالب ہے فرمایا ہان خیرات پہنانی جو بنی آدم دیتے ہین بشرطیکہ
دہنے ہاتھ سے دے کہ بائین کو خبر بھی نہو اور تاثیر اوسکی سب سے زیادہ ہی کیونکہ وہ بلاے سخت کو دفع
کرتی ہی اور دوسری قسم مین پانچ شرطونکی رعایت کیا چاہیے پہلے دینے مین جلدی کرنی اسلیے کہ
انتظار کے بعد شاید لذت اوسکی انتظار کے الم کے برابر یا اوسسے کمتر ہو دوسرے پوشیدہ دینا تاکہ
اظہار کے شر سے محفوظ رہے تیسرے وہ کہ جو کچھ دے اوسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اسلیے
کہ شیوہ اہل مروت اور صاحب ہمتونکا ہی چوتھے انعام کا دروازہ اوسکے حق مین بند نہ کرنا اسواسطے
طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعامون کے ضائع ہونیکا سبب ہوتا ہی پانچوین اچھے مقام
مین دینا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نہو **بیت** مصرف بیجا سے واجب ہے گریز ٭ تا نہ مصرف
تو کہاوے العزیز ٭ اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہے پہلے حد اعتدال کا لیکن اگر
دفع ضرر مقصود ہو تو زیادتی کیطرف میل کرنا اس قدر مین احتیاط ہے کہ اپنے اور دولت و حرمت
کے ضرر سے بچ رہے اسلیے کہ اکثر لوگون مین انصاف و عدالت نہین ہوتی بلکہ طمع و حرص و
بغض و حسد اونمین بھرے ہین پس بنا نفقہ کرنیکی عرف عامۂ ناس کے قاعدے پر آبرو و حرمت کی
حفاظت کے واسطے عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف
کیطرف ہے **تیسرا معمہ** اہل خانہ کی تدبیر مین چاہیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تا ہل سے سوا اسکے

نہ رکھے کہ اپنے تئین بدکاموں سے بچاوے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے نہ کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا اور عاقلہ ہے پر عورتوں میں سے بہتر وہ عورت ہے کہ عقل و شعور اور دیانت و پارسائی اور شرم و حیا اور رحمدلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھ نہو لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اوسکے کنبے کی عورتوں سے ہوسکتی ہے کہ عورتیں اونکی بانجھ اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے کہ اوسکے اولاد ہوئی ہے یا نہیں اور بی بی لونڈی سے بہتر ہے تا بسبب اسکے ہمچشموں کی برابری اور دشمنوں کی اسمالت اور کاروبار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو اور ثیبہ سے باکرہ اولے ہے اسلیے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری اوسمیں بیشتر متصور ہے اور جو اون فضیلتوں کے ساتھ نسب و حسب اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو نہایت بہتر ہے لیکن ان تینوں میں کئی خطرے ہیں اسی واسطے احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب محبت کا ہوتا ہے اور جبکہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں تو بسبب بیدار نسب کے شوہر کی تابعداری میں ناک چڑھاتی اور منھ بناتی ہیں بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خصم کو خادم کے مثال خیال کرتیں اور یہ رسوائی اور حال و مال کی خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہے اور مال و جمال میں اور بھی مفاسد ہیں اسواسطے کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع قبائح کی ہے اونمیں کمتر اسواسطے بہت سے فساد کیطرف منجر ہوتیں اور شوہر کو اپنے اہلیہ کے بندوبست میں تین چیزوں کی رعایت کرنی ضرور ہے پہلے ہیبت کی یہاں تک کہ اوسکی نظروں میں مہیب دکھائے تا اوسکی فرمانبرداری اور رضامندی میں سستی نکرے پر یہ تدبیر کی قسموں سے بہت بڑی تدبیر ہے لیکن انتظام اوسکا بغیر ظاہر کیے فضیلتوں اور بدون چھپائے رذیلتوں کے متصور نہیں دوسرے کرامت کی یعنے اپنے قبیلے کو ایسی باتوں میں نگار کھے جس سے پیار و محبت روز بروز ترقی پکڑے تا اوسکے کم ہونیکے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نکرے اور ستر و حجاب میں غیر محرم کی نظروں سے محفوظ رکھے اور اوسکے ساتھ دلبری کی باتیں کیا کرے اور پہلے پہلے ایسی چال چلے کہ اوسے شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے تیسرے وہ ہے کہ اوسکے خویش و اقربا کے ساتھ طریقہ اکرام و احترام تعظیم و تواضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور بغیر ملحوظ و متصور دوسری عورت نکرے اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب میں پہلے سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد

انکی طبیعتون مین بھرا ہے ساتھہ نقصانی عقل کے اونھین قباحت اور فضیحت مین ڈالی اور سوا باد شاہون
کے جو مقصود تزویج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتونکی نسبت اونکے ساتھہ بغیر فرمانبرداری کے چارہ
نہین بہت نکاح کا حکم نہین دیا پس اونکو بھی احتراز اسنے اولیٰ ہے کیونکہ نسبت مرد کی گھر کیطرف
کیسی ہے جیسے نسبت دلکی بدن کیطرف اور جیسے ایکدل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا
ویسا ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست نہین کرسکتا اور اپنی بی بی کو خرچ پومیہ اور نوکر چاکر باندی
غلام کی فرمایش مین جس وجہ سے بندوبست گھر کرنے کا بخوبی انجام پاوے مختار کرے اس طور پر
کہ ہمیشہ دل اوسکا امور خانہ داری اور علاقہ خانگی مین لگا رہے تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے
باز رہے اسلیے کہ نفس انسانی متحمل بیکاری کا نہین کرسکتا اور بیفکری آدمی کو برائیون مین ڈالدیتی ہی
اور موجب باہر نکلنے اور نظربازی کا ہوتی ہے اور اس سبب سے شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام
کرے چاہنے والے بھی اوسکے پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر دو تین چیزین جنسے پرہیز کرنا واجب ہے پہلے
اونمین سے بہت چاہت اسلیے کہ بسبب اسکے اپنے تئین تراشتی اور نافرمانی کرنی بلکہ چاہتی ہی کہ شوہر
کے اوپر حکومت بھی کرے یہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہے کیونکہ جب حاکم محکوم ہوا اور مالک
مملوک تو البتہ انتظام مین اختلال آوے اگر اوسکی محبت مین مبتلا ہو تو اپنے دل مین رکھی اچنا
اگر غلبہ کرجاے تو اُن تدبیرونسے جو باب عشق مین کہا ہے دفع کرے دوسرے وہ کہ بڑے کامون
مین اوسکے ساتھہ مشورت نکرے اور اپنے اسرار پر بھی مطلع نہ کرے اور مال و اموال گرانبہا
سواے قوت لابدی کے اوسسے پوشیدہ رکھے اسلیے کہ کم عقلی اوسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہی
اور تواریخ مین لکھا ہے کہ حجاج کا ایک دربان تھا اوسے بہت چاہتا کسی وقت بات چیت
کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جوروسے نہ کہا چاہیے اور اوسپر اعتماد نہ کریے تب دربان
نے کہا کہ میری جوروبہت دانا اور مہربان ہے اوسپر بہت اعتماد رکھتا ہون مین اسواسطے کہ
بارہا کے تجربے و امتحان سے اسکے احوال کا وثوق حاصل ہوا ہی اور اوسکو اپنا محرم اسرار
جانتا ہون حجاج نے کہا یہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہے مین اس بات سے تجکو واقف
کردون اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا توڑا لائین اور اسپر اپنی مہر کی اور دربان کو دیا اور
کہا کہ یہ نقد تجھے مینے بخشے پر میری یہ مہر اسپر ہے اسے گھر لیجا اور اپنی جوروسے کہہ کہ امین تورے

کو پادشاہی خزانے سے چوراکر تیرے لیے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کتنے دن پیچھے ایک لونڈی اوسکو عنایت کی وہ اوسے گھر مین لایا اوسکی جورو نے کہا کہ میری خاطر اس لونڈی کو بیچ لا وہ بولا کہ جس کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہے کس طرح اسکا بیچنا روا ہے اس بات پر غصے ہوئی اور پھر رات گئے حجاج کے محلسرا کے دروازے پر گئی اور دربان کے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلان دربان کی جورو آئی ہے حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہے عرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جاکر آداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیا ہے اب ایک خیانت اوس سے خزانہ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اس لونڈی پر واجب ہی اسلیے پوشیدہ نہین رکھ سکتی ہون یہ کہکر توڑا مہر بادشاہی کے ساتھہ روبرو رکھدیا اور کہا کہ آپ کے خزانے سے میرا خاوند چورا لیگیا تھا دیکھیے آپ کی مہر بھی اوسپر ہے حجاج نے دربان کو بلوایا اور توڑے کو اوسکے آگے دھروا دیا اور کہا کہ یہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے اگر مین سرگذشت سے واقف نہ ہوتا تو تیرا سر لڑکون کا گیند ہوکر چاریایون کا پامال ہوجاتا تیسرے وہ ہے کہ اپنی جورو کو نظربازی اور غیر مردون کی بات سننے اور اون عورتون کی آمیزش سے جو ان خصلتون مین موصوف ہین منع کرے علے الخصوص بوڑھی رنڈیون سے جو بدکاموں مین متہم ہین اور حدیث سے نقل کی ہے کہ عورتون کو حضرت یوسف کے قصے پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہے کہ مبادا طریقۂ عفت سے پھر جانیکا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتونکی رعایت کرنی شرط ہے وہ پانچ خصلتین ہین پہلے پارسائی اختیار کرنی دوسری کفایت شعاری تیسری شوہر سے ڈرنا اور چشم احترام سے اوسپر نظر کرنا چوتھی تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا پانچوین معاشرت مین اظہار خوبی کرنا اور خفگی نکرنی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوقات مین سے کسیکو سجدہ کرنا اگر درست ہوتا تو مین عورتونکو اونکے شوہرونکے سجدہ کرنے کے لیے حکم کرتا حکیمون نے کہا ہے کہ نیک عورتین شفقت و محبت مین ماں کے برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی کی مثال اور الفت و صداقت مین دوستونکے مانند اور بد عورتین ظالمونسے تشبیہ رکھتی ہین نافرمانی اور ہنگامہ پردازی مین اور دشمنونسی شوہر کی بیآبروئی اور

عیب جوئی مین اور چور و لٹنے اوسکے مال کے طمع کرنیمین بطریق خیانت کے جو کوئی کسی نالائق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اوسکا سوا مفارقت کے کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کیطرف رجوع نکرے جیسے اطفال کا ضائع ہونا اور سوا اوسکے جو فساد ہوا اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دبنے لینے کے چارہ نہین ان سبھون کے بعد بہترین تدبیرون مین سے یہ ہے کہ اوسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے جو اوسے بُرے چلن سے منع کر سکے اور خود سفر دور و دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت اوس سفر مین رہے تا شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کر دے اور خبر نیک اوسکی طرف سے آوے عرب کے حکیمون نے کہا ہے کہ پانچ قسم کی عورتون سے احتراز کیا چاہیے خنانہ منانہ اتانہ کتبہ القفاخذ الدمن پر خنانہ وہ عورت ہے کہ دوسرے شوہر سے اوسکے اولاد ہو اور اس خصم کی دولت سے اوسپر مہربانی کرے اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین کہ بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو اور اتانہ وہ عورت ہے جسکا آگے ایک خصم تھا اور اوسکو اپنے زعم مین اوس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اوسکے احوال سے شکوہ شکایت رونا پیٹنا کرے کبتہ القفا اوس عورت کو کہتے ہین جو پارسائی کی چادر مین مستور نہ ہے اور آدمی پیٹھ پیچھے شوہر کے اوسکی بھائی کی جہت نام رکھین خضراء الدمن وہ ایک عورت ہے خوبصورت اور بداصل تشبیہ اوسکی سبزۂ گلخن سے دی ہے یہ معنے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین واقع ہین پر جو کوئی اہلخانہ کو بندوبست سے قاصر ہو اوسے تجرد اولے ہے چوتھا معہ اولاد کی تدبیر مین پہلے چاہیے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج اوسکے لیے مقرر کرے اسلیے کہ مزاج اور طبیعت کی خوبیان لڑکون مین اثر کرتی ہین اور جبکہ شریعت حق مین وارد ہوا ہے کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتوین دن بہتر ہے تو اوسکی متابعت کرنی ضرور تاخیر کی حکمت یقینًا یہ ہے کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اوسکے لائق مقرر کیا جاے اسلیے کہ اگر کوئی برا نام اوسکے واسطے معین کرے تو ساری عمر بسبب اوسکی پریشانیون سے گذرے اسلیے ماں باپ پر فرزندون کا حق ہے کہ نام رکھنے مین شرط احتیاط کی وا کرین جب مدت دودھ پلانے کی تمام ہو چکے تو اوسکی تعلیم و تادیب مین مشغول ہوین تاکہ بداخلاقی نہ سیکھنے پائے اس لیے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھتے ہین اور طبایع انسانی رذایل کیطرف متوجہ چنانچہ سابق بیان اسکا ہو چکا ہے اور اوسکی اخلاق کی

درستی مین جس طور سے کہا ہے پیروی طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ قوت تمیز کے پہلے اثرون مین سے قوت حیا ہی چنانچہ مذکور ہوئی تو زیادتی حیا کی فضیلت و سخاوت کی دلیل ہے پس جبوقت یہ خصلت اوس سے مشاہدہ کرے تادیب مین اوسکے زیادہ اہتمام کیا چاہیے پہلی تادیب یہ ہے کہ اوسے بداخلاقی کے اختیار کرنے سے کلید منع کرے اسلیے کہ طبیعت صاف مصفا تختون کے برابر ہی جو نقش اون مین کھینچے آسانی بنجاے پھر اوسے احکام دینی ادب قاعدے کے طریقے سکھائے اور اونکے یاد رکھنے کے لیے تاکید اور اونکے انکار پر زجر و تادیب کرے پر اوسکی طاقت و قوت کی موافق جس طور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہی سات برس کی عمر مین نماز پڑھنے کے لیے حکم کرے اور دس برس کے وقت ترک صلوٰۃ کے سبب مار پیٹ سے ادب دے اور اوسے نیکونکی مدح اور بدون کی مذمت کرنے پر اوبھارے اور عیاشی کا مانع ہو اگر اختیار کرے تو تعریف سے دل بڑھاوے اور بری چال چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے اور مقدور بھر ظاہر ملامت نکرے بلکہ اس طور سے کہے کہ تونے سہوًا یہ حرکت کی ہے بار دیگر ارتکاب اسکا نہ کرنا دلیر نہو جاوے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہے تو اوسکے راز کو فاش نکرے پھر اگر بار بار ایسی حرکت اوس سے سرزد ہو تو خلوت مین لیجا کر بہت ہی ملامت و نصیحت کرکے اوسکی قباحت کا مبالغہ کرے اور اوسکے عود کرنے پر ڈرائے اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہے شاید بسبب کثرت ملامت کے ڈھیٹھ ہو جاے اور بمقتضاے اوس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ انسان کو جس بات سے منع کرین وہی کا حریص ہو خواہش معاودت کی اوسکے مزاج مین آئے بلکہ حکمت عملی کے طریقے ان باتونمین اختیار کیا چاہیے اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس پوشاک کی زینت اوسکی نظرون سے گرادے کہ اوسکے دلمین یقین ہو جاے جو رنگ برنگ زیبت کا لباس خاصیت عورتون کی ہے اور مردونکو چاہیے کہ اوس سے بے پروا رہین اور ہر دم آبے دانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی پہلے کھانے کے آداب چنانچہ تفصیل اوسکی آویگی اوسکو سکھلاے اور سمجھاے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن کی ہے نہ اوسکی لذت مقصود ہی اور جتنی کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہین پس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے

دفع مرض کے لیے استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی باندازرفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیے اور
اسے ہرطرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایک ہی قسم پر جو کر کرنا لازم ہی اور اوسکی اشتہا کو
ضبط کرین یہانتک کہ تھوڑے مین صبر کرسکے اور لذت اور مزے کی چاٹ مین گرفتار نرہے
اور کبھی کبھی اوسکو روکھی روٹی دیا کرین تا ناچاری کے وقت کو ٹال سکے یہ طریقے غریبون کے
لیے بہترہین اور بڑے آدمیونکے لیے بہت بہتر اور دونکی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا سستی اور
خواب دنکو اوسپر غلبہ نکرے پر گوشت موافق ہی دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون
سے اور اون کھانون سے جو جلد ہضم نہون پرہیز واجب ہی اور کھانے وقت پانی پینے سے منع
کیا چاہیے ہرچند کہ سب آدمیونکو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہے علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ
کرنی ضرور اسلیے کہ نشہ کی چیزین اونکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور اور بیغیرتی اور سبکی کا باعث
ہوتی ہین اور یہ بدخصلتین اوسکی طبیعت مین مستحکم ہوجائین بلکہ اون لوگونکی مجلس سے بے اندیشہ
اوسے باز رکھا چاہیے اور بری باتونکے سننے کا مانع ہونا ضرور اور ہر روز جب تک ادب قاعدے کی
مشق سے فراغت نکرے اور سختیان نہ اوٹھاوے کھانیکو دین اور پوشیدہ کامون سے اوسکو
منع کرین تا بدچالی پر دلیر نہوجاے اس واسطے کہ بیشبہہ سبب چھپانے کا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اس کام
مین تصور کیا ہوا اور دنکے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور اسباب متنعم اور نرم و
ملائم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے گرمیون مین اور آتش دیوستین
جاڑون مین باندھین اور کبھی کبھی سیر کرنے یا پیادہ چلنے سواری چڑھنے اور مناسب محنتین
اوٹھانے کی خو سکھائین اور نشست و برخاست و گفتگو کرنے کے سلیقے جیسے بیان اونکا
آوے بنائین اور بالونکی آرایش اور زیب و زینت اور زنانے لباس مین اوسکی عادت
کرنے نہ دین اور جب تک اوس وقت کو نہ پہونچے کہ جب انگشتری کا رکھنا درکار ہو
تب تک اوسے انگوٹھی نہ پہنائین اور اپنے ہمچشمون سے اور اسباب دنیاوی کے
سبب اوسکو فخر کرنے اور جھوٹھ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھ ہو یا سچ منع کرین
اسلیے کہ قسم مطلقاً بد ہے خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً اگر سچ ہو تو بھی مکروہ ہے
مگر جب کسی مصلحت دینی کے لیے ہو مردون کو اگرچہ سوگند کی احتیاج ہوتی ہے پر لڑکون

کو کچھہ ضرورت نہین اور خاموشی جواب مختصر دینے بزرگون کے حضور چپ ہوکر سننے اور
اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر ان ادبون کی احتیاج ہوتی ہے
اور چاہیے کہ دیندار دانا اخلاق کے طریقے سے واقف اور پاکدامنی اور عزت و وقار و ہیبت
و مروت مین مشہور اور اخلاق شاہی اور انکی مجلس کی نشست و برخاست اور گفتگو اور ہر ایک
فریق کی بول چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیے کہ اور لڑکے اپنی ہمجنس کے بلکہ بعضے بعضے
بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے آراستہ ہون مکتب مین ساتھہ اوسکے رہین تا
ملول و غمگین نہو اور طریقے آداب کے اوسنے سیکھے اور اوسکے نفس دیکھکر تعلیم و تعلم مین زیادہ
سعی کرے اور جس وقت آخوند ادب کے لیے اوسکو مارے تو شور و فریاد اور شفاعت کرنے
سے منع کرین کیونکہ یہ خصلت غلام اور بیچارون کی ہے اور معلم کو چاہیے کہ جب تک کوئی
تقصیر ظاہر اوس سے مشاہدہ نکرے مارنے کا اقدام نہ کرے اور جو مار کی حاجت ہو تو پہلے
بار چاہیے کہ شمار مین اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پر جرات نکرے
اور چاہیے کہ سخاوت کی ترغیب اوسے دین اور نعمت دنیا دی اوسکی آنکھون مین خوار
دکھلائین اس لیے کہ زر و سیم کی آفت سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہے امام غزالی اوس
آیۂ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنے یہ ہین کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی عبادت
سے باز رکھیو فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زر و سیم ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے دعا مانگی ہے کہ میرے تئین اور میرے فرزندون کو زر و سیم کی پرستش اور اوسکی
دل بستگی سے دور رکھیو اس واسطے کہ منشا تمام فسادون کا اونھین کی محبت ہے اور
تعطیل کے دنون مین اوسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ سبب کسی دکھہ اور باعث
کوئی قباحت کا نہو اور یہ آداب سب لوگون کو بہتر ہے خصوصًا جوانون کو نیک تر اور جب
اثار تغیر کے اوس مین غالب ہون تو سمجھا مین کہ اسباب دنیا دی سے غرض صحت بدن
کی حفاظت ہے نفس انسانی جتنی استعداد دار البقا کی حاصل کر سکا باقی اور قایم رہیگی پس
اگر بدر اہل علم سے ہے تو تربیت مذکور سے لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفہ سے ہو تو
جس وقت آداب شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے مین اوسے لگاوے

پر بہتر یہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اوسکے احوال مین خوض کرے کہ کونسے علم و ہنر کی استعداد اوسمین زیادہ تر ہے جسکی لیاقت پاے اوس مین مشغول کردے اس لیے کہ بمقتضا اس آیہ کریمہ کے جسکے سننے یہ ہین جو جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اوسکو آسان ہے ہر شخص کو استعداد ہر ایک صناعت کی نہین ہے بلکہ ہر کوئی جدی جدی صناعت کی لیاقت رکھتا ہے اور اوس مین ایک بھید ہے جو سبب قوام عالم و انتظام احوال بنی آدم کا ہے حکماء سابق مولود کے طالع مین نظر کرتے اور طریقۂ نجوم سے جس کسب و ہنر کی لیاقت اوس مین دیکھتے اوس مین مصروف رکھتے اسلیے کہ جو کوئی جس فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اوس مین کامل ہوسکتا ہے اور جسکی استعداد نہین رکھتا اوسکی سعی کرنی تعطیل روزگار و تضیع اوقات ہے اور طبیعت اوسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور ہتھیار و اوزار اوسکے موافق بھی نہین تو اوسے اوس ہنر کی تکلیف نہ دین بلکہ دوسرے پیشے مین لیجائین بشرط اسکے کہ اوسپر قائم رہنے کی پاس کلی ہوئی ہو تا موجب اضطراب کا نہو اور ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لائق کا جس سے حرارت غریزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کی حاصل کرنے کے لیے اوسکو حکم کیا جاہیے اس لیے کہ جس وقت لذت اوسکی پائے تو اوسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اوس ہنر کے دقائق مین نظر کرکے سبقت لیجاے اور اوسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشرافون کا ہے عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نکرے اسواسطے کہ اکثر دولتمندزادے جو دولت پدری پر مغرور ہوکر علم و ہنر کے سیکھنے سے محروم رہجاتے زمانے کے ہیر پھیر سے خرابی کے میدان مین آجاتے ہین جب روزگار کرنے لگے اور بسبب اوسکے تعیش مزاج مین آجائے تو اولے والنسب ہی جو اوسے متاثل کردین اور اونکے محاصل کو نکالکر جدا کردین ولایت پارس کے بادشاہ فرزندون کو لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھ کسی طرف بھیجتے اس لیے کہ تکلیف و سختی کی عادت اختیار کرین اور روسا و یلم کا طریق بھی یہی تھا اور جسنے برعکس اسکے تربیت پائی اصلاح اوسکی مشکل ہے علی الخصوص اوسکی جو کہ

سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت دشوار ہی سقراط حکیم سے کسینی نے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھہ کسواسطے ہے تو یہی جواب دیا اور تربیت لڑکیون کی جسکے وے لائق ہین اوسی طور سے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی و پردہ نشینی کے لیے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اون خصلتون کے واسطے جنکا بیان عورتون کے احوال مین ہو چکا ہے ترغیب دینا لازم ہے اور اچھے اچھے ہنر اونکی شان کے موافق سکھلانے ضرور اور پڑھنے لکھنے سے کلیہ منع کیا چاہیے اور جس وقت بالغ ہون تو اپنے ہمچشمون کے ساتھہ نکاح کر دینے مین تعجیل واجب یہ طریقے اولاد کی تربیت کے ہین اور جبکہ اثنائے بحث مین بعضے آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہے تو ضرور ہوا کہ بیان اوسکا بطور اختصار کے کیا جاوے اگرچہ وے مخصوص اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اوسکی استعداد و قابلیت کے بیان کیا آداب گفتگو کے چاہیے کہ بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی اور موجب سبکی اور بے اعتباری کا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جو طوطی خوش الحان و ماینطق عن الہوا کے تھے علیہ افضل الصلوۃ اکمل التحیات عندال کے ساتھہ گفتگو اس طور سے کرتے کہ اگر مجلس مین تک بھی رہتی تو جو جو نکتہ زبان حقایق ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور بزرجمہر حکیم نے کہا ہے جب کسی کو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہے بیقین جانے کہ وہ دیوانہ ہے اگر بولا چاہے جب تک اوسے خوب دلمین نہ ٹھانے خاموش رہے حکیمون نے کہا ہے کہ پہلے بہت سوچ پھر بول لازم ہے کہ بات مکرر سہ کرر نہ بولے مگر جس وقت بہت ہی احتیاج اوسکی ہو اور جب کوئی کچھہ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا بھی ہو تو جبتک اوسکی بات تمام نہو نہ کہے کہ مین جانتا ہون اور جس بات کو اوسکے غیر سے پوچھین اوسکا جواب نہ دے اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین جسمین وہ بھی ہے لازم ہے کہ پیشدستی نکرے اور جو کوئی اسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اس سے بہتر بھی قادر ہے صبر کرے جب بات اوسکی تمام ہو تب اپنے جواب کی تقریر شروع کرے اس طور پر کہ اگلے کی طعن کا موجب نہو اور جو بات کہ اوس سے کہین جبتک تمام نہو جواب دینے مین مشغول نہو جو بحث و محاورہ اوسکی سامنے مذکور ہوا اور وہ اوس سے مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نکرے اور جو بات کہ اوس سے پوشیدہ رکھنی

اوسکے سننے کا قصد نہ کرے اور بزرگونسے کنایے کی بات نکہے اور اپنی آواز کو اعتدال پر رکھے
اگر کسی بات مین مشکل ہو تو اوسکی تمثیل سے واضح کردے اور طول بے مصلحت سے اجتناب
کیا چاہیے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا لازم ہے اور الفاظ غیر محاورہ اور کنایات بعیدہ
کو استعمال نکرے اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہے اگر کسی امر فاحش کے بیان کرنیکی
احتیاج ہو تو تعریض و کنایے پر اکتفا کرے اور بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت
اور سبب خفت اور باعث حسد و عداوت کا ہے اجتناب لازم جانے اور ہر ایک مقام مین کلام
مقتضاے حال کے موافق کہے اور گفتگو کے وقت دست و چشم و ابرو سے اشارہ نکیا کرے
مگر ایک اچھے طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھ خواہ وہ دانا ہون یا نادان
حق و ناحق تملق و خلاف کی چال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اوسکے نزدیک الحاح
نکرے اور مناظرے مین انصاف کی شرایط سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھ
جو اوسکو نہین سمجھ سکتا ہو نہ بولے اسلیے کہ ہر ایک سے اوسکی عقل کے بموجب کلام کیا چاہیے
چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مضمون اوسکا یہ ہو کہ ہم گروہ انبیا
ہین ہمین حکم کیا ہے کہ ہم آدمیونکے ساتھ اونکی عقل کے موافق بات کرین اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے فرمایا ہو کہ نادانونکے نزدیک حکمت ضایع مت کرو اور بول چال مین لطف و لطائف کا طریقہ
ملحوظ رکھے اور قول و فعل حرکات مین کسیکو آزردہ نکرے اور وحشت آمیز باتونسے احتراز ضرور
جانے جب کسی بزرگ کے حضور کچھ کہا چاہے تو نیک فالی شروع کرے جیسے حقتعالے آپ کی عمر دراز
کرے حضرت کے دشمن پامال ہون آپکا اقبال برقرار رکھے بخت بلند کرے یا عاقبت بخیر ہو علی
ہذا القیاس غیبت و تہمت و بہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور سننے سے بالکل احتراز واجب جانے
بلکہ ایسے لوگونکے ساتھ مداخلت بھی نکرے چاہیے کہ سننا اسکا بولنے سے بیشتر ہو کسی حکیم سے
پوچھا کہ سننا تیرا کس واسطے کہنے کی نسبت سے بہت ہے بولا کہ مجھے کان دو دیے اور زبان ایک
دی اسلیے کہ دو سنون اور ایک بولون آداب چال چلن و نشست و برخاست کے چلنے مین جلدی
نہ کیا چاہیے کہ نشان بے اعتباری کا ہے اور بہت دیر بھی نکرے کہ علامت سستی کی ہو مغرورون
کے مانند اور زنانے پن اور مخنثون کے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے اور اعتدال کی روش اختیار

کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیے کہ یہ خصلت احمقون کی ہے اور ہمیشہ سر نیچے کیے
نرہے کہ یہ دلیل غلبۂ حزن و فکر کی ہے اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ رکھا چاہیے
اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے اور پانون پر پانون نرکھے اور سوا بادشاہون کے
حضور اور اوستاد اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اون لوگون کے جو اونکے برابر ہین
دوزانو بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھہ پر نرکھے اسواسطے کہ یہ علامت حزن و کسافت کی ہے
اور گردن کو کج نکرے اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہی احتراز
کرے اور ناک اور منھہ کے درمیان اونگلی نڈالے اونگلی نہ چٹکاوے اور بند ونکو بھی خمیازہ
اور انگڑائی سے احتراز کرے اور تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ حاضران
مجلس کو معلوم نہو اور آواز بھی اوسکی نہ سنین اور قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھہ آستین
اور دامن سے نہ پوچھے جس وقت کسی مجلس مین جائے تو اپنے رتبے کے موافق جا بیٹھے
اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہے تو جہان چاہے وہان بیٹھے کہ صدر
وہین ہوگا اگر ایک ناواقف اپنی جگہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہے کہ جب واقف ہو اپنے مقام
مین آ بیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پائے تو پھر جائے اس طور سے کہ لوگونکو معلوم نہو کہ یہ شخص
بیزار یا دق ہو کر گیا اور غیر محرم اور خدمتگارونکے آگے سوا ہاتھہ اور منھہ کے برہنہ نکرے خلوت
مین ہو یا کہ جلوت مین زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت جیسے قضاے
حاجت یا غسل وغیرہ ہی اور مجلس کے بیچ آدمیونکے روبرو نہ سوئے اور کبھی چت ہو کر نہ لیٹے خصوصًا
وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہے اسلیے کہ اسطرح کے سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی ہی اگر
محفل مین خواب اوسپر غلبہ کرے ہو سکے تو اوٹھہ جائے نہین تو کسی بات یا کچھہ فکر یا کوئی
شغل مین مشغول ہو جس سے آسیب نیند کا دفع ہو جاے اور جو کسی جماعت کے ساتھہ ہے
اور وے سب سو جائین اونکی موافقت کرے یا باہر جاے حاصل کلام یہ ہے کہ ایسا سلوک
اختیار کرے کہ لوگون کو اوس سے نفرت اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضی اوسکو
دشوار معلوم ہو تو دلمین سوچے کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن و تشنیع اونکا بسبب بے ادبی کے
سخت تر ہے اوس عادت کے خو کرنیکی مشقت سے پس اختیار کرنا اوس عادت کا اولی ہی

آداب کھانے کے چاہیے کہ پہلے ہاتھ منھہ ناک دھوئے بسم اللہ سے شروع کرے والحمد للہ پر تمام کرے اور سب سے پہلے کھانے کے لیے سبقت نکرے مگر جو شخص کہ میزبان ہو اور اس طور سے کھائے جو کپڑے دستارخوان اور استینین آلودہ نہون زیادہ تین اونگلیون سے لقمہ نہ اوٹھاوے اور بہت منہ نہ پسارے بڑے لقمہ سے پرہیز کرے اور جلدی نہ نگلے اور منہ کے درمیان جمع نہ کرے کھانے مین اونگلی چاٹنے پر بعد فراغت کے مسنون ہے اور رنگ وپ کھانیکا نہ نہارے اور نہ سونگھے اور نہ دانت سے کاٹے اگر دستر خوان مین کچھہ کھانا بہت لذیذ بچ رہے اوسکی طمع نہ کرے بلکہ اورون کو دے ڈالے اونگلیون سے چکنائی چھڑالے روٹی اور نمک کو نہ بھگوے اور جو ایک ہی رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسیکے نوالے پر نظر نکرے اور اپنے آگے سے کھائے مگر میوے مین دوسری جگہ سے کھا سکتا ہے ہڈی اور چیز کہ منھہ سے چھوڑے دستر خوان پر نہ رکھے اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ منہ سے نکال کر پھینک دے ناپسند حرکتون سے احتراز واجب جانے اور منھہ سے کوئی چیز نکالکر رکابی یا پیالے مین نہ رکھے غرض اسطور سے کھائے کہ اگر کوئی اوسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نکرے اگر مہمان ہے تو میزبان کے آگے کھانیسے ہاتھہ اوٹھاوے جسوقت حضار مجلس ہاتھہ کھینچین تو وہ بھی اونکی متابعت کرے اگرچہ اوسے سیری نہو مگر اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین جہان اوسکے محرم کار ہین اور جو میزبان ہو تو لازم ہے کہ جبتک ہاتھہ اوٹھا دین عذر خواہی کرے کہ اگر کسیکو کچھہ غبت رہے تو حجاب نہ کرے کھانیمین اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ پیے کہ اوسکی آواز کوئی نہ سنے اور اہل محفل کے سامنے خلال نکرے اور دانتونسے جو کچھہ کہ زبان سے نکالے اوسے نہ کھائے جو کچھہ خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پھینکے کہ لوگون کو نفرت نہ آوے اور ہاتھہ دھونیکے وقت اونگلیون اور ناخونکی جڑکو اچھی طرحسے صاف کرے اسیطرح مونٹھہ اور منہ اور دانتونکو اور کلی لشت مین نکرے اور منھہ دھونیمین اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھون سے احتیاط کرے ہاتھہ دھونیمین اور وضو مین شیشہ بستی نکرے لیکن میزبان کو روا ہے کہ سب کے آگے ہاتھہ دھوئے پانچوان لمعہ حقوق والدین کی رعایت مین جبکہ عقل ونقل کے موافق شکرگزاری منعم کی واجب ہے نعمت الہی کے بعد کوئی نعمت فرزندونکی حقیقین باپکی نعمت کے

برابر نہین ہی اسلیے کہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی پھر اوسکی پرورش کا واسطہ ہی کھانے کپڑے اور اون ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اوسکے جینے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہین بعد اسکے وسیلہ ہے اوسکے کمالات نفسانی کے حاصل ہونیکا جیسے آداب ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کرکے اوسکے لیے جمع کرتا اور اوسے دیتا ہے بلکہ ایثار اوسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہے اور مان اوسکے موجود ہونے کے سبب مین شریک باپ کی ہے سوا اسکے بار برداری حمل کی اور اسکی مشقت کو سہنا علاوہ جننے کے نطفے اور درو زہ کو دیکھا چاہیے اور پہلی قوت جو سبب ہے فرزندونکی حیات کا اوسی کے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اوسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اوسپر فدا کیا اسی واسطے والدین کی محبت لڑکون کے حق مین محبت طبعی ہے اور اوسکین انکے فرزندون کے حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین کے حق مین شرائع الٰہی مین اولادون پر والدین کے احسان کے لیے حکم بیشتر عکس کا ہے پس عدالت کا اقتضا یہ ہے کہ مان باپ کے ساتھ نیکی اور اونکی اطاعت کرنے کو قریب خالق کی طاعت کے جانے چنانچہ اکثر آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام مین اوسکے بعد بے واسطہ مذکور ہوئی ہے اور جب کہ حق سبحانہ وتعالی کی ایثار کا عرش اس سے برتر ہے کہ کوئی ہستی کے مفلس اسکی بے انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ شکر سے برآوین یا کچھ اوسکے بدلے مین آگے لاوین اور اوس راہ کے چلنے والون کی پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوے ہین بخلاف والدین کے اسلیے کہ اونکی وجود احتیاج ظاہر ہے پس اسی وجہ سے اونکا حق رعایت کے باب مین اولی ہے اور شریعت کے قاعدے کے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہے حق اللہ سے اسلیے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی جواد مطلق ہے اور اوسنے فرمایا ہے کہ بے شبہہ اللہ تعالی بے نیاز ہے تمام عالم سے اور ایفاء حق کی اصل حقیقت تین چیزون سے مرتب ہوسکتی ہے پہلی خالص دوستی دل و جان سے اختیار کرنی اور مقدور بھر زبان اور ہاتھ پانون سے اونکی تعظیم اور فرمانبرداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا نہو اور اگر اونکے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے

اونکے خلاف راے کرنا مضایقہ نہین پر مجادلہ کے طریقے سے بدہی مگر ایسی صورت مین کہ شرعًا
واجب ہو امام غزالی رح نے اکثر عالمون سے نقل کی ہی کہ شبہات مین اطاعت والدین کی واجب
ہی مباحات کا کیا ذکر دوسری اونکے ساتھہ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طلب بے منت اور
توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کیطرف رجوع نکرے تیسری ظاہر و باطن مین
اونکی خیرخواہی کا اظہار کرنا اور مرنے جینے مین اونکی نصیحتونکو ماننا اور جیسکہ والد کے حق کے
لیے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے لیے اطراف جسمانی اور اسی واسطے
باپ کا حق بچپنا ننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہی اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم
ہوتے ہین بسبب اوسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کیطرف زیادہ ہوتا ہی پس فرزند کے
اوپر باپ کا حق بجا لانا ایسے امور ہین کہ جن مین روحانیت غالب ہی جیسے تابعداری کرنی دعا
مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہے اور مان کے حق ادا کرنے کے لیے امور جسمانی مین جیسے
مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی اور جب اس فضیلت کے مقابل حقوق والدین کا رذیل
کی مشمون سے ہے پس اوسکی بھی تین انواع ہین اس فضیلت کی تین نوعون کے مقابل
اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں بڑے بھائی ہین اونھین اور اونکے
دوستونکو بھی اونکے برابر جاننا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص اونکے ساتھہ لازم ہے اور حدیث
صحیح مین وارد ہوا ہے کہ نیکی کا مون سے بہتر یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستارون سے رعایت
کیا چاہیے اور بموجب اوسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہے
اوستاد کے ساتھہ کہ وہ پدر نفسانی ہے یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے چھٹا لمعہ خادمون
کے بندوبست مین بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھہ پانون کے برابر ہین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری
کامونپر اقدام کرتے ہین اور جو بے سبب نرہین تو اپنے تئین اون کامون مین مشغول اور اپنے
اعضا مین سے کسی عضو کو اونمین مصروف رکھا چاہیے اور وے لوگ نہون تو اسباب آرام کے
منقطع ہوتے ہین اور بسبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہین کر سکتے
اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی
طرف عائد ہو پس لازم ہے کہ اونمین ودایع الٰہی کی مثال جانکر اونکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب

اور اونکے ساتھہ مہربانی و مدارات کا طریقہ جاری رکھے اور اونکو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام مین فرمایش نکرے اور اونکے لیے آرام کے وقت معین کردے اسلیے کہ اونمین بھی ماندگی سستی و ضعف مزاجی ہوتی ہے اور طبیعت کی خواہشین پیدایش ہی سے لگی ہوئی ہین اور ملاحظہ کیا چاہیے کہ اصل فطرت مین اپنے اور اونکے درمیان اشتراک ہے اور شکر اس بات کا کہ حق سبحانہ وتعالے نے اونمین بعد ارادا پیدا کیا ہے بجا لایا چاہیے اور اونپر ظلم نکرے حضرت پیغمبر صلوۃ اللہ علیہ نے جو متمم اخلاق کے ہین فرمایا ہے کہ خورد و نوش مین اونکو اپنے برابر قیاس کیا چاہیے اور جب کسی کو کسی خدمت کے لیے نوکر رکھے لازم ہے کہ پہلے چشم غور سے اوسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ اس بات مین میسر نہ ہو تو دانائی و ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے اور چاہیے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے احتراز کرے اسلیے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اوسکی خلقت کے ہے اور برعکس اوسکے کم بارس کے حکیمون نے کہا ہے کہ سب چیزون سے بہتر خوبصورتی ہے حدیث نبوی مین آیا ہے کہ طلب کرو تم حوائج کو خوبرویون سے اور فرمایا ہے کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہے کہ نیکنام اور خوب صورت ہو اسلیے کہ خوبصورتی پہلی اون نعمتون مین سے ہے جو شخص کو پہونچتی ہین اور دوسری حدیث مین ہے کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے اور چاہیے کہ مریضون سے جیسے ڈھیڑ لنگڑے اور گنجے برص والے اور جو اونکی مثالی ہین اجتناب کرے جسوقت دانائی کی علامت خادم سے مشاہدہ کرے اوسکے ساتھہ احتیاط سے رہنا ضرور ہے اس واسطے کہ ان خصلتون مین اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اس بات مین بہت حیا تھوڑی عقل کے ساتھہ بہتر ہے بہت دانائی ڈھیٹھ پن کے ساتھہ اسلیے کہ حیا بہترین خصایل ہے خادم جس کام کی لیاقت اوسے پاوے اور اوسکے اسباب اوسکے مساعد ہون اور اوسکی طبیعت بھی اوس سے مناسبت رکھتی ہے اوس مین مشغول کیا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدے جدے کام کی ہے جیسے کشتکاری بیل کا کام ہے گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کروفر کے لائق نہین جب نوکر کو کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اوسکو معزول نہ کیا چاہیے اسلیے کہ یہ قلیل الظرف اور کوتاہ نظرون کا ہے اور بے شبہہ اوسکے معزول کرنیکے بعد اوسکے بدلے ایک اور چاہیے اور نہین جانتا ہے کہ یہ اس سے بہتر ہوگا یا بدتر اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیے کہ اونکی جدائی اپنے سے کسی طرح محسوب

نہین تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور اونکی زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وے بھی شرط ہواداری اور جانسپاری کی بجالاوین اسلیے کہ جب نوکر اپنے آقا کی ہر دم کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک اوسکا سمجھے اور برے بھلے مین رفیق اور خیر خواہ رہے اور جب جانے کہ خداوند دن کا لطف و مہربانی کا سررشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے قصور مین خدمت سے معزول کر دین تو اوسے عاریت کی مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی کی بجا نہ لائین بلکہ جانے کے لیے ذخیرہ کرین خدمت لینے کی اصل یہ ہے کہ بنا اوسکی محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کے مانند بعد اسکے بنا اسکی رہا بہتر ہے نہ خوف پر تو کام اگر محبانہ نکرین البتہ مزدورانہ کرین اور مظلومون کے طور سے نکرینگے اسلیے کہ جب اسکے دلمین دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش دلی سے کسی کام مین اقدام نہ کریگا بلکہ بقدر دفع ضرر کے اوسکا قصد کریگا چاہیے کہ خادمونکی صلاح حال اپنی صلاح حال کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اونسے علاقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اوسے انجام دین نہ کراہت و بیدلی سے اور اونکی اصلاح کارمین نظر کیا کرے مہربانیون سے امیدوار اور چشم نمائی سے ترسناک رکھے اگر اونمین سے کوئی توبہ کرنے کے بعد تقصیر کیطرف عود کرے تو مناسب سزا سے اسکو گوشمالی دیجاے اور صرف اسی سے اوس سے ناامید نہ ہونا چاہیے اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہے تو اوسے جلد دفع کیا چاہیے تا اوسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین غلام خدمت کے لیے آزاد سے بہتر ہے اسلیے کہ غلام کی خواہش خاوند کی فرمانبرداری اور تابعداری کی طرف بیشتر ہے اور تادیب سے نیک خو ہو سکتا ہے اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہے غلام اور خدمتگارون کے فرقے سے جسکی عقل و شعور و گفتگو درست اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اوسے اپنی ذات کے کامون کے لیے مقرر کرے اور جس مین کفایت شعاری پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اوسے تجارت کے واسطے اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کامون پر صابر اوسکو تردد و آباد کرنے پر متعین کرے اور جو کہ بہت ہوشیار اور بلند آواز ہو اوسے نگہبانی کے لیے معین کرے اور بندے تین قسم کے ہوتے ہین ایک حربا لطبع دوسرا عبد بالطبع تیسرا

حریص پہلے کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے دوسرے کو چارپایے اور مواشی کے
مثال تیسرے کو بقدر ضرورت طمع وحرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب مصلحت
کے فرمایش کامون کی کیا چاہیے اور اگر وہ خلائق سے اہل عرب گفتگو وفصاحت وبلاغت
اور ذہن وذکا مین ممتاز ہین پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم اور اونمین سے
اہل حبش وفا وثبات قدم مین معروف ہین ولیکن کبر وعدم تحمل مین اونکی صفت نہ کیا
چاہیے اور اہل عجم عقل وتدبیر اور صفائی ودانائی مین ممتاز لیکن مکر وفریب حرص و
نفاق مین موصوف اور اہل روم وفا وامانت داری اور کفایت شعاری مین موسوم
اور بخل وبدخوئی سے بدنام ہین اور اہل ہند قوت حدس یعنی سرعت ذہنی اور چستی وچالاکی
مین مشہور لیکن بسبب عجب وپندار اور کینہ کشی ومکر کے مذموم ہین اور اہل ترک شجاعت
وجودت خدمت وخوبصورتی مین مشہور پر عذر وفساد اور بے حفاظتی مین موصوف ہین ؛
تیسرا لامع شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی مین اس مین سات لمعے ہین
پہلا لمعہ بیان مین اسکے کہ انسان کو آبادی مین رہنے کی احتیاج ہے اور اس فن کی
فضیلت مین حکمت کی رو سے پوشیدہ نہین ہے کہ تمام موجودات کمال کی وجہ سے دو
قسم ہین ایک وہ ہے جو کمال اونکا اونکی پیدایش ہی کے ساتھ ہے جیسے اجرام سماوی ہین
دوسرے وہ کہ کمال اونکا اونکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسے اجسام عنصری
ہین پس اس قسم کے واسطے نقصان کے مرتبے سے درجۂ کمال مین پہونچنے کو ایک نوع
حرکت ضرور ہے لیکن یہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور نہین اور وہی اسباب وکمالون
کے ساتھی رہتے ہین جیسی صورتین ہین کہ مبدا فیاض سے نطفون پر فایز ہوتی ہین
تو کمال انسانی کو پہونچین یا وہی وسایل جو مواد کو صورتونکے قابل کردیتے ہین جیسے غذا کا
پہونچنا ہی بہ نسبت بدنون کے تو کمال نمو کو پہونچین لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہے پہلی معونت
بالمادہ یہ معونت ایسی ہے کہ معین جز ہوتا ہے اوس شے کا جیسی معونت غذا کی ہے حیوانات کے لیے دوسری
معونت بالآلہ یہ معونت اس طور پر ہے کہ معین اوس شے کے فعل کا واسطہ ہو جیسے پانی ہے قوت
غاذیہ کے لیے تیسری معونت بالخدمت یہ اسوجہ سے ہے کہ معین وہ کام کرے جو اس شے کے

کمالات کا سبب ہو اور اوسکی دو قسمین ہین ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی
کمال اوس شے کا ہو دوسری خدمت بالغرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اوسکا
تبعیت حاصل ہو اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابو نصر فارابی نے کہا ہے اعضا
خادم بالذات عناصر کے لیے کہ اونھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنک مارنیمین جو موجب فنا
کا اور اجزاے عنصری کے جدا ہونیکا ہی کچھ نفع نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہین کہ اونکو
حیوانونکے پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا تبعیت لازم آجاتا ہی اور
جبکہ خادم بالذات مخدوم سے خس ہی پس نہ چاہیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہی اونکے
کسیکی خدمت کرے مگر بالغرض پر دے سب اعانت انسان کی کرین کوئی بطریق مادے اور
کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالغرض کے طریقے سے بھی اسلیے کہ عناصر
ترکیب بدن انسانی کے جزہین اور نباتات و حیوانات غذا اوسکی ہے اور غذا کی معونت بالمادہ
ہی اور عنصرون مین سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی و ارادے کا واسطہ کرتا ہے جیسے
آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم و سرد کرنے اور غذا کے ہضم کرنے کے لیے اور
ہوا کو دم پھیپھڑے کے واسطے جو سبب ہے روح کی راحت اور زمین کو زراعت کرنے اور مکان
بنانے وغیرہ کے لیے اسی طرح سے نباتات و حیوانات مین سے کسی کو غذا کرنا اور کسیکو دوا
بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہے بلکہ اجرام فلکی سے بھی اسلیے کہ فصلونکو جو حرکات سماوی
سے حاصل ہوتی ہین بسبب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت مین سبب مقرر
کرتا ہے چنانچہ مضمون اس قول کا کہ اگر تو نہ ہوتا تو آسمانون کو پیدا نہ کرتا مین اسی سے خبر دیتا
ہی اور توریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مینے تیرے لیے اے ابن آدم اپنے لیے اور تمام اشیا
کو تیرے واسطے اگر فطن لبیب اوس مقام مین کچھ تامل کرے تو فرشتون کے سجدہ کرنے کا
راز اوسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہے
اسلیے کہ نبات کی وجہ سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اوسکے دیدۂ بصیرت مین جلوہ گر ہے
اسی طرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہے بطریق خدمت کے نہ بطریق
واسطے اور نہ بطریق مادے کے بلکہ انسان بنظر اپنی ذات کے مادے کے طریقے

بقیے سے معونت کسی شے کی نہین کرسکتا اسلیے کہ وہ جوہر مجرد ہی پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کی طرف محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی اعانت کیطرف بھی ویسے نوع اور شخص دونونکے باقی رہنے کے لیے محتاج ہے تو بطریق خدمت ایک دوسرے کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات صرف عناصر و مرکبات کیطرف محتاج ہین پر اپنی اپنی نوع کیطرف محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جواز خود پیدا ہو جیسے اکثر حیوانات آپی ہی شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے مین اپنی نوع کی افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہین اور جو توالد سے ہو جیسے چار پایے وغیرہ حیوان ہین نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کمال معین تک محتاج اپنی نوع کے ہین اور بعد پرورش کے محتاج معاونت کے نہین رہتے پس اجتماع اونکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہے بعد اسکے ہر ایک منفرد رہ سکتا ہے اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقا شخصی و نوعی مین معاونت کی محتاج ہین پر بیان اوسکا کہ انسان بقا شخصی کیواسطے اپنی افراد نوع کا محتاج ہے یہ ہے کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اونکے مبادی کی تیاری مین خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اوسے اوزار نجاری اور حدادی وغیرہ پیشونکے جو محتاج علیہ ہین بہم پہونچانے پڑتے پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکور مین مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہانتک کہ غذا و لباس و مسکن اوسکے موجود ہون تو بے شبہہ جب تک اسباب تیار ہون بے غذا و لباس و مسکن کے رہتا اور سبب اوسکی ہلاکت کا ہوتا بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت ان صنعتون سے صرف کرے اب تک عہدہ برا نہو سکے و لیکن جب مجتمع ہون تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے اور معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال اشخاص کے درست اور سلسلے نوع کے باقی رہین اور جو چیز کہ اس معنی کیطرف اشارہ کرتی ہی وہ مضمون اس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام کرتے تب روٹی پک کے تیار ہوتی اور ہزار و ایک کام سے سر ہوتی حکیمون نے کہا ہے کہ ہزار ایک کام چاہیے

تب کوئی ایک نوالہ منھہ مین اوٹھا سکتا ہے اور جب کہ اونکے کامون کا بندوبست
کمک معاونت پر موقوف ہی تو حکمت بالغہ الہی یہ چاہے کہ گروہ خلایق ارادہ اور طبیعت مین
مختلف ہین تا ہر کوئی جدی جدی صنعت اور مہم کیطرف قصد اور اوسکی تکمیل کی سعی کرے
اسلیے کہ اگر سب کوئی قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال کرتے باقی پیشے بیکار
رہجاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسی طرح اگر فقر و غنا مین سب مساوی ہوتے کوئی کسی
کی معاونت نکرتا اسلیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل کسی کو توقع نفع کی نرہتی
اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی استغنائی کے سبب کوئی کسیکی خدمت نہ کرتا پس
جب اختلاف ہم کے سبب ہر ایک کو ایک ہنر لائق ہے اور اوسکی تکمیل کی کوشش کرے
تو بمقتضا اختلاف احوال کے ہر کسی کو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کیطرف ہو پس
لازم ہے کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام پہ قیام کرے اور اوسکی معاونت سے سبکے
احوال جس طور پر ہے منتظم ہون اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے بنی نوع کیطرف اجتماع مین
محتاج ہی اوسی کو تمدن کہتے ہین اور وہ مشتق مدینے سے ہے یعنے شہر کے درمیان اکٹھا ہونا
اور مراد مدینہ سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اوس قیاس پر ہے جو تدبیر منزل مین کہا ہے
یعنے اجتماع عوام کا اس وضع پر جو موجب انتظام امور کا ہوسکے اور یہ معنے اوس قول کے ہین
جو حکیمون نے کہا ہے الانسان مدنی بالطبع یعنے محتاج اوسکا ہی اپنی طبیعت کے اقتضا سے
اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین اور جب کہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور
سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھہ عادی پس اگر اونمین انکی طبیعت پر چھوڑین اور کوئی
کسیکی اعانت نکرے تو باہم یاری کرنی اونکی متصور نہوا سلیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کے خاطر
دوسرے کی ضرر کا قصد کریگا اور آپسمین لوٹ مار چھینا جھپٹی مار کاٹ مار خون خرابا کرینگے تو ایسی ایک
تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اوسکے حق پر راضی رکھے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ ہون اسی تدبیر کا
نام سیاست عظمی ہے اس باب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہے ناموس اکبر اور
حاکم اور دیندار کیطرف احتیاج ہے پر صاحب ناموس وہ شخص ہوسکتا ہے جو خدا کے الہام و
وحی سے اورون پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملہ دنیاوی کے احکام مین

جس طور سے کہ سبب صلاح معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہی
اوسکے احکام کو ناموس اور متاخرین کے عرف مین نبی و شارع اور اوسکے احکام کو شریعت
افلاطون نے اونکی شان مین کہا ہی کہ وہ لوگ بڑے قوت والے اور غالب ہین یعنی قوت
عملی اور علمی مین اوروں سے ممتاز ہین اسلیے وے غیب کے اسرار پر الہام الہی سے
واقف ہوتے اور عالم کون و فساد مین بخوبی تصرف کرسکتے ہین اور ارسطاطالیس نے اونکی شان مین
کہا ہی کہ وے لوگ ایسے ہین کہ خدا کی مہربانی اونپر ہوتی ہی پھر جو حاکم وہ شخص ہو جو تائید الہی سے ممتاز
ہو تو اوسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور اونکی مصلحت کے انتظام کرنیکی قدرت ہو حکما اس
شخص کو بادشاہ علی الاطلاق کہتے ہین اور اوسکے احکام کو صناعت ملکداری کی متاخرین
اوسے امام اور اوسکے فعل کو امامت کہتے ہین اور افلاطون اوسکو مدبر عالم کہتا ہی اور
ارسطاطالیس نے اوسکو انسان مدنی کہا ہی یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دیسکے جب کہ
گروہ خلائق کی مصلحت کا سررشتہ ایسے عالیقدار کے کف کفایت مین ہو تو بیشبہ انواع امن
و برکت کے اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہونچے جیسے اس زمان جنجستہ آوان مین لطائف تدبیر
پروردگار نے بموجب اسکے کہ کمان اوسکے بنانیوالے کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی بادشاہ
کامگار کے قبضہ اقتدار مین رکھی کہ اوسکی عدالت کی دبدبے نے آوازہ عدل نوشیروانی
کو پست کردیا اور اوسکی عطوفت کی برکت نے دلون کے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے
تھے مرہم ساز گار بنایا اور مدبر عدل نے اوسکے گرگ کو شبانی سکھلائی اور روز کو پاسبانی
اوسکی ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسیکو گریبان دریدہ نہ دیکھا اور نالہ زار بغیر عزلت
چمن کے کسی سے نہ سنا اور اوسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنیمین خاصیت انفاس
عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے اوسکے ظلم ظالم کے دفع کرنیکے لیے آفتاب کو ید بیضا دکھایا اوسکی
عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھ سکیے وہ بھی خواب مین اور آشوب بدون
زلف خوبون کے نہ پاسکیے وہ بھی پیچ و تاب مین امید کہ خورشید اقبال اوسکا قیامت تک
آسیب زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے مدبر عالم کو پہلے چاہیے کہ احکام شریعت
کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصلحت وقت کے جس وجہ پر

موافق قواعد کلیہ شرعی کے ہو اوسی کے اختیار مین رہے ایسا شخص حقیقت کی رو سے ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ اور نائب نبی ہوتا ہے جیسے طبیب دانا کا کام حفظ اعتدال مزاج انسان کا کرنا ہی ہے بھی لازم ہی کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہین نگاہ رکھے اور جب اوس مین اختلال راہ پاوے اعتدال کیطرف لاوے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب عالم ہے اور اوسکی صناعت ہی طب کلی کی اور جیسے اعضا بدن انسانی کے اپنے باقی رہنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہی مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی مین ہی اور دل محتاج جگر کا ہی روح طبیعی اور تغذیہ مین اور وہ دونون محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اور قوت حسی مین اور دماغ محتاج اون دونون کا ہے حیات و تغذیہ مین اسیطرح سے اجزاے نفسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہی بقا مین پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہے اسلیے اپنے بنی نوع کے ساتھ باہم مدد کرنیکے طور پر آمیزش ضرور ہے ورنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور ظلم کی شان مین متصف ہون اور جب کہ ایک گروہ ایسا جو آدمیونکی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا رہتا ہے اور بنی نوع کی معاونت سے کلیہ احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار اوروں کے سر رکھدیتا ہے اور اسکو زہد جانکر فضیلت سے قرار دیتا ہے حالانکہ یہ حالت محض حمق ہی اسلیے کہ وے لوگ کھانے کپڑے اور آدمیونسے لیتے ہین پر اونکے بدلے کچھ اونھین نفع نہین پہونچاتے اور اوسکی قیمت بھی نہین دیتے اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اونسے سرزد نہین ہوتے عوام الناس اونکو اہل فضیلتون مین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہ نہایت خطا ہے اسلیے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہی بلکہ عدالت کی وجہ سے اور عدالت یہ نہین جو کسی کو نہ دیکھے اور پر ظلم نکرے بلکہ معاملات مین آدمیونکے ساتھ انصاف و انتصاف کے طریق پر چلے ابو الحسن عامری کہتا ہے کہ فقہا ان اون لوگون سے بھی بدتر ہین اسواسطے کہ باوجود اسکے جو وے آدمیونسے توقع منفعت کی رکھتے اور اونسے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھ نفع اونکو نہین پہونچاتے ہین بلکہ اونھین ایذا دیتے ہین اسلیے کہ جھوٹی باتون سے اونکو فریب دیکر اونکی اوقات ضایع کرتے اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اونسے موقوف ہیں چونکہ جب اوسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اوس سے خبردار ہونا بے بہبودی اس علم کے قوانین کے

سہل نہین ہی پس ہر ایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہے تو معاملات و معاشرات
اونکا عدالت کے طریق پر متحقق ہو علی الخصوص بادشاہونکو جو سابق مذکور ہوا کہ وہی مزاج عالم
کے طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہین اور یہ علم عبارت ہی ان قاعدون سی جو متعلق
عوام الناس کی مصلحت پر اس طرح سے ہو کہ بسبب تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی
کیطرف دوسرا لمعہ محبت کی فضیلت مین جب کہ معلوم ہوا کہ کمال فواد انسانی کا اجتماع
و تالف پر موقوف ہی اور وہ بغیر محبت و الفت کے متصور نہین اور باوجود علاقہ محبت کی احتیاج
عدالت کی نہین جیسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت ہی اسواسطے کہ وہ ایک حدت
شبیہ ہے طبیعی کی اور عدالت شبیہ ہی صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہی کہ طبیعی مقدم صناعی پر
ہی اور جب محبت چاہتی ہے کہ دو لی کا علاقہ درمیان سے اوٹھاوے تو اوسکی ساتھہ احتیاج
عدالت کی نہی انصاف لغت مین دو ٹکڑے کرنا ہے یعنے جو چیز کہ آدھون آدھہ جھگڑتی ہی
اپنے اور شریک کے درمیان دو حصے کرنیوی یہ معنی فرع ہی کثرت کی پر جو وقت علاقہ اتحاد کا مستحکم
ہو تو احتیاج اوسکی نہین رہتی قدیم حکیمون نے کہا ہی کہ قوام موجودات کا محبت سے بنایا ہی اور
کوئی وجود یک گونہ محبت سے اس طور پر نہین خالی ہو سکتا جو حقیقت مین اوسکی وحدت
نہو اسیواسطے کیفیات جسمانی متضادہ مین جیسے حرارت و برودت ہین مثلاً انہزام ہر ایک کا
اوسکی ضد ہی محسوس ہوتا ہی اور جمادات و نباتات کی طبیعتونمین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہے
اور عناصر مین میلان انکا طبیعت کی گرد آوری سی مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت
دوری ابادی کیصورت ظاہر ہی جو مبدا اس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہی اور شوق توجہ اسکی طرف
ہی جیسا کہ حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہی اور بسبب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب
نقص و کمال مین اختلاف ظاہر ہوتا ہی اس لیے کہ محبت جو پرتو وحدت کا ہی مقتضا ہی بقا و کمال
کا اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا مورث ہی نقص و اختلال کا اور چونکہ فریق ساز فریق اہل محبت
و غلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین
ساری ہی جیسا کہ گدا بمحبت سر حب ازلی سبکے ہے دلمین ساری ✤ ورنہ پھر گل کے لیے
کیون نہ بلبل فریاد ہ اور متاخرین کی اصطلاح مین محبت اسپی مقام مین جہان عقل یا نفس یا

اطلاق نکرین عناصر کے میلان کو جو اونکے خیر طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق
واشتیاق کے تئیں بسبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن و مقناطیس کے درمیان اور اونکے
تباعد کو ایک دوسرے سے واسطے تباین مزاجی کے جیسے سنگ باغض النحل اور سرکہ اور دودھ کی
مثالون مین ہی حب اور بغض نہین کہتے بلکہ اوسے ذہرب کہتے ہین اور بیزبان حیوانون
کی موانست و منافرت کو الفت و نفرت کہتے ہین اور نوع انسانی کے بیچ محبت دو نوع
پر ہے ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے دوسرے ارادی جیسے الفت شاگرد کی استاد
سے اور محبت ارادی کی چار نوع ہین اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی اور شتاب زایل ہوتی ہے
دوسرے وہ جو بدیر ہوا اور دیر رہے تیسرے وہ جو بدیر ہوا اور جلد جائے چوتھے وہ ہے جو
شتاب آئے اور دیر جائے اِس لیے کہ سبب اس محبت کا فقط لذت ہی یا فقط نفع یا کہ فقط خیر
یا مرکب اننے پر لذت سبب اول اس محبت کا ہے کہ جلد پیدا ہوا اور فوراً زایل ہوا اسلیے کہ لذت
جیسے بسہولت حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطے ہے اوس اتحاد کا
کہ دیر سے حادث ہوا اور شتاب تغیر پاے اسواسطے کہ نفع مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی
سے جاتا رہتا ہے اور خیر منشا رہے اوس محبت کا کہ جلد ہوا اور بدیر جاے پر جلد ہونیکا سبب
یہ ہے کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہے اور دیر جانیکی جہت اتحاد حقیقی جو لازم
خیر کا ہی پر مرکب سبب ہی اوس محبت کا جسکا علاقہ دیر بند ہے اور دیر کھلے اسلیے کہ اجتماع
نفع و خیر دونون حالت کو چاہتا ہی اخلاق ناصری مین یہ تقریر اسی طور سے مذکور ہے اور نظر
دقیق یہ چاہتی ہے کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد مین متوسط ہی اور انحلال مین سریع اور
مرکب لذت اور خیر سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد
و انحلال دونون صورتون مین متوسط ہی اور اون احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے اونکے مقتضاے
اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالے دانا تر ہے جاننا چاہیے کہ محبت صداقت سے عام ہی اسلیے کہ محبت
بہت لوگون کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اوس سے کمتر عشق سب سے خاص ہی اسلیے کہ ایک
دل مین دو شخص کا عشق گنجایش نہین کر سکتا جو عشق کہ افراط کے ساتھ ہو محبت اوسکی طالب ہی
یا طلب خیر ولیکن پہلا عشق مذموم ہے سابق تقریر اسکی عشق بہیمی سے کی گئی ہے اور دوسرا

عشق محمود بیان اوسکا عشق نفسانی سے ہوچکا حکیمونے کہا ہے کہ نفع کو نہ استقلال کے طور پر اور نہ مداخلت کیوجہ سے کسی صورت سے عشق مین دخل نہین ہے جو انکی صداقت کا منشا بیشتر لذت ہے اور جبکہ لذت سریع الزوال ہے تو اونکی صداقت بھی محل تبدیل مین ہے اور پیر مردون اور اہل تجارت کی صداقت کا سبب فقط نفع ہے اسیواسطے اونکی دوستی کو استداد ہوتا ہے اور دانا اونکی صداقت کی جہت محض خیر ہے اور جبکہ خیر ایک امر ثابت غیر متغیر ہے تو مودت اونکی تغیر وزوال سے محفوظ رہتی ہے اور جسوقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق ہو دوسرے کا مخالف ہے اسیواسطے لذت جسمانی شائبہ الم سے خالص نہین ہوتی اور جبکہ نفس انسانی جوہر بسیط اور لوث تضاد سے منزہ ومبرا ہے تو جو لذت کہ اوسکے جوہر ذات کو ہو خالص ہوسکتی وہی لذت حکمت ہے اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مراتب محبت سے عام ہے اسے عشق تام اور محبت الہی کہتے ہین ارسطاطالیس افلیطس سے نقل کرتا ہے کہ مختلف چیزونکے بیچ التیام وتالف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین باہم مشتاق ہوتی ہین اور اوسکی شرح مین کہا ہے کہ جب جواہر بسیط آپس مین متشاکل اور باہم مشتاق ہین ہر آینہ اونکے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی حاصل ہو اور مباینت کم نفع ہوجاے اسلیے کہ علاقہ تباین مادیات کے لوازم سے ہے اور اونمین اس قسم کا تالف ممکن نہین پھر اونکے بیچ اصل وحقیقت کا ملنا کس طرح متصور ہو بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہوسکتا ہے اسے اور اس اتصال سے بہت فرق ہے اور جب کہ نفس انسانی جوہر بسیط ہے جسوقت کہ دورت جسمانی سے پاک ہو اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہوجاے تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب ہو اور بینائی کی آنکھ سے جمال شاہد حقیقی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع تجلیات الہی پر فدا کردے تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامونکی ہے پہونچے یہی مرتبہ حق الیقین کا ہے اس رتبے والے کو بدن کے ساتھ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے مین چنداں فرق نہین ہے اسلیے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدے سے باز نہین رکھتا اور اونکو جو سعادت عاقبت مین مترتب ہے اوسکے تئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہوا بیات دوم کلام آج کر کہ ہو بینا تری نظر حیران ہے جمال حقیقی پہ یہ بصر افسوس شرم آنکھو نمین تیری نہین

بیٹھا ہے لیل عید مین فرد اکا منتظر ؛ لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بسبب اوسکی لذت کے کچھہ دغدغہ باقی رہجاتا ہے اسلیے کہ ہرچند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما و صفات کی دقایق سے مطلع ہوکر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت تعینیت کے شایبے سے جو مقتضا عالم تعلق کا ہی خالی نہین ہوسکتا اور بے مزاحمت رقیبونکے خاطر جمعی سے تمام وکمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوتخانہ تجرد کے میسر نہین اسیواسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہوکر زبان حال کو اس مقال سے مترنم رکھنا چاہیے **ابیات** غبار تن کا مرے ہی حجاب چہرۂ جان ؛ خدا کرے کہ مین اس چہرہ سے نقاب اوٹھاؤن ؛ نہ یہ قفس ہے سزاوار مجھہ خوش الحان کا ؛ ارم کا طائر قدسی ہون اوس چمن مین جاؤن ؛ اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطلق اور ذروۂ مقامات خداترسون کا ہے **بیت** جو کچھہ کہ ہے سو ہی عشق کہتا ہون اور کہا ہے دکھا دے عشق تجکو باغ وصال جانانی بعد اسکے محبت باہمدیگر اہل خیر کی ہی اسلیے کہ حسب غایت اس محبت کی نیکی ہے تو فعل اوسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا بخلاف اور محبتون کے اسلیے کہ تھوڑے عارضہ سے دو محل زوال کے ہون۔ چنانچہ مضمون اس آیہ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ دوستون مین ہی آجکے دن بعضے بعضے کا دشمن ہی سوا متقیون کے خبر اوسکی دیتی ہی پر جو محبت بسبب منفعت بالذات کے ہو خواہ بدلوگون یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہی چنانچہ سابق بیان ہوچکا اور کبھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایک ساتھہ رہے اور سختیون کے سبب یہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سرا اوسکا یہ ہی کہ انسان بالطبع مائل انس کا ہی اسی سبب اوسکو انسان کہتے ہین اور جب کہ انس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال ہر ایک شے کا اوسکی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے مین ہے پس کمال انسان کا اپنے بنی نوع کے ساتھہ اس خاصیت کے ظاہر کرنے سے ہوا اور یہ خاصیت پیدا اوس محبت کی ہی جو مقتضای تمدن و تالف کا ہے اور ساتھہ اوسکے کہ موافق حکم عقل کے مستحسن ہی شرع مین بھی اس بات کے لیے مبالغہ عظیم فرمایا ہے اسی واسطے حکم کیا ہے کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھہ ادا کرین تا اہل محلہ اس اجتماع کی برکت کے سبب موانست کے زیور سے آراستہ ہون پھر فرمایا ہی کہ سب اہل موضع ہر ہفتہ مین ایکمرتبہ ایک جگہ مجتمع ہون اور نماز جمعہ کی جماعت سے ادا کرین تا موانست اونکے درمیان حاصل ہو پھر حکم کیا ہے کہ ہر سال دوبار روحانی اور

اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین تو اونکے درمیان اجتماع کی
سبب الفت پیدا ہو بعد اوسکے سہولت کے لیئے ساری عمر مین موقف حج کے درمیان ایکبار
جمع ہونے کے لیے فرمایا اور اوسکو ایک وقت معین مین مقرر نہ کیا ہے تا موجب حرج کا نہو حکمت اسکی یہ
ہے کہ جمع افراد امت کے بیچ سہولت حاصل ہو اور اوس سعادت سے جو اہل محلہ و شہری اور بادشاہی
لوگون کو حاصل ہے محظوظ رہین اور اوس موقف کو لقبہ کے درمیان جو مقام صاحب شریعت کا ہے
مقرر فرمایا تو اس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اوسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنیکا سبب ہوا
اسلیے کہ شریعت مین بمشابہ اوسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہے اون امرون کے ملاحظہ کرنے سے
معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اوس سے تحقیق کرنا رابطۂ وحدت اور اوٹھا دینا شبہہ کثرت
کا بقدر لایق کے ہے بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین مثل اوس غرض کے ملحوظ ہے اور جیسے
نبیون کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہے عمل کی رو سے بھی توحید کیطرف رجوع کرتی ہے
یہین سے ہے کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہے کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہے اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مینے چاہا کہ آتش روشن کرون تا جو کوئی نماز جماعت
کو نہ آوے اوسکے گھر مین آگ لگا دون اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہے جو جمعہ اور عیدین
اور حج کی نماز مین وارد ہوئی خاتمہ احکام محبت وہ ہے کہ اللہ تعالے کی محبت کے سوا اور محبت کا سبب
لذت و نفع ہے اور زوال کی مداخلت سے خالی نہین پس ممکن ہے کہ دونون طرف سے اکبار کی
زایل ہو جاے اور جایز ہے کہ ایک جانب سے زایل ہو اور دوسری جانب باقی رہے اور جب
سبب محبت کا ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اس محبت مین اختلاف
سبب کی جہت شکایت بہت سی واقع ہو جیسے محبت مطرب اور مستمع کی ہے مستمع گانے والے
کو واسطے لذت کے پیار کرتا اور مطرب سننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہے اور محبت عاشق
و معشوق کی اس لیے کہ عاشق اپنے معشوق کو مزے کے لیے پیار کرتا اور معشوق فائدے کے
واسطے اوس دوستی مین شکایت کا سبب ہونیکا سبب ہے کہ لذت کا چاہنے والا جلدی
کرتا اور نفع کا ڈھونڈھنے والا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھتا ہے پھر موافقت
اونکے بیچ کمتر متصور ہوا اسیواسطے عشاق ہمیشہ شاکی اور مظلوم رہتے ہین لیکن حقیقت

ہین وہ خود ظالم ہین اسلیے کہ وے دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو شتاب چاہتے اور اوسکے بدلے نفع پہونچانے مین دیر کرتے ہین اس قسم کے دوستی کو محبت لوامہ کہتے ہین یعنے ملامت کے قریب اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کے ہے وہ بھی بہجہت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہین اسلیے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہے جو اکثر اوقات مین نہین ملتا اور مطلب کا ہاتھ آنا بے شبہہ سبب ملال کا ہوتا ہی جو مادہ شکایت کا ہی لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی یہ فساد مرتفع نہین ہوتا پر محبت نیکونکی جب کہ منشا اوسکا ارتباط روحانی و اتحاد جانی ہی عوارض نفع و لذت سے بری اور مقصود اونکا فقط خیر ہی ہے تبدل کو اوسمین کچھ دخل نہین اور مخالفت و منازعت کے شائبے اور ملامت کے علائقے سے خالی ہوتی ہی اور یہی اوسکے ہین جو حکیمون نے کہا ہے کہ دوست تیرا وہ شخص ہے جو حقیقت مین تو اور ظاہر مین تیرے غیر ہو یہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہی شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیری کے مطلع مین اس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونیکا مبالغہ کیا ہے اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت غیر سے اطلاع نہین اور محبت اونکی لذت یا منفعت پر مبنی ہے پھر جسکی بنا عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہوجاتی ہے اکثر بادشاہونکی محبت رعیتون کے ساتھہ اس جہت سے ہے کہ وے رعایا کے لیے منعم و مفضل ہین اور بے شبہہ منعم منعم علیہ کو دوست جانتا ہے محبت باپ کی فرزند کے ساتھہ اس جہت سے ہے کہ اوسپر حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ سے اوسکی محبت فرزند سے ذاتی ہے اس واسطے کہ اوسے اپنے برابر جانے اور اوسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال کرکے اوسکی شکل لوحہ فطرت پر ثبت کرے فی الواقع یہ نیک تصور ہے کیونکہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی اور وہ اوسکے بدن کا جزو اور خلق اور خلق مین اوسکے برابر ہے اسیواسطے باپ خود جس کمال کو چاہتا ہے فرزند کے لیے بھی اوسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہی کہ فرزند اوس سے بہتر ہو اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے پر خوش ہوتا اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے حساب کرتا ہے کہ کہین کہ اب وہ خود اکمل ہے اس سے جو سابق تھا جیسے اس بات سے خوش ہوتا ہے فرزند کے تفضل سے بھی خوش ہوتا ہے سوا اسکے فرزند کی محبت کے لیے ایک سبب دوسرا ہے کہ باپ اسنے نہین اوسکا منعم

اور مفضل گمان کرتا ہے جیسا سلطان کی مثال مین بیان کیا گیا جس قدر تربیت اوسکی زیادہ کرے یہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ اوسکے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی رکھتا ہی اور اوسکی ہستی کو من بعد اپنے بقاے ثانی جانتا ہی یہ معنی اگرچہ اکثر باپکو تفصیلاً معلوم نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور اوسکا اجمالاً رکھتا ہی تشبیہ اوسکی یہ ہے کہ جیسے کوئی کسی صورت کو پردے کے پیچ مشاہدہ کرے محبت اور اوسکے غیر کے حاصل ہونے مین اس قسم کا علم کافی ہے اور فرزند کی محبت کے ساتھہ اوسکی محبت سے کمتر ہے اس لیے کہ وجود اوسکا اوسکے وجود کا سبب اور اوس سے متاخر ہے اور ایک مدت کے پیچھے اس حال سے خبردار ہوتا اسواسطے جب تک باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اس سے انتفاع نہ اوٹھاوے محبت اوسکی حاصل نکر سکے اسواسطے شریعت کے درمیان فرزندون کو والدین کی محبت کے لیے اور اونکے حق کی رعایت کرنیکو حکم کیا ہے بدون عکس کے پر بھائیون کی دوستی باپ بیٹے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہے اس لیے کہ وے رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت سے خالی نہین ہوتی بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہے یا دوست بولا کہ بھائی جب کام آوے کہ اگر دوست ہو اور چاہیے کہ بادشاہونکی محبت رعایا سے محبت پدری کے مثال ہو اور اونکے ساتھہ شفقت اور مہربانی کا طریق مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہے کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص کی راہ پر چلے اور اوس بادشاہ دانا کا اقتدار کرے اور ظاہر و باطن مین کسی صورت مین اقدام اسکا نکرے جو سلطان کی عظمت و شان کے لائق نہین ہی اور جو چیز کہ اوسے میسر ہے اوس سے خدمت اوسکی واجب جانے چنانچہ بزرگون نے کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہون تا باغیون مین سے نہون اور جو ظاہر خدمت اوسنے نہوسکے تو تہ دل سے دعا کی مدد کرین اسمین بھی وہ اوسکے لشکریونکی شمار مین داخل ہوسکین اور چاہیے کہ رعایا آپسمین بھائیونکی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا معدہ ہے اور بازاز اشتیاق اپنے حق کو لے تا فضاے زمین دوران عدالت کے نور سے روشن اور عرصہ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہو اور جو اس وجہ پر نہو تو آئین سلطنت کا ٹوٹ جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور محبت کے لیے کہتے

مراتب ہین پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیو نکا اور معدن کمالون کا ہی پر یہ محبت حقیقت سوے
اوس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جلال الہی پر مطلع ہو حاصل نہین
ہوتی ہی اسلیے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت
الہی کا دعوی کرے وہ جاہل مغرور ہے اور حضرت پیغمبر خدا صلوۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا
مضمون یعنی جاہل کو کبھی دوست نہین رکھتا ہی صریحا اوسکو جھوٹا بنانا ہی چاہیے کہ یہ محبت باقی
مراتب سے اعلے ہو اسواسطے کہ اور مرتبہ کو اوسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہے دوسرا مرتبہ محبت
والدین کی ہی کہ وہ اوسکی ہستی کا سبب صوری ہین یہ مرتبہ بعد اوس مرتبہ کے ہی اور کسی محبت کو
یہ رتبہ نہین مگر چاہیے کہ شاگرد کی محبت استاد کے ساتھہ اس سے بھی موکد ہو اس واسطے کہ اگر باپ اوسکے
وجود و ترتیب جسمانی کا سبب قریب ہی لیکن علم سبب ہی اوسکے کمال اور تربیت روحانی اور اسے
صورت انسانی مین لاتا ہی بلکہ حقیقت مین استاد پدر روحانی ہی پس جسطرح روح کے تئین جسم کے اوپر
شرافت ہی اسیطرح سے استاد کو باپ کے اوپر پس محبت اوسکی موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت
سے بالاتر ہے سکندر سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہی یا استاد کو بولا کہ استاد کو اسلیے کہ باپ سبب ہے
حیات فانی کا اور استاد وسیلہ ہی جاوید زندگانی کا اور حدیث مین وارد ہوا ہی کہ تیرے باپ تین قسم کے
ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور جسنے تجھے بیٹی دی پر اونسے بہتر وہ ہی جسنے تیرے
تئین علم سکھایا اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس
بیشبہہ اوسنے میرے تئین غلام بنایا اور جب محبت استاد کی اس مرتبے سے موکد ہے تو محبت صاحب شرع
کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولی ہی بعد محبت حق سبحانہ تعالے کے سب محبتون سے موکد ہوا سواسطے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے اور اپنے
اہل خانہ اور اپنے فرزند سے زیادہ تر نہ چاہے بعد محبت صاحب شریعت کے دوستی خلفاء راشدین
کی جو ائمہ دین اور ارکان یقین کے مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین موکد جانی چنانچہ
حدیث مین آیا ہے کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون کو پس وہ دوست جانتا ہی میرے
تئین مین دوست جانون اوسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض رکھتا
ہے مجھہ سے مین بغض رکھتا ہون اوس سے اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسنے محبت کی عالمون سے

پس بیشبہہ محبت کی اوسنے مجھ سے اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ جسنے علما کی تعظیم کی اوسنے میری تعظیم کی تیسرا مرتبہ رعایا کی محبت بادشاہ کے ساتھہ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے ساتھہ اور بعضون نے رعیتونکی محبت کو بادشاہ کی ساتھہ باپکی محبت سے موکد کہا ہی یہ قول یقیناً تحقیق کے نزدیک ہی اسلیے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہونچانا متصور نہین ہی اور جیسے باپ تدبیر بیٹے کی کرتا ہے بادشاہ باپ اور بیٹے دونون کی تدبیر کرتا ہے چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و تسکا کی اس طور پر کہ جو جس رتبے کا ہو اوسکے رتبے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے اس لیے کہ رعایت حقوق مین خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہے اور صداقت کی خیانت اموال کی خیانت سے بدتر ہے اسواسطے کہ وہ خیانت صفات روحانی کیطرف جو اشرف جوہر جسمانی سے ہین رجوع کرے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملمع چیزین جلد بگڑ جاتی ہین تو چاہیے کہ خالق و خلق کے ساتھہ طریق عدالت کا مسلوک رکھے اور ہر ایک شی ایسی محبت جو حق اوسکا ہی حاصل کرے اور مطابق اوسکے عمل مین لائی کہ خالق کے ساتھہ اطاعت و طلب مناسبت مین اور معشوق کے ساتھہ بطریق قربت کے پیغمبرون اور ائمہ دین کے ساتھہ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین اور سلاطین کے ساتھہ اونکی بزرگی اور تابعداری مین اور والدین کے اکرام و خدمتگذاری مین اور ہر ایک عوام الناس کے ساتھہ رفق و آمیزش مین حکیمون نے کہا ہے کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھہ بیشتر اوسکے عکس سے ہے اس لیے قرض دینے والا اور احسان کرنے والا قرض کے لینے والے اور مانگنے والے کو پیار کرتا ہے اور اپنی ہمت اوسکے باقی رہنے کے لیے مصروف رکھتا ہے ولیکن قرض دینے والا جبکہ اپنے حق لینے کے لیے سلامتی قرضخواہ کی چاہتا ہے تو حقیقت مین وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہے بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے ساتھہ اسلیے وہ بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اپنے دوست جانتا ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ اوسکے اثر کا قبول کرنے والا ہے پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اوسکے محسن کے ساتھہ نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کے تئین دوست بالغرض جانتا ہے اور محسن سعی کرتا ہے کہ محسن الیہ کو کسی وجہ سے نفع پہونچے پس یہ صورت شبیہ اوس شخص سے رکھتی ہی جسنے دولت رنج

و مشقت سے جمع کی ہو ہر آینہ اوسے عزیز جانتا ہے اور اوسکے خرچ کرنے مین بتیرا احتیاط بجا لاتا ہے بخلاف اوس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہوا ور وہ کچھہ اوسکی قدر نجانے اور اوسکے صرف کرنے مین احتیاط نہ کرے اسواسطے ماں اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے بہت چاہتی ہی اسواسطے کہ وہ فرزند کے لیے بہت سے دکھہ درد سہتی اور اوسکی پرورش مین بہت سی تکلیف اوٹھاتی ہی اور اسی قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو اور غرور اوسکا اس شعر کے سبب زیادہ دوسرون سے ہوتا ہی اور جبکہ محسن الیہ لینے والا ہی اور لینے مین کچھہ محنت نچاہیے تو بالضرور محبت اوسکی محسن کے ساتھہ اس مرتبہ مین نہو پس ان مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھہ بیشتر عکس سے ہوگی ولیکن محبت کی قسمون سے بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اسلیے کہ وہی لذت عقلی ہے اور جوہر نفوس کے ساتھہ اوسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھہ اسی سبب سے اس محبت کے قاعدے اختلال کی علامت سے مامون ومحفوظ رہین اور سعایت ونمیمہ کو اسمین دخل نہین ہی بخلاف اور محبتون کے کہ اونکے سبب کے زایل ہونے سے جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنے یہ ہین کہ آجکے دن دوستون مین سے بعضا اونکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارون کے شعر اوسکا ہے پر یہ لذت حقیقت مین اوس وقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہو اور جوہر روح کے ساتھہ مشغول ہو یہانتک کہ عالم عقلی اور اوسکے درمیان سے حجاب اوٹھہ جاے اور وحدت خالص اور حق محض اور نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ متحقق ہو **بیت** وہ یار جو تھا پردۂ اسرار مین پنہان ؛ اب سوکشش عشق سے آغوش مین آیا ؛ یہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہے اسواسطے حکیمون نے اوسکو سعادات انسانی کے مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اسلیے کہ جب تک آینہ ہستی قواے طبیعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار سے صاف ومصفا نہو جمال اوس کمال کا دکھائی ندے جب تک سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ دراز ہے نگذرے صحن وصل مین پہونچ نسکے **بیت** وصال اوسکا رتوجاہے اگر خودی کو چھوڑ ؛ کہ اوسکے اور ترے خرترے نہین حایل ؛ **بیت** کہتے ہین کسے مجکو ملی دولت وصال ؛ اہی تئین مین چھوڑ چلا

اوسکی راہ مین ارسطا طالیس نے کہا ہے کہ جب خداوند تعالی کسیکو چاہے اوسکا تعاہد کرے جیسے دوست دوستون کی ہر ایک مصلحت کا تعاہد کرتے ہین اور اخلاق ناصری مین لکہا ہے کہ یہ ایک لفظ ہماری زبان مین نہین بولتے ہین پر یہ بات ظاہر ہے اسلیے کہ نظیرین اسکی کتاب اور حدیث مین بہت ہین جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے اور وہ اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنیوالونکو اور بس کہتا ہی میرے تئین اللہ اور وہ نیک وکیل ہے بلکہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے وارد ہے جیسا کہ فرمایا پس جسوقت کہ دوست رکھا مینے اوسکو تو ہوا مین کان اوسکا اور آنکھہ اوسکی آخر حدیث تک اور دوسری حدیث مین ہے جس شخص نے دوست رکھا میرے تئین قتل کیا مینے اوسکا اور جسکو قتل کیا مینے پس دیتا اوسکی مجھپر ہے اور جسکی دیت مجھپر ہے پس مین دیتا اوسکی ہون اور ارسطا طالیس نے بھی کہا ہے بیجا ہے کہ ہمت آدمی کی انسی ہو اگرچہ عاقبت اوسکی انسی ہے اور یہ بھی بیجا ہے کہ مردے حیوانون کی ہمت پر راضی ہو اگرچہ آخر اوسکی موت ہے بلکہ اپنے جمیع قوا کو حیات الہی کے حاصل کرنے مین صرف کرے اسلیے کہ اگر وہ جثے مین چھوٹا ہے تو ہمت کی رو سے بزرگ ہے اور عقل کی رو سے تمام مخلوقات سے شریف تر ہے اسلیے کہ وہ ایک جوہر خدا کے حکم سے سب چیزون پر غالب ہے اور تحقیق اس بات کی اس مقام مین یہ ہے کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب نظر کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے ارادہ و قدرت کے وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمونکی اصطلاح مین اسے عقل اول کہتے ہین اور بعضے اخبار مین تعبیر اوسکی علم اعلے سے کی ہے اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق کے اوسکو حقیقت محمدیہ کہتے ہین اوس جوہر نورانی نے اپنے تئین اور اپنے موجد کو اور انکو جو اس حد سے بسبب اسکی پیدا ہوسکین افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہے اور ہوگا جانا اور آفرینش و پیدایش مین سے ہے جو کچھہ کہ ہے اوسکے علم پر مشتمل اور اوسکی حقیقت مین داخل ہے اور بھی جیسے تخم مین شاخ اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ محل جس تربیت کے موافق اس جوہر مین مکنون ہین عرصہ شہود مین تفصیلا نمود ہوتے جاتے ہین خدا جسے چاہے مٹا دے اور جسے چاہے ثابت رکھے اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہے اور جب وقت ایجاد سلسلہ عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہے تمام موجودات گیہانی یعنی عالم جسمانی کو مقام تغیر اور محل تبدیل کا ہے اور مظہر ہے انواع تجلیات الہی اور اسکے

آثار غیر متناہی کا پہونچا تب حکمت کاملہ الٰہی نے اس عالم کے انتظام کا علاقہ ایک ایسی شئے
جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت اور بنظر صفات کے متغیر ہے بیت عجب وہ ثابت و مضطر
ہمین نظر آوے ہے نہ اپنی جگہ سے بھی اور کھڑا نہ ہے یعنی چرخ گردندہ پر موقوف رکھا
تا اوسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر وضعین صحرائے بالقوہ سے آبادی بالفعل مین پیدا ہون
اور اوسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثہ معین موقوف ہی سو عرصہ وجود مین تقرر ہو اور ہر وقت
حوادث کے مبدای قریبہ ہے جسے عقل فعال کہتے ہین اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلہ ہستی
کی ہر ایک صورت جدید ہیولای عناصر کے آئینہ مین جلوہ دے پھر جسوقت ایجاد کی نوبت مولدات
تک منتہا ہوچکی اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اوسکی اور بارک ہی حکمت اوسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق
کے تمام کمالات پیدایش انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت
جو مبداء ایجاد کی تھی اس شریف نوع کے نیچے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر ہو اس لیے کہ جب نفس
انسانی اسی رتبے مین پہونچے تو عالم علوی سے جو مرتبہ عقل ہے ملجاے اور انتہا کا نقطہ ہدایت
پر منطبق ہو کر ہستی کا دائرہ قوس نزولی و صعودی سے سرانجام پائے بیت یہ وہی شئے ہے
کہ پہلے عالم علوی سے وہ ؛ آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان ؛ پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل
قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہے عقل انسی اوسکا خاتمہ ہے مانند تخم کے جسے شاخ اور پتے
کی صورت مین پھیل کر کثرت کے مقامون کا سیر کیا پھر وحدت کا لباس پہنکر اپنی اصل
کی طرف راجع ہوا لیکن اسراس سیر دوری کے موجودات کے سب مرتبے مین روحانیت
سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری ہے آسمانون مین جو دائمی
نظام عالم اجسام کے ہین حرکت دوری وضعی کی صورت مین اور اجسام تامیہ مین حرکت
مقداری نموی اور ذبولی شکل مین اور نفس ناطقہ انسانی مین حرکت فکری کے درمیان یہ
حقیقت مین یہ سب ظل ہے حرکت ذات حی کا اور ذاتی ہے جسے اساطین ائمہ ذوق و شہود
کے عرف مین تجلی لذاتہ علی ذاتہ کہتے ہین کہا ہے بیت آپ ہی ماتا آپ ہی پتا آپ ہی اپنا
بالا رے ؛ اپنی گودی آپ ہی کھیلے ہو کر موہن لالہ رے ؛ آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی
خرچنے والا رے ؛ آپ بقا ہو کے پہونچا مانگے ہاتھ پکڑ پیالا رے ؛ حکیمون نے کہا ہے کہ بعضے آدمی

بسبب نجابت نظری اور طہارت اصلی کی ملکات کی رویہ سے مجتنب ہتی ہین یہ فریق کم ہے
اور بعضے بنا برادسکے کہ وہ فکر وروایت سے رذائل صفتونکی برائی سے واقف ہوئی اور اونکے
احتیاط کرتے ہین یہ گروہ متوسط ہی اور بعضے وعید وتہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید
پر بُرے کامون سے محترز ہوتے ہین یہ لوگ بہت ہین ولیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصل
پیدایش سے ہے اور فریق ثانی کا بسبب تعلیم کے اور ثالث کا از روی شرع کے ہی نسبت
شریعت کے اس فریق سے مانند نسبت پانی کے ہی اوس شخص کے ساتھ جسکے حلق مین کھانا
اونکے اگر شریعت کی تاثیر سے متادب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی شخص کے حلق مین پانی اٹک
رہے اور اوسکے چھوڑانیکی کچھ حکمت متصور نہو اور شک نہین کہ فرقہ اول سب اشرف ہے
یہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہے یہین سے ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
صہیب کی شان مین جو اکابر اصحاب مین سے تھا فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالغرض اگر
اوسے ڈر خدا تعالے کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نہ کرتا **تلیسر المعہ** مدنیے کی قسمون مین جکیمون
نے کہا ہے تمدن دو قسم ہے ایک وہ ہی جسکا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہ فاضلہ ہی
دوسرے وہ ہی کہ سبب جسکا جنس سے بشر کے ہو اوسے مدینہ غیر فاضلہ کہتے ہین یہ مدینہ فاضلہ
ایک نوع سے زیادہ نہین ہے اسلیے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا ہوتی اور نیکی کے طریقے
بھی متعدد نہین لیکن مدینہ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین ایک وہ جو لوگون کے مجتمع ہونیکا سبب
غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلاً اوسے مدینہ جاہلہ کہتے دوسری وہ ہے جو
قوت نطقی کے علاقہ سے خالی نہین پر اوس قوت کو خادم اور قوا کار کہتے ہین اور یہی معنی انکے
اجتماع کا سبب ہوتی ہی اور اوسکو مدینہ فاسقہ کہتے ہین تیسری وہ جو اونکے اکٹھے ہونیکا سبب
جھوٹے عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اوسے مدینہ ضالہ کہتے جبکہ حضرت صاحبقرانی کے اقبال
کی برکت سے جو مدبر امور زمانی ہین تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہوگیا ہی اور بحکم تضا
کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہوسکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان تند
فاضلہ کے میدان تفاصیل کیطرف پھیرنا بہتر جانا اور وہ اوس شہر کو کہتے ہین جسکے رہنے والون
کے باہم رہنے کی بنا نیکیون کے قاعدے اور بدیون کے اوٹھ جانے پر مبنی ہو پھر بشیک انکی مکان

درست عقیدے اور نیک عمل مین متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور حد جدے
احوالونکے اونکے چال وچلن کی روش موافق رہے اور ایکی مقصود کیطرف متوجہ ہون اور
بسبب اوس حکمت کے جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب نطق وامتیاز مین تفاوت ہین
اور مرتبۂ اعلے جسے نفس قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبہ اسفل جو بدن کثیف سے متعلق ہے
بندھا ہوا چار پایون کے گھر مین ہے پس عقل وشعور اوس جماعت کی دین ودنیا کے امور مین جو
شرع وحکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہو نہین سکتی پس اتفاق عقائد کا جنکی
طرف اشارہ کیا اس طریق سے متصور ہے کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین شریک ہین اگرچہ غیر محقق
اسکی تفصیلون سے مطلع نہو بیان اوسکا اس طور پر ہے کہ طبقہ عالیہ جو تائید الہی سے مؤید اور
لوث تعلق سے مجرد ہین مبدا حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھ جانین اور سلسلۂ
موجودات کی کیفیت صدور پر اوسکے مبداء سے جس ترکیب سے ہے مطلع رہین اور معاد نفوس کو
جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کرین اور جب روح کو اس پیدایش مین کتنی قوتون سے
علاقہ ہے جنکے سبب معانی کی صورتون کو دریافت کرنی جیسے حس مشترک اور خیال اور وہم
ہے مثلاً اور اون قوتون کے واسطے بسبب اختلاف آمیز جنکے صفا وکدورت کے مراتب
ہین اور کسی وقت کیا خواب کیا بیداری مین ان مین سے کوئی قوت بیکار محض نہین رہتی
پس جس وقت ارواح ان لوگون کی اون حقایق کی صورتون سے منقوش ہین ہر آئینہ
اون قوتون کے آئینہ مین مثالی صورتین جو اون معانی کے مناسب ہین منعکس ہوتی
ہین اسلیے کہ ادراک معانی خالص کا بے شائبہ صورت حسی ووہمی کے نشأت تعلقی
مین ممکن نہین اور نسبت اون صورتون کے جو خیال ووہم سے حاصل ہوتی ہین اون
حقائق کے ساتھ کیسی ہے جیسی نسبت مثل وخیالات کی ہے اعیان موجودات کے ساتھ یہ
وے امثلہ ان مثالون سے الطف ہین جو حسیات مین متصور ہون اور وہ نور بصیرت
سے جانین کہ وہ حقیقت ماورے خیالی صورتون اور وہمی معنیونکی ہے یہ گروہ اعاظم اولیا اور
اساطین حکما کے ہین اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہے جو تعقل صرف سے عاجز رہے
اور نہایت رسائی اونکی معانی وہمیہ تک ہے پر جانتے ہین کہ وہ حقائق اون قیدون سے منزہ

ہین اور وہ اپنے عجز اور فریق اول کے رجحان معرفت کے معترف ہین یہ گروہ اہل ایمان ہی اور اس درجہ سے فروتر ایک گروہ ہے جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہوا اور پہونچ اوسکی مبدا و معاد کی پہچان مین خیالی صورتون سے آگے نہین پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف ہے یہ گروہ اہل تسلیم ہے اور اس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظرون کا فرق ہے جو محسوسات کے مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہے اون لوگون کو متضعفین کہتے ہین جبکہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کے جہد و کوشش کرے اور اپنی استعداد کے موافق مرتبۂ نہایت کو پہونچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو بلکہ وہ سب قبلۂ حقیقت کیطرف متوجہ رہین جب صاحب شریعت علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات تمام خلائق مین مبعوث ہین تو بے شبہہ بموجب اوسکے کہ ہمین حکم کیا ہے جو آدمیون سے اونکی عقل کے موافق بات کرین سب باتین اونکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر حوصلہ استعداد کے فائدہ وافر اوٹھاوے تا اپنے نفوس ناقصی کی تکمیل کرنے کے لیے بسبب اختلاف مدارج کے کافی ہوسکے اور زلال کمال کے پیاسون مین سے ہر ایک شخص اپنے اپنے ذوق وشوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھاوے **شعر** جو اس میخانے مین آوے تو خم بھر لیوے فیضون سے ؛ اگر جام ایک ہی لاوے سو اوس سے نہین پاوے ؛ اسی سبب سے ہے کہ آیات اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا احکام کی استواری اس مرتبے سے ہے جو شائبہ انہدام کو اوسکے قاعدے کی طرف دخل اور نہ بجہۂ انقطاع کے تین اوسکے رشتۂ انتظام کی گرہ کھولنے کی طاقت نہین ہی کبھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ کے وارد ہین اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزیہی کے ضمن مین عقل قدسی کے نزدیک جو بازار تجرید کا مبصر ہے ظاہر کیا اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس مین عقل ظاہر بین کو دکھا دیا۔ **بیت** زندہ رکھتی جان و دل کو اسکی خوبی کی بہار ؛ رنگ سے ظاہر مین گو اور بو سے دل آگاہ کو اور حکما بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسہ مین کرکے بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے دھرتے اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے پیالے مین ڈھال کر متر شدان لونیاز کو پلاتے ہین اور کبھی اقناعیات کے ساگ وسرکہ پر

قناعت کرتے ہین تا ہر کسی کو بامداد قدرت کے ہدایت کرین ہرچند اون فرقون کے درمیان اعتقادی صورتون مین مخالفت ہی پر امر اجمالی مین شریک ہوتے اور مدبر فاضل کے تحت مغلوب ہو رہتے ہین اونکے درمیان تعصب وعناد نہین ہے اور بحکم مدبر کے اس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیے جسکی استعداد رکھتے ہین ایک دوسرے کو قوت پہونچاتا ہے پر مدینۂ فاضلہ کے رکن پانچ فریق ہین اول فضلا کے وے فریق ہین کہ شہر کی تدبیر اونسے درست رہتی پر مراد اونسے علماے عامل اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے بنتی ہے اپنے اپنے نوع پر مختار ہین صناعت اونکی حقائق موجودات کی پہچان ہی دوسرا صاحب بان یہ وہ لوگ ہین کہ عوام الناس کو کمال انسانی کیطرف دعوت کرین اور پند و نصیحت سے اونھین برے کامون سے بچاوین اور اونکے عقاید مداجمالی کو قیاسات جدلی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھین صناعت انکی علم کلام فقہ اور خطابت وشعر ہے اور مانند اوسکے تیسرا مقدر لوگ یہ وہ لوگ ہین جو قوانین عدالت کی میزانون کو شہر کے درمیان قایم رکھین اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اونکی رائے پر موقوف رہے اونکے فن کو حساب و ہیئت و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہین چوتھا جہاد کرنیوالے یہ وہ گروہ ہین جو ملک کو زبردست دشمنونکی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاٹی کا بند اور قلعون کی نگہبانی اونکے کف کفایت سے علاقہ رکھے اونکی صناعت کو شجاعت اور فراست یعنے دانائی کہتے ہین پانچوان ارباب اموال یہ وے فرقے ہین جنسے ان فرقونکے لباس و غذا کی ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی جہت سے وہ لوگ اہل حرفہ کہلاتے ہین ولیکن عدالت کا مقتضا یہ ہے کہ ان فرقون مین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھے اور چاہیے کہ ایک ہی شخص کو ہر ہر پیشے مین مشغول نکرے کیونکہ یہ سبب ہے اوسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہے کہ وہ کسی ہنر کو کمال معتدبہ کو پہونچا نہ سکیگا اسلیے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل کرنے کو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیے اور جب وقت اوسکا قصد و نپر بٹ جائیگا تو سب ناقص رہجائیگا جیسے کہا ہے کہ جنسے سب ڈھونڈھا کچھ نپایا اور اگر کوئی ایک ہنر جانے اوسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جس مین اوسکی رسائی خوب ہو اوس مین مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف رکھنا بہتر ہے تا ایک ہی کام کو استواری اور باریک بینی سے سرانجام دے

اسلیے کہ یہ طریقہ اوسکی بہتری کے بندوبست کے لیے مفید ہے اور اون فرقون کے سوا جو آدمی ہین سو مدینہ فاضلہ کے امکان سے باہر ہین پر بعضے اونمین سے جو قابل فضیلت کے ہین اون جماعتونکے لیے آلات وادوات کی مثال ہین شاید کہ فاضلونکی تربیت سے کسی کمال کو پہونچین والا اونھین جن کا مونسے متمدن کی مصلحتین ہوسکین اون مین مشغول رکھا جاہیے اور اونمین سے بعضے گیاہونکے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتی ہین اسی سبب اونھین نوابت کہتے ہین اور اونکی پانچ صفتین ہین ایک مرائی جو افعال فضلا اور اونکے شعار کو اختیار کرے اور بزرگونکے لباس سے ملتبس ہوتا اس لباس تلبیس کے سبب ہوا وحرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپے رہے دوسرے محرف جسکی طبیعت مین رذیل عفتونکی خواہش ورغبت غالب ہو نبابر اسکے ملت ومذہب کے فائدونکو حیلہ وتاویل سے چاہے کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنالیوے تیسرے باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت وانقیاد کا رشتہ خلائق کی گردنون سے لگا ہوا ہے سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کرے سکے اوپر شرع وعقل کی رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم وواجب ہی چوتھی مارق کہ بسبب قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہوا اور اونکو دوسرے معنیون سے تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف رہے لیکن اگر یہ انحراف راسخ نہوا اور خطا وحسد سے خالی رہے اونکے ہدایت پانے کی امید ہے پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ ہو پھر جاہ ومال کے لیے جھوٹے دعوون پر اقدام کرے اور دروغ ملمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خود فروشی آراستہ کرے اور اپنے تئین داناون کی صورت مین عوام الناس کو دکھاوے حالانکہ وہ آپہی گمراہ ہے یہی ہی جو کچھ اصناف نوابت سے مشہور ہے چوتھا لمعہ ملک کے بندوبست اور بادشاہون کے آداب مین پہلے تمہید کے طور سے لکھا جاتا ہی کہ درجہ شاہی حق سبحانہ تعالی کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اتنی بے انتہا مہربانی کے خزانے سے بعضے بندے پر عنایت کی ہے کونسا مرتبہ اونکو پہونچے کہ حضرت بادشاہونکا مالک اپنے بندون مین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلاکر عظمت حقیقی کو انوار کی جھلک اوسکے احوال پر ظاہر کرے اور کافہ انام کے مراتب حقوق اوسکے حکم ورائے کے اوپر موقوف رکھے یہانتک

کہ ہر کیسکی چشم احتیاج اوسکی درگاہ عالی پر رہے حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہے زمین کے اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اوسکی لے پس تمکو اس نعمت عظمیٰ کا مراتب عدالت کا نگاہ رکھنا ہے سب خلائق کے درمیان چنانچہ مضمون آیہ کریمہ کا کہ تحقیق ہمنے تیرے تئین زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس لوگ دمیونکے بیچ براستی حکم کر اشارہ اسکی طرف ہی پھر اس تمہید کے بعد لکھتا ہی کہ جیسے مدینہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ وغیر فاضلہ کیطرف منقسم ہوتا ہی سیاست ملکی بھی دو قسم ہین ایک سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہین وہ بندگان خدا کی تہری کی تدبیر کرتی ہی اونکے معاش ومعاد کے کامون مین تا ہر کوئی اپنے اپنے کمال مین جو اوسکے لائق ہے پہونچے سعادت حقیقی بتمیک لازم اسکی ہوسکتی ہی اور حقیقت کی روسے یہ مدبر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ ہے پر اوسکی تکمیل کے لیے صاحب شرع کی پیروی کرنا لازم ہر آئینہ اس گیا نہ عباد کے آثار برکت اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہونچین اور بمقتضاے اوسکے کہ بیت دیکھیے کو یاد رکھہ تو اور سنے کو چھوڑ دے ہ آگے کہان ہی قدر زحل آفتاب کے ؛ اس قسم کی مثال روشن تر آفتاب عالمتاب اقبال صاحب زمان سلیمان مکان کا ہی کہ ایمہ کشف وتحقیق کے اکابرون نے بشیر سے اوسکے نیر اقبال کے طلوع ہونیکا مژدہ اس زمان خجستہ آوان مین جو آجکے دن صبح صادق یوم تبلی السرائر کی یعنی اسرار خفی کے ظاہر کرنیکا روز ہے دیا اسلیے کہ اس مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اسقدر بخشا ہی کہ گروہ خلائق نے زمانیکے حادثے سے گوشۂ امن وامان مین آرام کیا اور باگھہ و بکری ایک گھاٹ مین پانی پینے لگے اور باز و دراج نے ایک مقام مین آرام کیا اللہ تعالی اوسکے آفتاب عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہونچا مدارج روز افزون پر بلند کرکے آسیب زوال و صدمہ وبال سے محفوظ رکھے دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے ہین اوسکے ارتکاب کرنیوالون کی غرض بندگان خدا سے خدمت لینا اور اوسکے ملکون کو ویران کرنا ہی لیکن انھین دوام و قیام نہین ہی بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی مین پہونچکر شقاوت ابدی مین مبتلا ہوجاتین اس لیے کہ بادشاہ ظالم کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے اوپر ڈالین ہر آئینہ بنیاد اوسکی عدالت الٰہی کے آفتاب کی تپش سے گل جائے اور وہ مکان گر پڑے اور بزرگان بارہا دیکھ چکے ہین کہ آن ریزون سے زر کے جو بچاری بڑھیا سے چھین لین گنج خسروی

معمور کر یگیے اور ٹڈی کے پانون سے جو کسی چیونٹی کے منھ سے لے لین دسترخوان سلیمان کا
سامان کیونکر ہوا اور جس عود کے ساز کو مظلومونکے مال سے درست کرین مال اوسکا نالۂ زار
کے سوا کچھہ نہین اور جس پیالۂ شراب کو بیچارون کے خون دل سے بھرین مئے اوسکی سوا اشک
خونی کے اور خمار اوسکا سوا اور کچھہ اور درد کے کیا ہوا اور کسی فقیر کا اگر دلق چھین لین یقین ہے
کہ اوس سے ذرہ داؤدی نہ بن سکے اور ایک چادر کہنہ سے جو کسی محتاج سے لوٹ لین مسند شاہی
کا تکیہ نہو سکے اور جو سپر یتیم بیوا کے مال سے بنا دین مانع تیر قضا نہ ہوا اور جس جوشن کو فقیرون
کی وصیہ معاش سے درست کرین واقع تیغ بلا نہو بلکہ زمانے کے تیر حوادث سے اوس صاحب
دولت نے امن پایا جسنے فقیرون صافی دل پاک باطن کی پناہ لی اور مقصدونکی نہایت مین
پہونچا اوس بلند ہمت کو میسر آیا جسنے سفر جانے اور مشکلون پر اقدام کرنے کے وقت مدرسہ کے
رہنے والون اور خانقاہ کے بیٹھنے والون کی توجہ خاطر کو ہمراہ کیا اور تاج شاہی اوس مرد کے
سر پر زین ہوا جسنے بے سر و پایان تاج بخشش سے کمک دعا کی مانگی تخت سلطنت جلوہ گاہ
اوس شاہ کا ہوا جسنے تونگر دل فقیرون کے دروازے سے سوال فیض کیا بیت ۔ درمیخانہ
یہ رہتے ہین قلندر پیشے ۔ چھینٹین اور دیوین جو بخشش فسر شاہنشاہی ۔ سر دھرین انیٹ پر
اور پانون رکھین گردون پر ۔ دستگاہ دیکھیے اور رتبہ صاحب جاہی + سعادت ازلی کے
جنیبت کش گلگون خوشخرام شدنیہ گام کے مقام مین آشہب صبح اور ادہم شام کو اوس
صاحبقرانی کے طویلے مین باندھین جسکے بادپا ہر ہمت کا کوچ عاجزان شکستہ بال کی صلاح
حال اور فراغ بال کیطرف رہے اور عنایت لم یزلی نے کمیت بادصبا اور سمند جہان پیما
کے بدلے ابرش آفتاب اور نقرۂ خنک ماہ کو اوس گیتی ستان کے حلقہ تسخیر اور رسن تقیید
مین کیا جسنے معدلت ورائت کے میدان مین جنروان عالیمقدار سے نیزۂ سبقت لیا
اور لگاے بادشاہونکے تیغ احوال مین مصروف رہا صاحب مان ظل یزدان کی دولت روز افزون
کا مشاہدہ اوس دعا کی تحقیق اور اس دعوی کی تصدیق پر شاہد عادل ہے اگر کوئی دیدۂ اعتبا
کھولے اور آئینہ بینائی سے غبار غفلت کو دور کرے اور صاحب سیاست فاضلہ قانون
عدالت کا متمسک ہو کر رعایا کو فرزندون اور دوستونکی جگہ جانے اور ہوا و حرص اور

مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی کا کرے اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد حلم پر
اعتماد کرکے رعایا کو غلاموں کی مثال بلکہ چارپایوں کے برابر خیال کرے اور خود غلام حرص
و ہوا کا رہے جبکہ بمقتضاے اسکے کہ آدمی اپنے زمانے مین آبا و اجداد کے مشابہ ہوتے
اور بادشاہ وقت کے آئین پر چلتے ہین ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہے
پر جب شیرازہ انتظام کا سلطان عادل کے ہاتھہ ہو تو سبکی خواہش عدالت اور فضیلت کے
حاصل کرنیکی طرف رہے اور جو برخلاف اسکے ہو تو لوگونکو دروغگوئی اور بدخوئی کا شوق
آوے یہین سے ہے کہ حدیث مصطفوی مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عادل ہوا وسے ہر ایک نیکی کا
جو رعیتون سے ظاہر ہوا ایک حصہ پہونچے اور جو ظالم ہو تو ہر بدی مین جو اونسے صادر ہو شریک
رہے اور حکیمون نے کہا ہے چاہیے کہ بادشاہ مین سات خصلتین ہون پہلی علو ہمت و تہذیب
اخلاق سے حاصل ہوتی ہے دوسری رسائی عقل و فکر کی یہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھہ
لگتی ہے تیسری قوت عزیمت یہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے میسر آتی ہے اور اوسی عزم الملوک
و عزم الرجال کہتے ہین یہ تین چیزین تمام نیکی اور فضیلتونکی حاصل کرنیکی اصل ہین نقل ہے
کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانیکی خواہش ہوئی اور اس سبب سے فساد عظیم نے اوسکے
مزاج مین دخل پایا جتنے طبیب حاذق اوسکے معالجہ مین سعی و کوشش کرتے کچھہ فائدہ
نہین کرتی ایکدن تمام اطباطب کی کتابون کو جمع کرکے فکر مین تھے کہ خاص ندیمون سے
ایک شخص وہان حاضر ہوا جب اوسنے احوال مشاہدہ کیا عرض کی کہ یا امیرالمومنین این
عزمات الملوک یعنے بادشاہون کے سے عزم کہان بادشاہ نے طبیبون کو فرمایا کہ اب
احتیاج معالجے کی نہین اسلیے کہ مین پھر اس کام کا اقدام نکرونگا چوتھی مشکلون پر صبر
کرنا اسلیے کہ صبر کشایش مطلب کا وسیلہ ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جسنے کسی دروازے
کو کھٹکھٹایا اور بحاجت کی دخل پایا پانچوین بہتایت تا آدمیون کے مال مین طمع
نہ کرے چھوٹے لشکریون کی موافقت سا تدبین نسب اسلیے کہ یہ موجب اتفاق قلوب
اور ہیبت و وقار کا ہے اگرچہ یہ خصلت ضروری نہین لیکن اولے ہے پر بہتایت اور فوج
اون چار خصلتون یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہے پس یہ

چار عمدہ ترین خصائل ہین الحمدللہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین یہ صفتین تمام موجود ہین اسلیے انتہا مراتب ابہت و اجلال کو پہونچی ہی جبکہ سابق تمہید ہوچکی کہ بادشاہ طبیب عالم ہے اور طبیب کو مرض اور اوسکی علامتونکی پہچان اور اوسکے دوا کرنیکی کیفیت شناسی سے چارہ نہین ہی پس ہی آئینہ سلطان پر واجب ہی کہ بادشاہت کی مرض اور اوسکے علاج کے طریقے سے واقف رہے جبکہ تمدن عبارت ہی ہر طرحکے آدمیون کے مجتمع ہونے سے تو جب تک ہر ایک اون فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے موافق رہے اور جسکا جو پیشہ ہے اوس مین شغل رکھے اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مزاج کے فراغت ہو تو بشیبہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہے اور امور بادشاہت کے منتظم ہون اور جس وقت اس طریقے سے انحراف کرے ہر آئینہ اختلاف کیطرف منجر ہوجاے جو سبب ہی رابطہ الفت ٹوٹ جائے اور اوس سے خلل و فساد روے زمین پر برپا ہو اس لیے کہ مقرر ہے اصل ہر دولت کی اتفاق اوس جماعت کا ہے جو معاونت کے لیے شخص واحد کے اعضا کے برابر ہے کیونکہ اس صورت پر ویسا ہوا جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہوا اور قوت تمام لوگون کی رکھے اور ہرگز کوئی منفرد اوسکا مقابلہ نہ کرسکے اور بہت لوگ بھی اگر مختلف الراے ہون اوسپر غالب ہوسکین مگر جب اونکے درمیان اسی طریق سے تالف پیدا ہو تب اس شخص واحد کے برابر ہون جسکی قوت اس جماعت کے زور سے زیادہ ہی اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نپائے وہی وحدت عدالت ہے چنانچہ سابق مذکور ہوا پس جب تلک بادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیونکے ہر فرقے کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھے اور انھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے منع کرے تو سررشتہ بادشاہت کا مضبوط رہے اور جو برعکس اوسکے ہو تو ہر گروہ کے تئین اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرونکے ایذا دینے پر کمر باندھین اور بسبب افراط و تفریط کے رابطہ الفت کا ٹوٹ جانے تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ جو دولت ارباب دول کے پاس رہی اونھون نے جب تک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جس وقت ظلم و مخالفت اونکے درمیان غالب ہوئی ہاتھ سے جاتی رہی اسلیے کہ سابق تقریرون کے مطابق اہل زمان بادشاہون

کی چال اختیار کرین پس جب بادشاہ اور اوسکے ملازم ظلم وبدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے
دل مین ادعا ظلم کا جو خلقت مین پوشیدہ ہی حرکت مین آوے اور خواہش تعدی کی کرے
جیسے اگلی تقریر سے ثابت ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھہ باقی نہین رہتی پس بے شبہہ طریق
مزاج عالم کے بگڑجانے کا سبب ہی اسی واسطے کہا ہے کہ ملک کفر کے ساتھہ آباد رہے اور
ظلم سے ویران ہوجاے اور حکیمون نے کہا ہے کہ دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھہ سکے
ایک الفت واتحاد سے دوستون کے بیچ دوسری جنگ وجدل سے دشمنون کے درمیان
اسلیے کہ جب مخالف آپس مین مشغول رہین اونھین اور قصد کی فرصت نرہے اور اسواسطے
جب سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بشمار تھی سوچنے لگا کہ اگر اونکو
چھوڑجاے مبادا سب اتفاق کرین پھر اونکا دفع کرنا متعذر ہوا ور جو اونکی بیخ کنی کرے
تو ملت ومروت کے قاعدے سے بعید ہے حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی تو اسنے کہا کہ
اونھین متفرق کردے اور ہر ایک پر حکومت وریاست جدے جدے موضع کی مقرر
کرتا آپس مین بگڑجائین اور تو اونکے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے اونکو طوائف
الملوک کردیا اور اوس وقت سے آردشیر بابک کے عہد تک کسیکو ایسا اتفاق جو سبب
اوسکے شورش کرسکے میسر نہوا اور سلطانون کو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین
تا اعتدال تمدن کا حاصل ہو اور جیسے مزاج ترکیب عناصر کا انکی ہمواری سے اعتدال
پر رہے ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنعتون کی ہمواری سے متصور ہے پہلے اہل علم
جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب شاعر جنکے قلمون
کی مدد سے ارکان دین ودنیا کے مستحکم اور وہ آب کی مثال ہین چار عنصر ہین اور
یقین ہے کہ جو مناسبت آب وعلم کے درمیان ہے داناؤن کے نزدیک آب صاف
سے صاف ہی بلکہ آفتاب سے روشن تر ہوسکے دوسرے اہل تیغ جیسے بہلوانون سپاہی
اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹیون کے بند کرنے والے ہین کیونکہ خلایق کی بہبود
بغیر اونکی تیغ خونخوار کے متصور نہین اور اسباب بغی وفساد کے بدون اونکی آتش قہر
کے خاکستر نہون اور وہ آتش کے برابر ہین وجہ مشابہت کی یہان ظاہر اس مرتبہ ہی

لہ محتاج بیان کا نہین ملیے کہ آتش کو چراغ سے ڈھونڈھنا دانا ؤن کا کام نہین ہی تیسرے اہل معاملہ جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور پیشے والے کہ اونکے سبب سے کھانے پینے کی چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہون اور دور دراز کے رہنے والے اقسام اقسام کے طعام اور طرح بطرح کی چیزون سے فائدہ اوٹھاوین مناسبت اونکی ہوا کے ساتھ جو نباتات کی نشو ونما کی ممد اور روح حیوانی کی مفرح ہی اور اوسکے تموج و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے تحفے اور نفیس چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انساع کی دار الخلافہ مین پہونچتی ہین نہایت ظاہر ہے چوتھے اہل زراعت و زراعت کرنیوالے جیسے جاسی اور دہقانی اور کشاورز جو نباتات کی تدبیر کرنیوالے اور قوت لابدی کے پیدا کرنے والے ہین اور بے اونکی سعی و تردد کے اسباب زندگانی ممکن نہین حقیقت مین یہ لوگ معدوم کے موجود کرنیوالے ہین اسلیے کہ اور فرقونکی قدرت کسی چیز کے موجود کرنیمین نہین ہی بلکہ ایک موجود کے تئین کسی سے کسیکو یا کہین سے کہین پہونچانی یا ایک صورت کو دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت اونکی خالق سے جو آسمانون کے سیر کرنیوالونکا قبلہ اور مظہر ہے انوار عالم پاک اور عجائب مصنوعات الٰہی کا ازبسکہ واضح ہی اور جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع بدنی مین بھی ان صفتون مین سے بعضے کے غالب ہونے سے سررشتہ بندوبست کا ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہے لیکن اون چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر استحقاق کے معین کردے اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیونکے پانچ ہین پہلے وہ لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا احسان اونکے غیر کیطرف پہونچتا ہے جیسے شریعت کے علما اور طریقت کے مشایخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عباد کا ہے اور فیض ازلی کی جاے ورود اور عنایت لم یزلی کی فرودگاہ یہی لوگ ہین اور دوسری فریق اونکے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین **بیت** خدا کے لطف اور احسان کے گھر ہین ؛ وے ہین مہمان اور عالم طفیلی ؛ حکیمون نے کہا ہے بادشاہ کو لازم ہے کہ اس فریق کو

اور وزکی نسبت مرتبہ قربت منزلت سے سرفراز فرمائے اور اونھین سب کے اوپر حاکم کرے اور کہا ہے کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ بادشاہی مین مجتمع رہین اوسکی ترقی دولت اور ترفع حشمت کا آثار ہونقل ہے کہ حسن بویہ اپنے وقت مین ایک سے کا ولیعہد اور حکما اور علما کی خواہش مین اپنے زمانیکے بادشاہون سے ممتاز تھا کسی قت روم کے اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تغیر اہل روم کا شائع ہوگیا اطراف سے فوج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ ہوے اور وہ ہٹ گئے اور بعضے اسیر زنجیر ہوے بادشاہ روم کا بیٹا اور بندیون کو اپنے آگے بلایا اونکے درمیان ایک شخص ابو نصر نام اہل رے سے تھا جب معلوم ہوا کہ وہ رے کا باشندہ ہے کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے بادشاہ کو پہونچا دے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون کہا حسن بویہ کو جاکر کہہ کہ مین قسطنطنیہ سے اس ارادے کے ساتھہ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جس وقت تیرے احوال سے مینے تفحص کیا کہ تیرا سیر اقبال اب تک اوج کمال کا متوجہ ہے اور مدارج اقبال پر ترقی اس لیے کہ جسکا آفتاب دولت حضیض زوال اور مغرب کیطرف جاے اوسکے درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالی مقدار اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم و ابو علی سیاعی ترہین کیونکہ ایسے لوگون کا اکٹھا ہونا اور تیرے پاس دن رفیق و غمخوار رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ و جلال کی دلیل ہے اسواسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہ ہوا دوسرے وہ آدمی ہین جو بالاصالت نیک ہونے پر نیکی اونکی اور زنکو نہین پہونچتی ہے مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنے ہے اسلیے کہ جمال کمال اونکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الہی سے مخلع ہے یہ جماعت اگرچہ حلیہ کمال سے محلی ہے لیکن درجہ تکمیل سے قاصر اس طبقے کو معزز رکھا چاہیے اور رزق و کفاف کے خاطر جمع تیسرے وہ لوگ ہین کہ وہ نہ بالاصالت نیک ذات ہین اور نہ بد ذات اس فریق کو سایہ امن و امان مین امون اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہے تا فساد استعداد سے محفوظ رہین اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہونچین جو تھے وہ اشخاص جو شریر ہین لیکن کسیکو ایذا نہین دیتے ہین اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور زجر و ملامت اور وعظ و نصیحت سے اونھین بدکاموں سے بچا رکھنا واجب ہے پانچوین

ہین جو اپنی اصل سے موذی اور بد ذات ہین لوگونکے ایذا دینے کی فکر مین رہتے ہین یہ فریق بدترین خلائق اور طبقۂ اولی کے مقابل ہی جنکی اصلاح کی امید ہو اونکو مودب و مہذب کرنا چاہیے اس جماعت مین سے اور جنکی اصلاح کی توقع نہین اور شرارت اونکی شائع نہو بادشاہ اپنی رائے صحیح کے موافق اونکے ساتھ مدارات فرمائی اور جو بد ذاتی اونکی فشر پائے اونکی شرارت کو دفع کرنا جس طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعًا و عقلًا واجب ہے اور دفع شر کا ایک طریق حبس ہے وہ عبارت اس سے ہے کہ اہل شہر کی آمیزش سے اوسکو موقوف کردے دوسرا قید وہ منع کرنا کاروبار سے ہی شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کردینا اگر اون وجہون سے مندفع کرنا کاروبار سے ہے شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کردینا اگر اون وجہون سے مندفع نہو حکیمون نے اوسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہی اور اونکے اقوال مین سے ظاہر تر قول یہ ہی کہ اوس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہے جیسے ہاتھ یا نون زبان یا اوسکے حواس مین سے کسی حس کو موقوف کردینے پر اکتفا کرین لیکن حق یہ ہے کہ اس امر مین شریعت حق کی متبعیت کرنی ضرور ہے اور قتل و قصاص مین سے بر محل حدود شرعی پر اقدام کرنا واجب لیکن یہ واجب کی زیادت سے محترز رہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ جو شخص خدا کی حدون سے تجاوز کرے پس تحقیق اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور قتل کو اپنا شغل کرنا نچاہیے اور اگر کوئی شرعًا مستحق اوسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیے چنانچہ فرمایا ہے کہ رحم نہ آوے تمھین بسبب اون دونون کے خدا کی دین مین اسلیے کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جایز بلکہ واجب جانے بادشاہ بھی جو طبیب عالم کا ہے مدبر اول تعالی شانہ کے حکم سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے اونمین سے کسی کے قتل کرنے کو مناسب جانے پھر شرایط ہمواری کی رعایت کرنیکے بعد اونکے مراتب کو تقسیم خیرات مین محفوظ رکھا چاہیے پر خیرات کی تین قسمین ہین سلامت اموال و کرامت اور ہر ایک کیواسطے بنظر استحقاق کے اونمین سے ایک ایک حصہ ہی جسکے نقصان کرنیسے اوسکے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے شہر یونیز جور ہوتا ہی اسلیے کہ اسکیو بے زیادتی استحقاق کے اور رونیز فائق کردینا اونکے اوپر ستم ہے اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہر یونیز ظلم لازم آتا ہی اسلیے کہ جب مستحق کو اوسکے رتبے سے گھٹا دین تو بیشبہہ اوسکا اور دوسرے

مستحقون کا دل ٹوٹ جائے پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑے اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر
استحقاق کے محافظت اوسکی اونکے لیے کرنا واجب ہی اس طور پر کہ جسکا جو حق اس خیرات مین سے
ہی بچا ہیے کہ اوس سے زایل ہوا اور زوال کے بعد بھی عوض اوسکا محل استحقاق سے اوسکو دین اس
طور سے جو شہریونکے ضرر پر مشتمل نہ ہو اور اہل شہر کے عقوبت کرنیمین حد جور سے احتراز کیا چاہیے
طریق اوسکا یہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اوسکے لائق ٹھہراوے اگر چھوٹی گناہ کی مقابل
بڑی عقوبت کرے تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی اور جو بڑے گناہ کے لیے تھوڑی عقوبت کرے تو
ظلم شہریون پر ہو حکیمون سے بعضے اسپر ہین کہ ظلم ہر ایک شخص پر بھی گویا شہر کے سب بسنے والون پر
ظلم ہے پس مظلوم کے معاف کرنیسے عقوبت ساقط نہین ہوتی اور مظلوم کے عفو کرنیکے ساتھ
بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہے عقوبت کرنا ظالم کا جایز ہے بعضون نے برخلاف اسکے کہا ہی
غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل یعنی سید الانام علیہ وعلی الہ التحیۃ والسلام کے
حکم پر مبنی ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیے کہ جو حدود اللہ کی جنس مین سے ہو جیسے چوری زنا کاری
اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اوسکی واجب ہی اور جو
حق الناس کی قسم مین سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہے معاف کرنے سے ساقط ہو جاے
اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب ایذا و اہانت کی صورتون مین اکثر ائمہ محققین مذہب
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اسپر ہین کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کے تئین تادیب کے لیے تعزیر
اسکی پہونچتی ہی اور یقیناً حکمت اوسکی یہ ہے کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا جسکا ضرر اہل شہر کو
پہونچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اوسکے ایسی مثال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام
کا ہے اسلیے عفو کی تاثیر اسمین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ مخصوص ایک ہی شخص سے ہوتا اور اوس
سے غیر کیطرف تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی پس ہر آینہ جسے گالی دی ہی اوسکی طلب عفو پر
موقوف رہے اور جس شر مین غیر کیطرف متجاوز ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہو وہ سلطان
کی فکر و رائے سے تعلق رکھتا ہے یا اپنی رائے صائب کے موافق جو لائق و مناسب ہو
عمل مین لاوے یہ ہے کہ اگر مقتول کا کوئی وارث خاص نہ ہے وراثت اوسکی بیت المال
سے علاقہ رکھتی اور حکم اوسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہے چاہے قصاص کا حکم

وے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت کی اوس وقت منتظم ہو جب سلطان خود رعیتون کے
احوال پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق و کفاف بقدر حق کے عنایت فرمائے تحقیق اس
بات کی اس طور سے ہو سکتی ہے کہ رعایا اور مظلومون کی آمد و رفت کی احتیاج کے وقت
بادشاہ کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو ایکدن ارباب احتیاج کے لیے بار
عام مقرر کر دے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب دربرو جا کر عرض کرے اور عجم کے بادشاہون کا
ایک ایک وقت معین تھا اور اوس مین عوام خلائق کو بار عام ہوتا حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی جس کسیکو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے
پھر وہ ارباب احتیاج اور مظلومون کے اوپر دروازہ مسدود کرے تو حق سبحانہ تعالے اوسکی احتیاج
کے وقت دروازہ رحمت کا اوسکے اوپر بند کرے اور اپنے لطف و مہربانی سے اوسکو محروم رکھے
امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جسے کسی کو کسی حکومت تفویض فرماتے اوسے نصیحت
کرتے کہ احتیاج والون سے کبھی نہ چھپیائے اور اونکے آگے دروازہ نہ موندے اور حضرت سید المرسلین
علیہ افضل الصلوٰۃ نے دعا مانگی ہے اَللّٰھُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ
وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَشُقَّ عَلَیْہِ اور اخبار مین آیا ہے کہ فرعون مین ساتھ
اتنی نافرمانی و کفران کے دو خاصیتین اچھی تھین ایک یہ کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور
ارباب حاجت کو اوسکی ملاقات جلد میسر ہوتی دوسری بخشش و کرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے
باب مین مبالغہ اوسکا ایسا تھا کہ روایت ہے بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور وہ
کھانے جو اوسوقت کے مناسب ہین بادرچی خانے مین موجود نہ تھے جب اس بات سے مطلع
ہوا اوسکے فکر کی آتش دہکی اور بادرچیونکو غضب مین خاکستر کیا پھر اوسکے مقرر کر دیا کہ ہر
روز اقسام طعام عوام الناس کے لیے بیمار ہون یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص کے موافق طعام
پہونچایا کرین جب جلال الہی کا طوفان غضب اوسکا جوش مارنے لگا اور مشیت ازلی نے اوسکی بیخ کنی
کا قصد کیا بمقتضاے اس آیہ کریمہ کے جسکے معنے یہ ہین کہ تحقیق اللہ تعالے نہین تغیر کرتا
ہے اوس چیز کو جو قوم مین سے مگر جب تغیر دین قوم اوس چیز کو جو اونکے نفسون مین ہے
دونون خاصیتین برخلاف اوسکے ہو گئین پھر بے نیازی اوسکی اس مرتبہ کو پہونچی کہ بیخ

روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا اور غنقاء مغرب کے
مانند گوشۂ غروب مین بلکہ خفاش بر کی مثال ادبار کے کونے مین پوشیدہ ہوا بغیر ابلیس اور
اوسکے لشکر کے کسی کو قدرت ملاقات کی نہ تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب خاصت تکلم
سے مخلع ہوے اوسی رات خدا کے حکم سے اوسکے دروازے پر آئے ایک مس تک وہان تھی
ملاقات میسر نہوئی ایکدن اوسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق استہزا کے عرض کی کہ
ایک صورت عجیب مسموع ہوئی ہے ایک شخص اس طور پر دروازے مین کھڑا ہے اور کہتا ہی
کہ مجھے خدا نے بھیجا ہی اور کئی ایک پیغام رکھتا ہون فرعون نے کہا اوسے بلوایا چاہیے
کہ اوسکے ساتھ ہنسی اور سخریہ کرین جب حاضر کیا بعد اوس مناظرے کے کہ جسسے کلام حقانی اعلام
ظاہر ہوتے تھے ہر چند ید بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن اوسکے دل آئینہ
سے زنگار شرک دور نہین اور باوجود تابان ہیبن کے جو گنج ایمان کیطرف راہ بتاتا تھا راہ
پر نہین آتا بلکہ ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا یہان تک کہ کام اوسکا
عاقبت خرابی کیطرف آیا اور خاتمہ بد کو پہونچا اور نسل اوسکا اس درجے کو پہونچا کہ بدون کرامًا
کاتبین کے اوسکے کھانے پینے کی خبر نہین ہوتی اور سوا مگس کے کوئی اوسکے دستار خوان پر
نہ بیٹھتا یہان تک مورخین معتبر نے تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جس دن موسی علیہ السلام
نے حکم سے الہی کے بنی اسرائیل کے ساتھہ مصر سے کوچ کیا اور فرعون اونکے پیچھے چڑھہ دوڑا
اوسکے تمام باورچیخانے مین بغیر ایک گوسفند گرگین کے ذبح نہین ہوا تھا اور اوسکے جگر کی
غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنی عشا کے لیے رکھہ دیا کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے
ساتھہ تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اوسکے اور اوسکے لشکریون کے لیے شیرۂ زقوم سے
ماحضر ترتیب دیا تھا حکیمون نے کہا ہے کہ بادشاہ کو تین چیزونکی رعایت کرنی ضرور ہے اول
ملک و خزانے کو آباد رکھنا دوسرے رعیتون پر رحم و مہربانی کرنی تیسرے یہ کہ بڑے کام
چھوٹے آدمیونکو فرمایش نہ کرے اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان سے چار
ہزار برس کی دولت کے جانے کا کیا موجب تھا بولا کہ معظم امور جو عقلا کے لایق تھے
ادنی لوگونکے حوالے کیے کہا ہے کہ بنا عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہے ایک یہ ہی کہ

تقضیہ دیدار ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہی اور دوسرا بادشاہ پس جو اپنے اوپر گوارا نجانے
رعایا پر جائز نرکھے دوسرا یہ کہ ارباب احتیاج کے انتظار کا روادار نہو اور اوسکے خطرے سے
ڈراکرے حکیم ارسطاطالیس نے سکندر کو کہا کہ اگر تو اعانت خدا یتعالی کی چاہتا ہی تو دادخواہون
کی مدد کرنے مین سرعت کر تیسرا یہ کہ اپنی اوقات کو شہوت ولذت جسمانی مین مصروف نرکھے
کیونکہ ویرانی ملک کے سببون مین بڑا سبب یہی ہی بلکہ فراغت وراحت کے وقتون سے کچھ تدبیر
ملکی اور رعیتونکی بہتری مین صرف کرے کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت
مین نہ رہا کر کہ غنیم سر نہ اوٹھائے اور کوئی تیری شکایت خدا کے نزدیک نہ لیجائے اور اتنا
مت سو کہ تیری عمر برباد ہو جاوے اسلیے کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہے کہ صبح کو ایک دیوار
پر اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہے اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھا وے نہ تیرے تئین دنیا
کھاے چوتھا یہ کہ سررشتہ کاروبار کا رفق ومدارات پر رکھے نہ غصے اور ناک چڑھانے پر
پانچوین خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین ڈھونڈھے چھٹا خوشنودی خلق کی
مخالفت مین خالق کے نچاہے ساتوین یہ کہ جب اوس سے حکم چاہین عدالت کرے اور
جس وقت مہربانی طلب ہین عفو کردے اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی کرنا حق تعالی کی رحمت کا
سبب ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ بخشش کرنیوالونکو خدا بخشش کرتا ہے اہل ارض
کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین آٹھوان وہ ہی کہ اہل حق کی صحبت کا خواہان رہے
اور پند ونصایح سے آزردہ نہو نوان یہ کہ ہرشخص کو مرتبہ استحقاق پر رکھے دسوان اوسپر
اکتفا نکرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہرا دے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے
کسیکو مجال ظلم کی نرہے اسلیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جائیگا
اپنی رعیت سے جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھ تھی اوس سے
پوچھینگے اور اخبار مین آیا ہے کہ امیرالمومنین عمر ابن عبدالعزیز کو کہ نہایت عدالت اور ازسکہ
تقوی اور طہارت مین موصوف تھا چنانچہ اوسے خلیفہ خامس کہتے تھے بعد وفات کے
خواب مین دیکھا اوسکے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطہ حجاب مین ڈال رکھا
بسبب اوسکے کہ ایک پل کے اوپر کرتا پڑ گیا تھا کسی بکری کا یا اونٹ اوسمین آگیا اور زخمی ہوئی یہ

تئین عتاب کیا کہ کیا لازم ہے کہ جب خلایق کے نیک و بد کا سررشتہ تیرے عہدے مین رہے
تو بندوبست امور مین سستی کرے پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت
کے حاصل کرنے کے لیے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح
سے اور روح کا عقل سے ہے ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور
سیاست کا حکمت سے ہے جو عین شریعت ہے تا امور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اس
راہ راست سے پھر جائے خوبی و آبادی ملک کی برباد ہوا فلاطون نے کہا ہے کہ قوانین
شریعت کو یاد رکھہ تو شریعت تیری حافظ ہو جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو
عنان ہمت فضل و احسان کی طرف پھیرے اسلیے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین
ہے چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنے واجب ہے
اور چاہیے کہ وہ ہیبت و حشمت سے ملا ہوا سلیے کہ احسان بے ہیبت کمزور دلون کی بے پروائی
کا موجب اور سبب بے ادبی طمع کا اونھون کے ہو اور اگر مثلاً تمام ملک کے خراج کے برابر کسیکو
دیجیے تو راضی نہو ارسطا طالیس نے سکندر کو نصیحت کی چاہیے کہ مظلوم تجھسے دہشت نکرین
تا عرض مطلب بخوبی کر سکین لشکری اور زیر دستون پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم و ستم پر
اقدام نکرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات
جلالی و جمالی اور محل آثار عظمت الٰہی اور بہت نامتناہی کے تھے رعب اس مرتبہ رکھتے تھے
کہ ابو سفیان جب شرف اسلام سے مشرف نہین ہوا تھا عہد و پیمان کے لیے حضرت کے
پاس آیا جس وقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہمنے بادشاہ اور صاحب اقبال بہت سے
دیکھے کسی سے ایسا رعب و ہیبت اپنے دل مین نہین پایا اور خوش خلقی اور لطف و مہربانی
بھی آپکی ذات مین ایسی تھی کہ ایکدن کوئی عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض
مطلب کرے یقیناً بسبب اسکے کہ انوار قدس کی جھلک طلعت صفاطینت پیغمبری مین
نمایان تھی از بسکہ خوف اوس عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا جب اوس سے آگاہ ہوے
فرمایا مین عرب کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی غرض اس سے آپکی
یہ تھی کہ خوف و ہراس اوسکے دل سے دور ہو اور عرض مقصد کر سکے متکبرون کے

مساتھہ تکبر کرنا مسکینون زیر دستون سے تواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہے اور عادات
سلطانی سے اہم یہ ہے کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھین تا فکر و رائے کی جولانی پر قادر اور
دشمنون نے مکر سے فارغ رہین حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کسی جہاد کا
عزم کرتے لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ آئینہ خاطر حضرت
کا غبار کذب سے صاف و مصفا بلکہ یہ چین اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی جانب کا ارادہ
رکھتے اور مقامونکا استفسار کرتے اور وہانکا احوال پوچھتے تا لوگون کو مغالطہ ہو کہ شاید ادہ
وہین کا رکھتے ہین حکیمون نے کہا ہے کہ اخفاے راز کا طریقہ باوجود احتیاج مشورت کے آدمیون
سے یہ ہے کہ جو لوگ عقل و دانائی مین کامل ہین اونسے مصلحت پوچھے اور سفیہ اور کم عقلون سے
اپنا بھید چھپاے پھر بعد ارادہ مصمم کے اون کامون پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس
اوسکے ہون پر اون مین بھی مبالغہ نکیا چاہیے کہ موجب تہمت کا نہ ہو بلکہ اونھین بھی ان
فعلون سے ملاوے جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے تفحص احوال سے ایکدم غافل نرہا
چاہیے بلکہ جاسوس اور ہرکارے اوسکے تجسس امور مین لگا رکھے اور اونکے احوال ظاہر سے
تفتیش احوال باطنی کی کرے اور اپنے قصد و عزیمت پر واقف ہونیکے لیے اون حواشیون سے
استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین اصل عظیم ہے بلکہ اس باب مین بہتر یہ طریق ہے کہ ہر ایک سے
گفتگوے دوستانہ کیا چاہیے کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک دوست ہے کہ اوسے وہ مانوس رہتا
ہے اور اپنے دل کی بات اوس سے کہتا ہے شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص
کے مکنون خاطر سے خبردار ہو سکے جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر
سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب صلح سے بجھائے اور اگر یہ کوشش مفید نہو تو
جب تک تدبیر شائستہ اور حیل جستہ سے رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نکرے اور
دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرتا ہے یا جھوٹی کہانیون کا لکھنا معیوب نہین ہے پر جھوٹ
کہنا یا فریب دینا کسی وقت جایز نرکھے اور جو ضرورت داعی جنگ کیطرف ہو تو یہ دو صورت
سے خالی نہین یا بادی یعنے پیشدستی کرنے والا یا دافع یعنے ٹالنے ہارا ہے اول صورت
مین ارادہ خیر ہی کا رکھے اور البتہ امور دینی یا قصاص کے لیے یا اوس حق کے

واسطے جو مخالفون کے ہاتھہ مین ہے لڑے نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اسلیے کہ شدید ستی کرنے والا اکثر مغلوب ہوتا ہے مگر جب مردینی یا حق طلبی پر کمر باندھے اور جب تک سب لشکر ایک دل اور ایک زبان نہوں لڑائی کو نہ چلا جاہیے اسلیے کہ رو مخالف کے درمیان جانا اپنی جان پر کھیلنا ہی اور مقدور بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے دو بدو نہو کیونکہ اگر شکست پاوے تدارک سے ہاتھہ دھووے اور جو فتح ہو خفت اوٹھاوے اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووے اور جو ٹالنے ہارا ہو اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خونی کے ارادے دشمن کی فوج مین جانا بہتر ہی اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی کہ جن بادشاہون نے اونکے ملکپر لڑائی کے ارادے سے چڑھائی کی ہی مغلوب ہوے اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہی تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین مصروف ہو لیکن اوسپر اعتماد نہ رکھا چاہیے حکیمون نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہے گرفتار ہوئے بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیے حیلے حوالے اور پیسے دینے کو وسیلہ کرے فوجونکے بندوبست کے لیے ایسے آدمیون کو مقرر کیا چاہیے جو شجاعت مین مشہور اور حسن تدبیر اور فہم و دانائی مین موصوف اور کارآزمودہ جنگ دیدہ ہو پیر لڑائی کی شرایط مین سے شرط اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس لگاکر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت ضبط و صرفہ مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فایدہ کی توقع نہ ہو جھے فوج و لشکر اور اسباب جنگ کو ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک مذموم ہی حکیمون نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا چاہیے مگر ناچاری کے وقت اسلیے کہ یہ حرکت علامت نامردی کی ہے اور سبب دشمن کے دلیر ہوجانیکا اور جو کوئی لڑائی کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے اوسکو نوازش کرنا اور اوسکے حسن خدمت کے بدلے اچھے تحفے اور القاب شایستہ سے سرافراز کرنا واجب ہی اور دشمن حقیر کو چھوٹا نجانتا چاہیے کلام شریف مین آیا ہی کتنے گروہ قلیل خدا کے حکم سے غالب ہوے جماعت کثیر پر اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نرہنا چاہیے اور جب تک کسیکو زندہ اسیر کرسکے قتل کرنا مناسب نہین اسلیے کہ بندیون مین بہت سے فایدے ہین جیسے غلام کرنا دھر دبر رکھنا فدیہ دینا اور اسمین دشمنون کی دلجمعی ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشعر اوسکا ہی غنیم کے اوپر فتح پانے سے اونکو قتل کرنا جایز نہین مگر جب بے قتل کیے اونکی شرارت سے

ع نہ سکیے اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا جھاڑ ڈالے اسلیے کہ مخالف اب
غلام و رعیت کے برابر ہے پھر اپنے بندون اور رعیتون کا ارادہ رکھنا قاعدۂ عدالت سے دور ہے
حکیمونکی کتابون مین مذکور ہے کہ جب سکندر نے کسی شہر پر فتح پائی اور اوسنے شمشیر کو غلاف کیا
ارسطاطالیس نے اوسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اوسکا یہ ہے کہ اگر تیرے تئین ظفر نے
سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے تجھے اون بیچارون کے
مار ڈالنے مین کیا نفع ہی اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصالون سے ہی اور شاہد اقبال
کا موجب نہایت ہے اور باعث استحکام قواعد جاہ و حشمت کا کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمامتر
ہو پر حسن عفو پیشتر ظاہر کرے مامون نے جو ضابطہ عقد خلافت اور رابطہ نظم جلالت کا تھا
کہا ہی کہ گنہگار لوگ اگر جانتے کہ عفو کرنے مین کیا لذت ہی اوٹھا ماہون تو گناہونکو بطریق
پیشکش کے میرے پاس لاتے اور بمقتضاے اسکے کہ اسکے لیے اونھین پیدا کیا ہی غرض
اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے یہ ہی کہ شاہد وجود حقیقت مسند مجاز مین ظاہر ہو اور رحمت
و عفو الٰہی کا جمال عجز و قصور بشری مین جلوہ دکھائی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تم اگر گناہ کرو تو
حضرت خدا تعالے ایک خلقت اور پیدا کرے جو گناہ کرین تو رحمت بے علت اسکی مرات عفو مین نظر
آوے پس پور عفو سے آراستہ ہونا مبداء حقیقی سے جو نیکیونکا سرچشمہ ہے تشبیہ رکھتی ہی جب فہم سلیم
و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہانبانی ثانی حضرت صاحبقرانی درست کرنیوالی قواعد
کشورستانی کے تین باریکیان رسوم سلطنت کی اور حقیقتین آداب مملکت اور سرداری کی اور
پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور نادر باتین احکام ملت کی بلہم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کی فیضان
سے بیواسطہ تعلمات کسبی اور تعلمات انسی کے حاصل ہی اور ذات مقدس اوسکی اور سکھایا ہی
نے اوسے علم کے بلند مرتبے مین داخل ہے تو اوسکی تعریف مین زبان کھولنا اور اوسکی بیان کا دم بھرنا
مجھ ایسی فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور فضلہ خوار اہل براعت کا ہی قوانین ادب سے بعید ہے
کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کے تئین قاعدہ حکمت کا بتانا داناؤن کی درمیان انچے تئین
محل طعن اور مستحق لعن کا بنانا ہی فی المثل قوت عملی کے ظاہر کرنیکے لیے اگر دقائق بلاغت مین سے کسی
دقیقے کو بیان کیا چاہین تو حضرت خاقانی صاحب بانی سکندر ثانی کی سیر کریمی کا ملاحظہ کرنا

کافی ہی اسلیے کہ بے شائبہ تکلف وتعسیف کے باقتضاء تدوین کتاب ایجاد تکوین کے صفحہ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کردے کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف آلہی کا جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو جو مقابل اوسکے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد وابداع کے خامہ سے پیدا نہو جب تک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہے ہر بلند سیاران اجرام سپہر اتنے چراغ روشن کے ساتھہ گرد جہان کے پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ وحشمت کے ساتھہ نہ دیکھا اور کسی صاحبقران کی عظمت ورفعت کا شور اس شکوہ سے نہین سنا اللہ تعالے آسمان بادشاہت کے اون دوستارونکو جنکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان گلشن اور اونکی انوار مرحمت کی چمک سے زمین وزمان روشن ہی اوج واقبال وپایہ اجلال پر جھکہ حضیض زوال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اونکی افواج سعادت اور جنود دولت کی تئین مانند سلسلۂ دمان کے ثانی کو اول کے ساتھہ متصل ومقرون رکھے آمین آمین ثم آمین

پانچوان لمعہ بادشاہونکے خدمت کے آداب اور دولتمندونکے رسوم مین بادشاہ اور حکام کے ساتھہ عوام الناس کے چلن کی روش یہ ہی کہ اپنے دل وجان سے اونکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے حمد وثنا اونکی کیا کرین اور ہاتھہ پانون سے اونکی طاعت اور خدمتگزاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین اور اونکے امر ونہی کے قبول کرنمین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرایط سعی کے بجالاوین اور اونکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہے خوشنودی سے ادا کرین پاس بات سے ہرگز منہ نہ موڑین اور ظاہر وباطن سے اونکی تعظیم وتکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین اور ضرورت کے وقت جان ومال کو اونپر تصدق کرین اسلیے کہ دین ودنیا اور آل واولاد کی حفاظت اونکی ذات عالی پر موقوف ہی اور جو لوگ اونکے خادمونکے شمار مین ہین اونمین چاہیے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نکرین اسلیے بادشاہونکی صحبت کو آگ کے درمیان جانے اور شیر کے ساتھہ اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی اور سچ ہے کہ آداب سلطانی کی رعایت نہایت مشکل کام ہے ہر کسیکو اوسکے تحمل کرنیکی تاب نہین طریقت کے مشائخ نہین سے بعضون نے کہا ہے کہ جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی اوس راہ طریقت کا چلنا نہین ہوسکتا اسواسطے کہ بموجب اسکے کہ بادشاہ ظل اللہ ہی اونکی مجلس خاص کے آداب کی

رعایت کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجالانے کا سبب ہے پھر مبکو اونکی بارگاہ
مین مداخلت ہو چاہیے کہ جو کام اوسی مفوض ہو اوسی مین مشغول رہے اور فضولانہ اونکے امون
مین دخل نہ کیا کرے اور حاضر باشی اس طور سے اختیار کیا چاہیے کہ جب اوسے طلب کرین حاضر ہو اور
بہت حاضر باشی سے بھی جو پہونچانیوالی ماندگی کیطرف ہی محترز رہے اور جو کچھ اونسے ظہور پاوے
صدق وارادت سے اوسکی مدح وثنا کیا کرے نہ نفاق کی طور سے کیونکہ جو اونسے صادر ہوتا ہی
البتہ کوئی وجہ جمیل اوسکی ہوگی پس اوسوجہ کو استنباط کرکے اچھے طور سے بیان کرے اور اگر کسی کو
اونکی نصیحت کرنیکا مرتبہ ہو تو ملایمت اور حسن آداب سے عرض کرے اسلیے کہ شرع کے موافق بھی
ہر ایک کو سلاطین کے حق مین امر معروف اور نہی منکر مین درستی کرنی نہین پہونچتی بلکہ نصیحت
شایستہ اور بیان برجستہ کے ادب کی روسے چارہ اونکا نہین ہی حضرت حق تعالی کلام اعجاز علام
مین موسی اور ہارون کو فرعون کے ساتھ کلام کرنیکے لیے فرماتا ہے کہ تم اوسے ملایمت کے
ساتھ بات کرو شاید اوسکو یاد رکھے اور ڈرے اور جو وزیر مشیر ہے اگر بادشاہون سے خلاف مصلحت
کچھ دیکھے سنے تو پہلی بار تبعیت موافقت کرے بعد اوسکے بطریق سہولت کے اوسکے خیال کو
اونکی خاطر سے دور کردے کیونکہ حکیمون نے کہا ہے کہ بادشاہ اور حکام سیل کے مانند ہین جو
کسی پہاڑ سے ہے اگر کوئی اوسے ایکبارگی کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین ورطہ ہلاکت
مین ڈالے ولیکن اگر پہلے چھوڑ دے اور آہستہ آہستہ تدبیر سے ایک طرف کو حسن خاشاک
سے باندھے تو پھیرنا اوسکا آسان ہو اور کسیوجہ سے اونکے افشاے راز کا خیال نکیا چاہیے
بلکہ مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی کرے جب قوت اوسکی طبیعت مین مستحکم ہو تو اخفاے راز اوسپر
آسان ہو جاے اور جانا چاہیے کہ ہمت بادشاہونکی بلند ہوتی ہی اسی سبب خلق اللہ کو اونکے
ساتھ مقام اطاعت مین رہنا ضرور اور کبھی کسی امر مین انکی طرف تقصیر وخطا کی نسبت نکرے
اگرچہ بڑے مقربون سے ہی اور جو کسی کام کو بقصور اونکے اور اپنے درمیان دائر ہو تو اپنی خطا مان لینا
ضرور ہی اور اونکے دامن عصمت کو عیب نقصان کی گرد سے صاف رکھے پس پیچھے اپنے تئین
حسن تدبیر سے بچالے اور اونکی رضا جوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیے ہرگز اپنی خوشی وقتی
کے واسطے مزہے جب یہ قاعدہ مقرر کرے تو جس مین خوشی اپنی اور خداوند نعمت کی ہو

پہلے خاوند کو خوش کرے کہ اوسکے ضمن اوسکی بھی خوشی حاصل ہو اور اوسے مقصد حاصل کرنیکی لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیے اور حرص سے اجتناب اور قناعت مین کوشش کرنا ضرور کیونکہ دنیا اوسی کو چاہتی ہے جو اوس سے منھ پھیرلے اور جو کوئی اوسکو چاہے تو وہ اوسے بیٹھہ دے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جسکے معنے یہ ہین دنیا کو چھوڑ دے پس وہ علی الرغم تیرے پاس آوے اور توریت مین ہے کہ خدا تعالے نے دنیا کو فرمایا ہے اے میری دنیا تو اوسکی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اوسکی خدمت کر جو تیری اطاعت کرے اور چاہیے کہ بادشاہونکے لیے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اونکے وسیلے سے اپنا مرتبہ حاصل کرے اور اونکے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیے تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع بہت اوٹھاوے اور اونکے نزدیک حرمت و عزت پاوے اور اونکے حضور اپنے تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات سے اپنی جان و مال کو اونپر نثار کردے کیونکہ اگر احیاناً اس بات مین کچھہ مناقشہ درمیان لاوے تو بموجب اس حدیث کے جسکے معنی یہ ہین کہ انسان کو جس سے منع کرین اوسیکا حریص ہوتا ہے حرص اونکے زیادہ ہو اور حکیمون نے کہا ہے کہ جسکو جس کام سے منع کرین وہ اوسپر حریص اور جسکی خواہش دلاوین اوس سے بیزار ہو اور چاہیے جان و مال سے اوسکی آرایش طلب کرے نہ اپنا تجمل اور جو چیز خاص اونکی ہو جیسے سواری لباس اور نظیر اوسکی ہرگز اوسمین شرکت نکرے اسلیے کہ بے ادبی کے سبب اپنے تئین محل زوال اور مقام وبال مین ڈالتا ہے اور کسی امر مین اگرچہ وہ ادنی بھی ہو اونکی روبرو اپنی بے پروائی نہ دکھاوے اور ہر دم اونکے حکم احکام پر راضی رہنا شعار اپنا کرے سلیمان بن داؤد علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کے صحیفے مین مرقوم ہے کہ اپنی طرف خطاب کرکے فرماتے ہین کہ ایدل بادشاہونکو حقیر مت جان اونکی باتونکو مان اور اوسے ایسی باتکا جس سے ایذا تیرے تئین یا اورکو پہونچے قصد نکر کیونکہ اگر اوس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین بادشاہ حقیقی کے دریاے قہر کے بیچ ڈوبائے ابن مقفع کے آداب مین لکھا ہے اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اوسکو خداوند نعمت کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اوسکی مبالغہ کر اور جب اوسکے پاس کسی نوع کا تقرب

تجھے حاصل ہو تو خلوت مین گفتگو کرکے درمیان بہت سا تملق اور تضرع مت کر کہ وحشت اور بیگانگی کی علامت ہی اور یہ زیبا نہین نہ لاکہ میرا کچھ حق تجھپر ہے یا خدمت سابق کا کچھ اجر بلکہ پچھلی خدمتون پر اگلے حقوق کو سرنو سے موقوف اس طور پر دیکھا چاہیے کہ استحقاق اولی کا حقیقت آخر کے سبب قوی ہوا سلیے کہ سلاطین بلکہ اکثر اشخاص ایسے ہین کہ جس حق کا آخر اول سے منقطع ہوجاے فراموش کرتے ہین اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہی اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری کے برابر نہین اور اگر خدمت مین سرفراز رہنا چاہیے کہ خداوند کی خفگی یا گانی سے آزردہ نہو اور ہرگز اس سے کچھ گرانی دلمین نہ لاوے اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اوسکی ساتھہ مکر و فریب کے مقام مین ہین بسبب اوسکی اصلا متغیر نہو اور انسے بغض و حسد ظاہر نکرے اسلیے کہ یہ حرکت اور بھی انکی تدبیر کا موجب ہوا اور اگر خصومت کیطرف منجر ہو تو غرور و وقار کے دایرے سے باہر نجاے بلکہ جواب اوسکا علم کے طریقے سے دے کیونکہ حکیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہی اور مجلس سلطانی کے آداب سے یہ بھی ہی کہ ہرگز اونکے حضور کسی سے مشورت نکرے اور اگر سوال اوسے کرین جواب کا اقدام نہ کیا چاہیے بلکہ رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضروری ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا اسلیے کہ یہ طور حقیقت مین قایل کی خفت کا سبب اور سایل و مسئول کے بھی استخفاف کا موجب ہی اگر سایل کہے کہ مین تجھسے نہین پوچھتا ہون تو ہرگز قایل کو جواب کی سبیل نرہے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھین جواب دینے مین سبقت نکرے اسلیے کہ بیشک اونکو خوش نما آدمی اور اوسکے کلام کی عیب جوئی کرین اور اگر چپکا رہے یہان تک کہ اور اشخاص جواب دین اور اونکی باتونکا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر اپنپر کچھہ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے تب رعایت ادب کے ساتھہ ہوشیاری اوسکی ظاہر ہوگی اور چاہیے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی مین ہے اونپر اپنا تقدم نہ ڈھونڈھے اور بسبب اوسکے رنجیدہ خاطر نرہے کہ وہ لوگ بغیر فضیلت کے مرتبۂ تقرب مین اوسکے اوپر زیادہ ہین اسلیے ہر ایک شخص کی اگرچہ وہ نہایت عالیجاہی مین ہی ایک نوع کی مناسبت ذاتی کسی کے ساتھہ ہوسکتی ہے اگرچہ وہ غایت پائین درجے مین ہے اور وہی مناسبت سبب ہی محبت کا اور حاصل کرنا اوسکا دائرۂ قدرت سے باہر ہے پس اپنے تئین اوسکے سبب گران خاطر نرکھا چاہیے

اور شاید سابق سے حقوق اوسکے ثابت ہون کہ اورونکو اوسپر اطلاع نہو پھر مناقشہ اوس سے باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا بلکہ لازم ہے کہ اپنی خواہش کو مطلقا فراموش کر جاے اور اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کے تابع کیا چاہیے جیسے سابق بھی مذکور ہوا جبتک دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد کا رابطہ مربوط نہین ہوتا اور جس وقت ایک شخص اپنی فایدے سے درگذرے اور اونکے درمیان سے مخالفت بلکہ مغایرت اوٹھ جاے وحدت کی برکت سے سب کام اونکے درست ہون چھٹا لمعہ دوستی کی فضیلت اور دوستونکے ساتھ گذران کرنے مین جبکہ سابق تمہید ہوچکی کہ انسان کمال خاص کے پہونچنے کے لیے اپنے بنی نوع مین سے دوسرے کا محتاج ہے اور مدد لینے کے قاعدے بدون علاقہ الفت و محبت کے مضبوط نہین ہوتے پس جس کسیکے جتنے دوست زیادہ ہون کمال پہونچنا اوسی سہل ہوسکتا ہی اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ بہت بڑا ہی پس کمال حاصل کرنیکا طریق ایجاد کے وسیلے پر مرتب ہی پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس چیزونکی غرت پر شبہہ لازم ہی اور اکثر آدمی لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہین دلیکن آمیزش اونکے ساتھہ بقدر ضرورت کے کیا چاہیے اس فرقے کو حکیمون نے مصایح سے تشبیہ دی ہی کہ کھانو نہین بقدر احتیاج چاہیے اور اوسکی کمی وبیشی دونون موجب فساد کی ہین ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے ہین فراغت کے وقت اختلاط اور خوش طبعی کے لیے مصیبت مین کمک اور امداد کے واسطے اور حقیقت کی رو سے بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلایق کی نسبت نہایت مستغنی ہین مستحقون بلکہ فقیر اور مسکینون سے جو محتاج ترین ہین احتیاج بیشتر ہے جیسے احتیاج اونکی صاحبدل اور اہل احسان سے ہی اور افستراطیس نے کہا ہی کہ اگر تمام دنیا ایک شخص کو حاصل ہو اور وہ دوستی کے فایدے سے محروم رہے زندگانی اوپر بار بلکہ بقا اوسکی لاحاصل اور جو خیال کرے کہ اس حصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہ گمان خطا ہی اسلیے کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سے پورا اوترے ساری دنیا کی نفیس چیزونمیں سے بہت ہی نادر ہی اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کی دن مال وخزانے گرڑے گڑائے سے بلکہ دنیا اور جو اوسمین ہے کچھہ فایدہ نکرے اور اوس دوست کی برابر جسنے مہم ملی اعانت یا کسی مقصد کو پہونچنے کی مدد کی ہی نہو ایکدات

کیا خوب آدمی ہی جو اس نعمت عظمی سے محظوظ ہی اگرچہ دولت دنیا سے کچھ اوسکے پاس نرہے
اور اس سے بھی نیک طینت وہ شخص ہے کہ باوجود رتبۂ سلطنت کے اس دولت سے بہرہ ور
ہے اسلیے کہ سلطان کو بادشاہت کے ہر کام سے اور تمام رعایا کی بہتری کی کیفیت پر خبردار
ہونا ضرور ہے اور ہزارون کاروبار کے لیے دو آنکھین اور دو کان اور ایک دل اور ایک زبان
کافی نہین پر جسوقت دوستی کی مدد سے اور دن کے چشم و گوش و دل و زبان پر قادر ہو تو اپنی
آنکھون سے سب دیکھے اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام کہہ سکے پھر سند و بست ملکداری
کا اوسپر آسان ہوجاوے کہا ہے کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے اوسکے احوال کی
تفتیش کرے کہ اوسنے لڑکائی مین اپنے ماں باپ سے کیا کیا سلوک کیا ہے اگر عقوق کے
عصیان سے مشہور ہو ہرگز اسپر اعتماد نہ کیا چاہیے اور وہ دوستی کے لائق نہین ہی اسلیے
کہ جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے برابر جانے اوس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہین پھر
تفحص کیا چاہیے کہ یہ شخص دوستونکے ساتھہ کیا سلوک اور اوسنے کس طور پر معاملہ کرتا رہا
بعد اوسکے جستجو کرے کہ اوسنے اپنے ولی نعمتونکی شکرگزاری اور ناشکری مین کیا حرکت کی
اگر ناشکری مین مشتہر ہوا اوسکی دوستی کی خواہش نکرے کیونکہ بدذاتون کی خصلتون سے کوئی
خصلت ناشکری کے مثال نہین ہی اور نیک طینتون کے اوصاف مین سے کوئی وصف
شکرگزاری سے افضل نہین اور شکر سے مراد فقط مکافات نہین ہی اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہے
جو کوئی بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دل مین اوسکی محبت رکھتا ہی اور زبان
سے اوسکے اوصاف بیان کرتا ہے اس شخص کو قصد کیطرف نسبت کیا چاہیے تس پیچھے
سوچے کہ مزے اور مال جمع کرنے مین اور نفیس چیزون کیطرف خواہش اسکی کیسی ہی اگر حرص
اوسپر غالب ہو دوستی کے لائق نہین پھر نظر کرے اگر رغبت اوسکی برائی اور غلبہ کیطرف زیادہ
ہو وہ بھی اتحاد کے دروازے سے مردود ہے کیونکہ دعوی تغلب کے ساتھہ انصاف مغلوب ہے
اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کو پہونچاوے دوسرا ملاحظہ کیا چاہیے کہ اگر
ہر قسم کے لہو لعب کا اشتغال اگ رنگ کا سننا اور کلانوتون سے صحبت رکھنی اوسکو دوستون
کی جانب سے باز رکھے اوسکی محبت کی خواہش نکیا چاہیے جسوقت اون تمام صنعتو مین قابلیت

سے پورا نکلے اوسے دوستدار کامل اور یار غار افضل جانا چاہیے اور اوسکی جوہر اتحاد کو نقد جان
کے ساتھ گنجینۂ دل مین رکھا چاہیے اسلیے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے اور بعضے
حکیمون نے کہا ہے کہ بے شبہہ ہم تعجب کرتے ہین اوس شخص سے جو پریشان خاطر ہی یار غمخوار
کے ساتھ پر ایسا شخص کو گردش سے بھی عزیز تر ہے اگر ہاتھ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا
کرنا اولی ہی کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو بجالانا مشکل ہے اسواسطے کہ شاید بمقتضاے تعدد
احوال اونکے مختلف ہون مثلاً ایک شخص کی موافقت سے خوش و محظوظ ہو اور دوسرے کی رفاقت
سے رنج و پریشانی اوٹھائے اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش مین ہے
اسلیے کہ جس آدمی سے کسیوجہ کی شناسائی نہین دشمنی اوس سے بعید نظر آوے ولیکن مخالفت
کمال اختلاط اور مافی الضمیر کے مطلع ہونیکے بعد از بسکہ مضر ہے پس اختلاط کے باب مین
طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا کرنا لازم جیسے کسی نے عربی
شعر مین کہا ہے جسکے معنے یہ ہین بیت تراہی دوست وہ ہوجاے دشمن جانی + پھر اپنا یار
تو بہتون کے تئین کبھی نہ بنا + نہ دیکھا تونے بہت کھانے اور پینے سے + یقین کہ ہووے تجھے درد
بیشتر پیدا + اور جسوقت دوست ہاتھ آوے رعایت حقوق کو واجب جانکر اوسکے کامون مین
جو بنے جانین سعی کیا چاہیے اور اوسکی حمد و ثنا مین بے شائبہ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیے
ولیکن مکنون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا کرے کیونکہ اطلاع مافی الضمیر کی عالم الغیوب ہی
کو مخصوص ہے اور تھوڑے عیب اور ادنی قصور کا جو دوستدارونکی نسبت رکھین اعتبار نکیا چاہیے
بلکہ چشم پوشی اونسے واجب ہی اسلیے کہ افراد بشری اونسے خالی نہین ہوسکتی اگر اونمین نظر
کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کیطرف منجر ہو اور دوستی کے مزے سے محروم
رہجاے اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی خوش ہی وہ
شخص جسے اوسکے عیب نے آدمیونکے عیب سے فارغ رکھا جب اون طریقون کی مشق کرے محبت
خالص مستحکم ہو اس وسیلے سے غربا اور وہ اشخاص جنسے سابق معرفت نرکھتا ہو اوس سے ملین
اور دوستی کے اطوار سے یہ ہے کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے اور اس اختصاص
کو کبھی زبان پر نہ لاوے اور رتبۂ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے اور جب دو پیر بھیہ

مصیبت پڑے جان و مال سے اپنے تئین فدا کردے بلکہ رنج و مشقت مین شریک ہنا بہتر ہے
اپنے فراغت و منفعت کے وقت سے بیت ہوتے بہت ہین اپنے فراغت کے وقت مین
پہچانے جاوین دوست مصیبت مین کون ہین ؛ اور اونکے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا
منتظر نرہے بلکہ آثار و علامت سے اونکے احوال کو معلوم کیا چاہیے اگر احیاناً دوست کیطرف
سے کچھ سستی دریافت کرے تو اعراض جایز نرکھے بلکہ اختلاط و دلجوئی مین بہت ہی مبالغہ
ضرور ہے کیونکہ اگر وہ بھی اعراض کرے علاقہ محبت کا اوٹھہ جائے بلکہ شاید ایسا حجاب سخت
درمیان پڑجائے جو قطع مودت اور مفارقت کلی کو پہونچاے طریقہ اوسکا یہ ہے کہ جو سبب
کدورت کا ہو اپنی صاف دلی سے بے تکلف بیان کردے تا راستی کی برکت سے صفا آوے
بلکہ ہر حال اس طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہے اسلیے کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی
غمخواری کرے پھر اوسکی مراعات مین کاہلی کرنی سبب ہے اسکے ضائع ہونیکا پس اوس شخص
کی غمخواری سے جی چھپانا جس سے دونون جہانکی بہتری کی توقع رکھ سکیے کیونکر جایز ہو ساتھ اسکے
دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت ہی مضرت کا موجب ہے پیدا ہوا سلیے کہ مخالفت
بگولے محبت کے بعد بیشمار نظر آوین جنگ و جدال اگرچہ مطلقاً مذموم ہے پر دوستونکے ساتھ
نہایت بدنما اسواسطے کہ اُس سے اختلاف و جدائی پیدا ہوتی اور وہ موجب تمام فسادون کا ہے
اور چاہیے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے بتانے مین جو اونمین مفید ہو بخل نکرے کیونکہ اونسے
متاع دنیاوی مین جو محل خصومت کا ہے تنگی کرنی بدہے پس علم کے باب مین کسطرح جایز ہو
حالانکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہے اور جب دوست سے کسی عیب
کا مشاہدہ کرے اوسکے ساتھ اظہار موافقت کرنا اس طور پر جو تنبیہ لطیف کا متضمن ہو ضرور اور
اس عیب کے جتانیمین غفلت اور شرمندگی جایز نرکھے اسلیے کہ یہ صورت محض خیانت کی ہے پر طریق تنبیہ
لطیف کا یہ ہے کہ پہلے کسی مثال اور شخص کے نقل سے اوسکو اوسپر موافقت کردے اگر مفید نہو تو بطریق
تعریض و کنایے کے اشارہ اسکا کرے پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے تو خلوت کے درمیان پسندیدی
کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد کا ہے بیان کردے اور اوسکے غیر سے اگرچہ وہ اوسکے محبون سے
ہے اختفا رکھے اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو مداخلت نہ دے اسلیے کہ ہرچند محبت کی بنا استوار ہو اوسکی

غمازی سے منہدم ہوجاے حکیمونے تمام کی تشبیہ اوس شخص سے دی ہے جو ناخن سے دیوار مستحکم کو کھودے کہ ایک انگل بھر جگہ نکالے پھر جسوقت ایک سوراخ پاوے تو تیشے سے اوسکو بڑا کرے یہانتک کہ آخرالامر اوس دیوار کو ڈھاوے حاصل کلام محبت کی حفاظت مین بہت ہی احتیاط کرنی واجب ہے کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اوسپر موقوف ہے جیسے سابق مذکور ہوا **ساتوان لمعہ** عوام الناس کے فرقون کے ساتھہ گذران کرنیمین جب کوئی شخص اپنے احوال کی گفتگو گروہ خلائق کے ساتھہ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین ہوسکتا یا رتبے مین اوسسے بالاتر ہے یا برابر یا فروتر پر طریق گذران کا قسم اول کے ساتھہ پانچوین لمعے کے بیچ معلوم ہوا اور قسم دوم سے تین نوع پر ہے پہلے گذران کرنا دوستونکی ساتھہ دوسرے دشمنونکے ساتھہ تیسرے اون لوگون کے ساتھہ جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن اور دوستونکی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستون کے ساتھہ گذران کرنیکا طریق سابق معلوم ہوا اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بنا وٹ اور تملق مین حقیقی دوست کے برابر دکھاوے تو مقدور بھر اوسسے بخوبی پیش آنا ضرور اونکی دلدہی اور خاطرداری کی سعی کرنی واجب ہے شاید کہ وہ سچی دوستی کے درجے کو پہونچین ولیکن از اندازہ عزم دلی اور مال و اموال کی مقدار اور اپنے عیبونکو اوسسے مخفی رکھنا چاہیے اور اونکی تقصیرونکا مواخذہ نہ کیا کرے اور حقوق مین غفلت کرنیکے سبب پرسش نکرے اور بقدر وسعت کے اونکے کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے طور پا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیے اور اگر جاہ و مال اور بزرگی مین اونکی ترقی ہو دوستی کے افزایش نہ کیا چاہیے اور دشمنون کی دو نوعین ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ پر اہل حسد مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین ولیکن دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہے اور کھانے پینے اور وارد صادر ہونے مین اس سے غافل نرہا چاہیے غرض ہر ایک صورت مین دشمن سے احتیاط کرنی واجب اور دشمنونکے ساتھہ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہ ہے کہ اگر ہوسکے تو لطف و لطائف مین اونکے دلونسے عداوت اوٹھاوے اور بغض و حسد کی بیخ نکال ڈالے اگر یہ چلن مفید نہو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے گذران کرسکے کسی طرح اظہار مخالفت نکرے اس لیے کہ دفع شر کے لیے کوئی طریق نیکی اور

خیرات کے برابر نہین ہے اور اونکی سفاہت کیطرف التفات نکیا چاہیے بردباری اور ملایمت شعار اپنا کرنا واجب اور نزع اور خصومت سے محترز رہنا لازم ہے کیونکہ یہ دولت و نعمت سے زایل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب بلکہ جان و مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونیکا موجب ہے اور عمر گرامی اس سے عزیزتر ہے جو دشمن کے ساتھ معارضہ کرنیکی فکر مین گذرے اور ہوشیاری کی شرطون سے یہ ہے کہ دشمنون کے احوال کی جستجو مین رہے اور اونکے ہر ایک کام پر واقف ہونے کے لیے سعی کمال کرے پھر جب اونکے احوال سے مطلع ہووے تو اوسکے مخفی رکھنے کی کوشش کرے کبھی اسکے افشا کرنے کو جایز نہ رکھے مگر ضرورت کے وقت اس لیے کہ مخالف کے عیبون کو ظاہر کرنا سبب ہی اسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے اور جایز ہے کہ کچھ اس سے تاثیر بھی نہ کرے شاید وہ کسی حیلے سے اسکے دفع کرنے مین مشغول ہوا اور جب مخفی رکھے یہان تک کہ مصلحت کے وقت اظہار کرے تو اسکا توڑنا اور مغلوب کھنا بخوبی حاصل ہو لیکن ان مین سے اگر بعضے کو بسبب مصلحت وقت کے اوسے ظاہر کرے یہان تک کہ وہ جانے کہ میرے عیب پر مطلع ہوا ہی تو شکستہ خاطر اور غمگین ہونا دانائی سے بعید نہین ہی اور ہرگز اپنے تئین بہتان مین ملوث نہ کرے کیونکہ جھوٹ کہنا دشمن کے قوی اور غالب ہونیکا موجب ہی بڑے بڑے آدمی اور حاکمونکے نزدیک مخالفون کا شکوہ نہ کیا چاہیے کیونکہ جب اوسکی حقیقت سے خبردار ہون پھر اسکی مخلی پیش رفت نہ ہوگی اور بڑی باتون مین اوسکے ساتھ متہم ہوا اور چاہیے کہ اونکی ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اوسکو مقابلے کے طور پر دفع کرے اور جس چیز سے اونھین قلق و اضطراب پیدا ہوا اوس سے بھی واقف ہونا ضرور ہے تا اپنے وقت مین استعمال کرے افلاطون نے کہا ہے کہ دشمنون کی عداوت کے دفع کرنے کا طریق مستحسن یہ ہے کہ اپنے تئین ان فضیلتون مین جو اونکے درمیان مشترک رہین اونپر غالب رکھے اس لیے کہ جو شخص درجۂ کمال کو پہونچا اوسنے مخالف کے تعرض کو ایسے دفع کیا اور اونکو ادنی اور ذلیل بنایا اور طعن اور تشنیع اور لعنت اور غیبت نکیا چاہیے اور اپنے تئین اس سے بچا رکھے کیونکہ یہ خصلت عورتون اور ناقصون کی ہے اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید اس واسطے کہ باوجود اسکے

کہ وہ سفیہون کی سیرت کا مرتکب ہوا اور اوس سے کچھہ مضرت مخالف کو بھی نہین پہونچتی خود اونکے تعرض کا باعث ہوجاے نقل کی ہے ایک شخص نے ابومسلم مروزی کے آگے اسکی مذمت کی ارادے سے نصر سیار کے برابر جو مُرانیون کی طرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی ابومسلم کو خوشی آئی اور اسی سبب سرزنش کی اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے ہاتھہ آلودہ کرون میرے تئین اس مین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا غرض ہے جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہونچی جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نکرے اور اوسکی سبب اظہار خوشی نکیا چاہیے اسلیے کہ جب حقیقت مین وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا بیت

ایدوست گر گذر ہو عدو کے مزار پر ۔ شاداں نہو کہ تجھہ پہ بھی گذرے یہ ماجرا

اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے یا اسپر اعتماد کرے چاہیے کہ فریب خیانت سے محترز ہوکر بخشش اور مروت کی شرط بجالاوے اور ایسا کرے کہ نیکخوئی وعہد وپیمان اسکا سبکو معلوم ہو بدی برائی اور بدخوئی دشمن کیطرف عائد ہو اور اس بات مین بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے تمھارے لیے رسول اللہ کی ذات مین پوری خوبیان ہین پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو متمم ہین مکارم اخلاق کے واجب جانے چنانچہ اخبار کے ناقلون نے روایت کی ہی کہ کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے فصیحون مین سے تھا آکے اسکے کہ شرف اسلام کو پہونچے آستانۂ رسالت کے بعضے خادمون اور کعبۂ جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی حضرت رسالتپناہ صلعم نے اسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اس بات کی خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے سایے کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے یہ ہین اور مین نے تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے مہربانی انکی دونون جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہے پناہ لے نہ سکیے ایک قصیدۂ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہے مرتب کیا اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر سوار ہوکر میدانون کو طے کرکے اپنے تئین آستانہ رسالت مین پہونچایا اور بعد اسلام کے قصیدہ پڑھنے لگا اوسکے درمیان معذرت واستغفار کی تمہید مندرج تھی جب حضرت نے سنا تو اوسکے دفتر تقسیم مین حرف عفو کا رقم کرکے چادر یمانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کرسکے انعام

رش پروردگار اور بدن مطہر سے اوتار کراوے عنایت فرمائی اور اپنے مقبول بندون کے سلسلے
مین داخل کیا پر دشمنونکی دفع ضرر کے تین طریق ہین ایک وہ کہ وہ آپ ہی سے اچھے ہون
اگر یہ میسر نہو تو کسی کو درمیان لاکر دوسرا انکی شرارت سے بچ رہنا مکان دور و دراز یا سفر مین
تیسرا غلبہ اور انکی بیخ کنی سے پر یہ سب تدبیرون کے بعد ہے اور اسپر اقدام جب کرے کہ
اگر دشمن شریر بالذات ہو اور اوسکی بدذاتی سے کسی طرح بچ نہ سکے اور جانے کہ دشمن مجھپر
فتح پاتا ہے اس ضرر سے زیادہ تر ہے اور جانے کہ مآل اوسکا دنیا و آخرت مین بدنہین اور
باوجود اسکے کہ وہ خیانت سے کمیوں رہا جاے اور اگر اوسکے مغلوب کرنیکا طریق اور مخالفت
سے بن آوے سب سے بہتر ہے ولیکن حاسد کے تین فضیلت و نعمت اور اسباب سعادت دیکھکر
داخلی ہون یا خارجی جو اوسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون ایذا دیا چاہیے اور اوسکے
عیبون کو ظاہر کر دینا لازم تا آدمی اسکی بدخوئی سے واقف ہون اور اوسے متہم جانین
ایسے شخص کی عداوت کے دور کرنے کے لیے سعی کرنی بیفائدہ ہے جیسے کہا ہے بیت ہر عداوت
کا دفع ممکن ہے ؛ پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو ؛ ولیکن اون آدمیون سے گذران کرنا جو
نہ دوست ہین اور نہ دشمن وہ بحسب مراتب کے مختلف ہین اسلیے کہ نصیحت کرنیوالون کے ساتھ
جو بہ نسبت جمہور خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اختلاط کیا چاہیے اور اوسے
کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے پر اونکی بات کے ماننے مین جلدی نکرے اور انکے
ظاہر احوال پر فریفتہ نہووے بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع بتامل ہاتھ لگتی ہے
بعد اوسکے جو بہتر و مناسب ہو اوسپر عمل کرے اور ساتھ صلحا یعنی اس جماعت کے جو ذات البین
کی اصلاح مین مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہے اور سفیہونکی ساتھ بردباری سے گذران کیا جاے
اونکے احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کرکے اوسکے بدلے کے قصد مین نرہے بلکہ سلوک و
رفق و مدارات کے ساتھ اونسے نجات حاصل کیا چاہیے اور تکبر کرنیوالون سے تکبر کرنا ضرور ہے تا
اوسے عبرت پکڑین چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ مغرور کے ساتھ کبر کرنا صدقہ دینا ہے اس لیے کہ
ان لوگون سے تواضع کرنا اونکی گمراہی کے زیادہ ہونیکا موجب ہوتا ہے جب اون سے
تکبر کی چال چلے شاید کہ متنبہ ہو کر اس خصلت سے باز رہین اور فاضلونکی حرمت کرنی واجب

اور اونسے فائدہ لینا غنیمت جانے اور خوے بد پر ہمسایہ اور خویشون کے صبر کرنا چاہیے
حکیمون نے کہا ہے بخیل لوگ بدن پر صابر رہین اور بخشش کرنے والے جان پر ولیکن زبردست
لوگ اگر سیکھنے والے ہون تو اونھین فرزندون کے برابر عزیز رکھا چاہیے اور اونکی خوے
وخصلت اور طبیعت مین نظر کیا چاہیے جسکی استعداد اونمین بیشتر ہو اسمین مشغول کیا جاے
مقدور بھر اونکی مدد کرنی ضرور اور شاگردون کو جسکی طرف انکی سمجھ نزدیک ہو اوسکی طرف
ترغیب دے اور تضیع اوقات سے منع کیا کرے سوال کرنے والونکو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم اور
اوسکی اجابت مین توقف کیا چاہیے مگر جب الحاح اونکا بہت ہی ناچاری سے ہو اور درمیان
محتاج اور طامع کے امتیاز کرنا لازم ہے اور محتاج کی رفع حاجت کرے اور جب تک کسی نوع خلل آسکا
نہو بخشش کرے اور طامع کو اوسکی طمع سے باز رکھے ضعیفونکی دستگیری اور مظلومونکی اعانت
کیا کرے غرض مقدور خیر مطلق کے ساتھ جو چشمہ نیکیون کا اور ہنر کمالات کا ہے برتر اور پاک
ہے ذات اوسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا اور کرم بے شمار سبحانی نے موجودات کی
زمین قابل پر بے ارادۂ غرض باران رحمت کا برسایا اور نسیم تربیت ربانی نے کمالات
آسمانی کے پھولون کو بدون توقع منفعت کے جس سے ذات اوسکی برتر ہے کھلایا پس
طالب کمال کو چاہیے کہ خیر کی تمام قسمون مین روے قصد وطلب کا اوسکے خیر محض
کیطرف رہے تا خلاف الہی کے مرتبۂ علیہ مین پہونچے اور اللہ تعالے ہر ایک خیر وکمال
کا دینے والا ہے توفیق اور اوسی کے اختیار ہے مطالب ومال کی تحقیق مغرب بیچ بیان
بعضے لواحق کے حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے بعضے لوامع مین جو اکثر
لوامعون کا اسکے انوار فوائد کی روشنی کی چمک مین سے ہے خاتمہ کتاب اخلاق ناصری
کا افلاطون کی ان وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو نصیحت فرمائی تھی
کیا ہے بیچ ہے کہ بیشتر نفع اون پاکیزہ باتون کا نہایت عمدہ حکمت مین اس وجہ پر ہے
کہ لایق ہے اونھین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنائی سے لکھین بلکہ
فہم کے قلمون سے ارواح کے تختون پر مرقوم کرین اور جب ان فکرون اور حسن اتفاقونکی برکت سے
کہ وہ بھی حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کے سبب ہین اس فرصت مین نسخۂ سراسر اجیے

ارسطاطالیس نے سکندر ذوالقرنین کے لیے جو شاگرد اوسکا تھا تصنیف کیا ہی اس علاج کے مطالعہ
مین آیا اور وہ تیس نصیحتون پر مشتمل ہے تو ایسا اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر ملکی
کے لیے نہایت خصوصیت رکھتی ہین اس رسالے کے آخر الحاق کیا جاے لاجرم مضمون اس
خاتمے کا دو سمت مین دونون کے ثابت کرنے کے لیے درج کیا پہلی سمت افلاطون کی
وصیتون کے بیان مین افلاطون کہتا ہے کہ خدا کو پہچان اور اوسکی حق کو نگاہ رکھ اور ہمیشہ
اپنی ہمت تعلیم و تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نکر بلکہ شر و فساد سے
باز رہنا اختیار کر اور حق تعالے سے ایسی چیز مت مانگ کہ اوسکی منفعت کیطرف زوال کو
راہ ہو بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہی ہین اونکی طلب کر ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کے بہت سبب
ہین اور جو نہ کیا چاہیے اوسے آرزو کے ساتھہ مت مانگ اور جان کہ بندے سے خدا کا
انتقام لینا غضب کے طریق پر بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہے اور زندگی پر قانع مت رہ جب
تک موت نہ آوے اور زندگانی کو بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ
ہو خواب و آسایش کی رغبت نکر مگر بعد اسکے جب تین چیزون کا محاسبہ آپ سے لونے ایک یہ کہ
تو تامل کرے کہ جس دن جو تونے کیا ہے تجھسے خطا سرزد ہوئی یا نہین دوسری یہ کہ سوچ
کہ آج کچھہ کام کیا ہے یا نہین تیسری یہ کہ کوئی کام تجھسے بسبب قصور کے رہگیا یا نہین یاد
کر کہ اس زندگی کے آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہوگا اور کسی انداز سے کہ عالم کے سب کام
زوال و تغیر کے مقام مین ہین بدبخت وہ شخص ہے جو عاقبت کی یاد سے غافل ہے اور گناہ سے
نہ چھوٹے اور اپنی پونجی اوس چیز سے جو تیرے پاس نہو مت کر اور مستحقون کو نیکی پہونچانے
مین اونکے سوال پر موقوف نہ رکھہ اور اوسے حکیم مت جان جو لذت دنیاوی سے خوش ہو
یا کسی مصیبت کے سبب جزع و فزع کرے اور ہمیشہ موت کو یاد رکھہ اور مردون سے عبرت پکڑ
اور خسیس آدمیون کو اونکے بہت بیفائدہ بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان
اور جان کہ شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو خوب سوچکر بول اور کام کر اور سب کا
دوست رہ جلد غصے مت ہوتا کہ تیری خو نہو جائے اور محتاج کی حاجت کل پر مت چھوڑ تو
کیا جانے کل کیا ہوگا قیدیونکی اعانت کر مگر جو خوے بد مین گرفتار رہے جبتک وہ اونکی بات نہ سمجھے

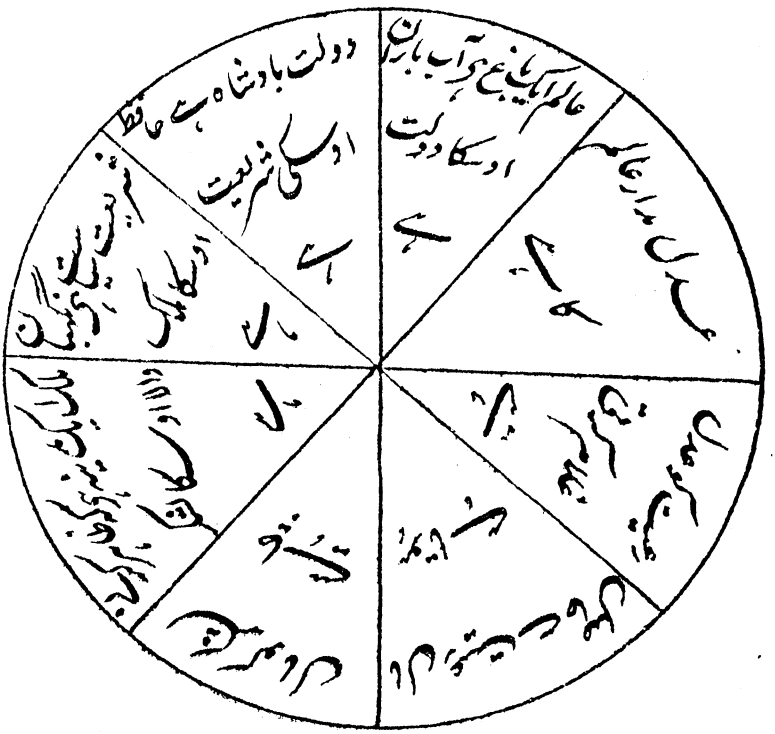
درمیان حکم نہ کر فقط قول ہی مین حلیم نہ رہ بلکہ قول و عمل دونون مین اسلیے کہ حکمت قولی اسی جہانتک
مین رہے اور حکمت عملی اوس جہان تک پہونچے اور وہان باقی رہے اور اگر نیکی کے لیے
تو رنج کھینچے تو رنج نرہے پر نیکی رہے اور جو کسی بدی کے سبب تو لذت پائے تو لذت نرہے
اور بدی رہ جاے اور اوس دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھ نہ سنے
اور کچھ نہ کہے اور یاد بھی نکر سکے یقین جان کہ تو اوس مقام کا عازم ہے جہان نہ تیرے دوست
ہین اور نہ دشمن پس جان کے کسی کو نقصان کیطرف منسوب مت کر وہ ایسی جگہ ہے جہان
خاوند اور غلام برابر ہین پس تکبر کرنا دراہ موجود کر تو کیا جانے کب کوچ ہوگا جان کہ حقتعالے
کی بخششون سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین اور حکیم وہ کوئی ہے جسکے قول اور فعل و فکر
موافق ہون نیکی کا بدلا کرا دیدی سے درگذر اور اس عالم کے کامون مین سے کسی کام
مین ملول مت ہو اور کسی وقت سستی مت کر اور نیکیون سے تجاوز کرنا جائز نہ رکھ اور
کسی بدی کو نیکی کے حاصل کرنے کا وسیلہ مت کر اور سرور زائل کے لیے ترک اولے
نکر دائم السرور سے محروم نرہے حکمت کو دوست رکھ اور حکیمون کی بات مان دنیا کی
خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبون سے باز نرہ کسی کام کو وقت سے آگے شروع
نکر اور جب تو کسی کام مین مشغول ہو فہم و دانائی سے اشتغال کر تو انگری کے سبب عجب
نہ کیا کر اور مصیبتون سے شکستہ خاطر مت ہو دوست سے ایسا معاملہ کر اگر جاکہ تک جائے
تو ہی ہو کسی سے نادانی نہ کر اور سبکے ساتھ تواضع کر اور کسی متواضع کو حقیر مت گن
جسمین تو معذور رہا اپنے بھائی کو ملامت نہ کر بیکاری سے خوشوقت مت رہ اور محبت پر
اعتماد نکر نیک کام سے پشیمان مت ہو کسی سے لڑائی مت کر ہمیشہ عدالت کی سیرت
اختیار کر اور نیکیون کو اپنا شعار کر دوسری قسمت ارسطاطالیس کی وصایا مین
کتاب سر الاسرار کا مترجم کہ اوسنے مامون بادشاہ کے حکم سے کتاب مذکور کو لغت یونانی
سے عربی زبان مین نقل کیا تھا بیچ صدر ترجمہ کے کہتا ہے کہ جب ارسطاطالیس جو وزیر
سکندر کا اور اوسکا اوستاد تھا بسبب ضعف و پیری کے اوسکی ملازمت سے معذور رہا اور
سکندر عجم کے شہرون پہ غالب ہوا اور اونکے درمیان عاقل و دانا اور دلیر و شجاع

بہت تھے اور اونکے رہنے مین خوف وخلل ملک کا تھا اور بیخ کنی اونکی قاعدہ عدالت سے
دور دکھائی دیتی تھی اونکے امر مین متحیر ہوا اور ایک خط ارسطاطالیس کو شوق ومہربانی کے
اظہار پر مشتمل لکھا اوسکے درمیان عرض کی کہ دولت ہمسایگی کی دوری کے سبب کامون
کے درمیان بہت سی حیرتین خاطر مین راہ پاتی ہین انمین سے اس صورت مین حکیم روشن دل
کے نور تدبیر کے بغیر ظلمات حیرت سے نکلنا مشکل ہے جس طرح سے ہوسکے اسباب ملاقات
کے انتظام کی سعی کرین ارسطاطالیس نے جواب مین لکھا کہ یقیناً فرزند جلیل اور سلطان نبیل
کی رائے معلوم ہوئی پر خدمت مین حاضر نہ ہونا بسبب عدم رغبت کے نہین بلکہ بسبب
ضعف وپیری وسستی وناتوانی کے ہے جب مصاحبت میسر نہین ہے اس رسالہ
مین ایک دستور بیان کرون کہ جزوی کامون مین اوسکی طرف تو رجوع کرے اور
اوسکے ساتھ میری صحبت سے تو مستغنی ہو جان تو عجم کے امرا اور اونکے فضلا کو ہلاک
کرسکتا ہے ولیکن انکی آب وہوا کی تبدیل پر تو قادر نہین پھر بے شبہہ اونکی شبیہ
پیدا ہون پس کوشش کر جو انھین احسان سے تو اپنا بندہ کرے تا سب تیرے دوست
ہون اور تیرے بندون کے فرمانبردار رہین اسکے بعد کہتا ہے بادشاہون کی چار صفت
ہین ایک وہ ہی جو اپنے اور رعیت کے ساتھ سخی ہو دوسرے وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور
رعیت کے ساتھ بخیل تیسرے وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہو اور اپنے ساتھ بخیل چوتھے
وہ جو اپنے اور رعیت دونون کے ساتھ بخیل ہو پہلی قسم اول باتفاق محمود ہے اور
دوسری اور چوتھی باتفاق مذموم اور تیسری قسم مین اختلاف ہے ہند کے حکیم اسپر
ہین کہ محمود ہے اور پارس کے حکیم اسپر ہین کہ محمود نہین بلکہ مذموم ہے اور سخاوت
وہ ہی کہ مستحقون کو بقدر حاجت کے تو پہونچائے اور جو کوئی اس مرتبے سے تجاوز کرے
اور عدا فراط کیطرف مایل ہو سخاوت سے اسراف کی طرف منحرف ہو جاے اور جو بادشاہ
زیادہ اس سے جو اوسکو مقدور ہو بخشش اختیار کرے بے شبہہ اوسکے فساد ملک کا سبب
ہوا ہے سکندر نے تجھے بارہا کہا ہے کہ سخا وکرم اور بقاء ملک کی اصل وہ ہی کہ تو آدمی
کے مال مین طمع نکرے اور سخاوت وکرم کی نوعون مین سے یہ ہے کہ تو ستم جایز رکھے

اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نکرے اور جس کسی پر جو الزام تو کرے کبھی اوسکا تو ذکر نکرے اور تمام فضل و کرم اسمین ہی کہ نیکیونکی حرمت کرے اور آدمیون کے ساتھ کشادہ رو رہے اور لوگون کی شان کے موافق جواب دے اور نادانون کی خطا سے درگذرے اے سکندر عقل مدار ہے تمام تدبیرونکی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتون کی جڑ ہے اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اس سے نیکنامی ہے کہ جو بادشاہ تابع دین نہو اور شریعت الہی کا استخفاف کرے شرع الہی اوسکو خوار اور ذلیل کردے اے سکندر چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب اختیار اے دشیرین زبان اور بلند آوازہ ہو اور بات کم کہے اور رذالونکے ساتھ نہ بیٹھے اور جب باہر آوے تو آرایش ایسی جو لائق بادشاہی کے ہے اختیار کرے کہ اورون سے ممتاز معلوم ہو اور اون سوداگرون کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے اوسکی بادشاہت مین آوین واجب جانے تا اوسکی نیکنامی کے پھیلنے اور دلون کے مایل ہونے اور تاجرون کے بہت آنیکا موجب ہی اور اسی سبب سے بادشاہت اوسکی آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سے جو اونکے ساتھ کرے بہت نفع پاوے اور بہت نہ ہنسے کیونکہ بہت ہنسنا دلون سے ہیبت و وقار کو اوٹھا دے اور باعث نقصان عمر و ضعف حرارت عزیزی کا ہووے اے سکندر حریص شہوت کا نہ رہ کہ وہ خسرپدون کے خواص مین سے ہی اور کیا فخر اس چیز مین ہے جسمین ادنے حیوان تجھپر غالب ہین اور اوسمین زیادتی کرنی ضعف بدن اور نقصان عمر کو پہونچاتی اور عورتون کی سیرتون کے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینون اور ضعیفونکے احوال سے غافل نہ رہ اور احوال پرسی اونکی واجب جان کہ خالق کی رضامندی اور دلونکے ہاتھ آنیکا سبب ہے اور غلہ جمع کرنا خشکسالی کے دن آرام سے بیٹھے ویسا کر کہ اہل صلاح تجھسے امن مین رہین اور اہل فساد تجھ سے ڈرین اے سکندر مینے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ اور حقیقت حال سوائے علام الغیوب کے کسیکو معلوم نہین شاید بسبب کسی تہمت کے جس سے شخص بری رہے یا اوس گناہ پر اقدام کرنے کے لیے کچھ عذر اوسکا ہو تو تو اوسکے قتل کو روا رکھے اور اس سے کون گناہ سخت تر ہی ہر نفس اکبر

یعنی ادریس علیہ السلام سے مجھکو یہ خبر پہونچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسری مخلوق کو
قتل کرے آسمان کے فرشتے باریتعالی کی درگاہ مین رووین کہ تیرے فلان بندے نے ایک
اور بندے کے قتل کرنے مین تجھہ سے برابری کی اگر وہ قتل بسبب قصاص کے ہو حضرت حقتعالے
فرمادی کہ اوسکو میرے حکم سے بسبب گناہ کے مارا ہی اور جو بسبب ظلم کے ہو فرماوے قسم ہے
اپنے عزت و جلال کی کہ مینے خون قاتل کو مباح کیا پس فرشتے ہر ایک تسبیح و استغفار مین
اوسکے اوپر دعاے بد کرین یہانتک کہ وہ بدلے کو پہونچے اور یہ حال اسکے لیے بہتری اور جو خود
مرے خدا یتعالے کا نشان غضب ہو کیونکہ بڑے عذاب اور سخت عقاب مین گرفتار ہووے
اور عہد شکنی نکرو اور کبھی قسم مت کھاو اور جب تو نے کھائی تو کسی وجہ سے اوسکو مت توڑ اس لیے
کہ یونان کے بہت سے بادشاہون کی بادشاہت سوگند دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے
تباہ ہوگئی اور اوس چیز پر جو تجھسے جاتی رہی تاسف مت کر کہ یہ خاصیت لڑکون اور ناقصون
کی ہی اور اپنی بادشاہت کے لوگونکو علم و ہنر کے حاصل کرنے کے لیے حکم کر اور جو کوئی علم
مین فائق ہو اوسکو بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص کھہ کہ یہ خصلت دلون مین
تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور یادگار نیک کا موجب ہو اور یونان کے
لوگ اون دونون خصلت کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہی کہتے تھے اسلیے کہ وہ لوگ
رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے یہانتک کہ لڑکیان باپ کے گھر فاضل اور
آداب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین اور جسپر تیرا اعتماد نہ ہو اوسکے ہاتھہ
سے کچھہ نہ کھا اور اپنی حفاظت سے غافل نرہ اوس قصہ کو فراموش نکر کہ ہند کے بادشاہ نے
تیرے لیے تحفے بھیجے انمین سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے زہر مین پرورش کیا تھا
تا اوسکی طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض اونکی اس سے قتل تیرا تھا اور مینے
اس سے قتل تیرا تھا اور مینے اس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا اے سکندر ایک ہی دلیل
سے حکم مت کر اور جب دلیلین متعارض ہون اقوی کی طرف مایل ہو اے سکندر عدالت ایک
صفت ہی اللہ تعالے کی صفتون سے آسمان و زمین عدالت کے سبب قائم ہین اور عدالت کے
ساتھہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہین اور عقل کی صورت عدالت ہی اور عدالت ہی اور عدالت کی برکت سے

دلون اور گروہون کے مالک ہوسکے اہل ہند نے کہا ہے کہ سلطان کا عدل زمانے کی سرسبزی سے بہتر ہے اور بادشاہ دادگر نافع تر ہے باران تند سے اور بعضے شہرون مین زبان سریانی سے لکھا تھا کہ ملک اور عدالت دو بھائی ہین کہ کوئی اون مین کا دوسرے سے مستغنے نہین ہی بعد اسکے کہتا ہے کہ اسباب نظام عالم کے باہم ربط پانیکی کیفیت اس دائرہ شریف مین درج کرتا ہون تا اونکی توالی و تشابک کی صورت محسوس و مشاہدہ ہو اور اس کتاب کا لب لباب اور اوسکے مطالب کا خلاصہ یہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بھی تجھے بھیجنا کفایت کرتا صورت دائرہ کی یہ ہے



جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن ۱۲۱۸ اٹھارہ سو پانچ عیسوی مطابق ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ہجری کے بہت محبت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان عالیشان کے اقبال کی برکت سے اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی ولیکن دانا اونکے نزدیک پوشیدہ نرہے کہ اوسکے لالی مطلب کو جو عبارت فارسی کے صدف مین پنہان تھے خواص طبیعت نے دریاے فکر مین کس طرح سے غوطہ کر نکالا

اور اون آبدار موتیون کو رشتہ تحریر مین پروکر ریختہ زبان کے اردو بازار مین لا حاضر کیا اس لیے
کہ اصحاب دالا شان کے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور در کلام کا اقتدار ہے کون جوہری اس
بازار کا ہے جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور اونکے عصر مین وہ گوہر فروش کلام کہان
جسکا دامن آرزو صلہ بخشش کے زر و سیم سے خالی ہی ابیات ہوا ہی دور مین اب اونکے
اعتبار سخن ؛ اور اونکے عصر مین ہی رشد و اقتدار سخن ؛ نہو وین کیون وہ اہل سخن کے قدر شناس
ہی جنکا باب کرم دہر مین مدار سخن ؛ در کلام مین لیجاؤن کیون نہ اونکے در + کہ جنسے پاوے جلا
در آبدار سخن + در کلام نہ کیون اُنسے مین پرکھواؤن مکہ جنسے پائے چمک در آبدار سخن +
ہمیشہ اہل سخن کیونکہ وان نہون سرسبز ؛ ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقار سخن ؛ جو مست بادہ
شیرین کلام ہے لیوے ؛ ہی میرے ہاتھ مین یہ جام خوشگوار سخن + زبان طعن نکالے جو مدعی
اُسپر ؛ ہی اوسکے واسطے کافی یہ ذوالفقار سخن ؛ اگرچہ کلام اس قلیل البضاعت کا جو
خوشہ چین ارباب کلام کا ہے اس درجہ مین نہین کہ سخنور کامل کا محل تعریف ہو لیکن بمقتضاے
اسکے کہ معانی اسکے اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھے یہ تشبیہ اس خیال کے کہ
شاہد تناسب الاعضا اور عروس خوش قد و زیبا کو کیا پرنیان اور کیا دیبا ہر لباس مین ہے
وہ خوشنما اوسکی زلف کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کرکے عقل حکمت شناس کی مشاطگی
سے آراستہ کیا اور اوسکے چہرۂ مقاصد کے تئین ہے صحت قیاس کے گلگونۂ خیال سے آرایش
دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا چشم ہے کہ حسن بازان جمال کمال کی چشم مین منظور ہووے
اور بد نظران پایۂ نقص زوال کی آنکھون سے مستور رہے الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بلکہ
پتھر جسے جودت طبعی کے زور بازو سے حل کرکے کحل بصیرت بنایا اور عجب عقدۂ لاینحل تھے
کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اوسکی گرہ کشائی کرکے طالبان کمال کو دکھایا یقین ہی
کہ جو شخص اوسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کلامون پر واقف ہووے اور اونکے فوائد کی
لڑیون کو کوش ہوش کا آویزہ کرے اور گردن عقل کو اوسکے زیور عمل سے آرایش دیوے
دامن آرزو کے تئین دونون جہان کے جواہر آسایش سے مالا مال کرے مثنوی

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ	اور عامل ہوا اوسکا خاطر خواہ	ہووے تدبیر اوسکی محکم تر

چشمۂ فیض - ترجمۂ اردو پند نامۂ عطار
کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس
سرہٗ بترجمۂ نظم پاکیزہ وعمدہ از بخنور عالی فکر
مولوی عبد الغفور خان بہادر۔

اخلاق سروری - از منشی غلام سرور لاہوری

گلشن سروری منظوم - از منشی غلام سرور لاہوری

تہذیب احسانی ترتیب اخلاق از حکیم احسان علی

گلدستۂ ادب - اخلاق اور تدبیر معاش کا
ذکر از منشی دیوی پرشاد۔

مجموعۂ توحید - از شاہ عبد الصمد عرف
رن مست خان شامل چار رسالہ (۱)
الف بے وجہن (۲) بھجن از مصنف (۳)
مثنوی اللہ نام جپورے (۴) پریم نامہ شاہ ولی

تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ
عبد الصمد معروف بہ رن مست خان۔

رہبر راہ حق - مولفہ حاجی زردار خان
جاگیردار راج کروی شامل سیزدہ رسالہ (۱)
رہبر راہ حق (۲) رسالہ مرغوب القلوب
از حضرت شمس تبریز (۳) مثنوی شاہ بو علی
قلندر (۴) مثنوی بے سر نامہ شیخ فرید الدین
عطار (۵) مثنوی چشم بکشا (۶) پریم نامہ
شاہ ولی (۷) اللہ نام جپورے (۸) بھجن
شاہ عبد الصمد (۹) الف بے وجہن (۱۰)

تحفۃ العاشقین شاہ عبد الصمد (۱۱) مثنوی
شیخ نہلول (۱۲) رسالۂ رموز الحقیقۃ (۱۳)
ترجیع بند عارف۔

آفتاب ہدایت - اخلاق اموزی کا طریقہ
نہایت مرغوب طبع ہے از علامہ جناب مولوی
عبد الواحد صاحب تخلص فاروقی۔

گلدستۂ جنان - اردو شرح مبسوط گلستان
سعدی از سید رزاق بخش۔

شجرہ معرفت - اردو لب لباب ہر ہفت دفتر
مثنوی مولانا روم از مولوی غلام حیدر گوپاموی

مخزن الانوار - اردو ترجمۂ گنج اسرار از
مولوی محمد یوسف صاحب۔

مثنوی سر حق - رموز تصنیف از سید شاہ
عطا حسین۔

پند نامہ حبیبی - نصائح دلنشین از محمد حبیب علیخان

کتب اخلاق و تصوف فارسی

گلستان محشی کلان - جلی قلم از
مصلح الدین سعدی شیرازی کاغذ سفید کندہ

ایضاً - حسب مراتب بالا کاغذ چینی رسمی۔

ایضاً - محشی قلم متوسط با فرہنگ ویٹسل نگین

ایضاً - کاغذ خانی۔

گلستان محشی خرد

حدیقہ حکیم سنائی۔
گلستان مترجم۔ با ترجمہ اردو لفظ بلفظ۔
شرح گلستان۔ از ملا محمد اکرام ملتانی۔
شرح گلستان مسمی بہ ریاض رضوان از مولوی ریاض علی۔
شرح گلستان مسمی بہ خیابان۔ از سراج الدین علیخان آرزو۔
تضمین گلستان سعدی۔ از بہرگویاں تفتہ
گلستان حکیم قاآنی۔ بجواب گلستان سعدی
بہارستان جامی۔ ہم بہار گلستان سعدی از ملا عبدالرحمن جامی۔
خارستان۔ ہم پہلوے گلستان از ملا مجدالدین خوافی۔
بوستان۔ مجشی جلی قلم خوشخط از حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی۔
ایضاً۔ جلی قلم کاغذ گلابی ولایتی۔
ایضاً۔ جلی قلم جسراتب بالا کاغذ حنائی۔
ایضاً۔ متوسط قلم کاغذ سفید۔
ایضاً۔ قلم بدرجۂ توسط۔
ایضاً۔ متوسط دو مصرعہ۔
ایضاً۔ دو مصرعہ
ایضاً۔ سہ مصرعہ
بوستان مترجم۔ اردو نظم ہموزن شعر

از گوبند پرشاد۔
بوستان خرد۔ مصرعہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور
مصباح التہذیب۔ نصایح عارفانہ از شیخ کمال الدین۔
مصباح الہدایت۔ ترجمۂ عوارف اصول و مبانی اہل تصوف از شاہ محمود الکاشانی
صدپند سودپند لقمان حکیم شامل چار رسالہ (۱) سعادت نامہ (۲) رسالہ خواجہ عبیداللہ احراری (۳) تحفۃ الملوک (۴) منہاج العارفین۔
نفحات الانس مع سلسلۃ الذہب از مولانا عبدالرحمن جامی۔
فوائد الفوائد۔ از حضرت اولیا محمد نظام الدین صاحب دہلوی در تصوف۔
شرح بوستان۔ از شیخ چند بہار۔
رسالۂ انفاس نفیسہ تصنیف حضرت خواجہ عبیداللہ احرار۔
فوائد سعدیہ از محمد ارتضی علی خان۔
نوائح جامی۔ رموز تصوف از ملا عبدالرحمن جامی۔
رسالۂ ستۂ ضروریہ
سرور العباد۔ شرح قصیدۂ بانت سعاد از مولوی عبدالحافظ۔

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

جامع الاخلاق

